سوانح حیات

سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی

پروفیسر محمد رفیق

المدینہ پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com

سوانح حیات

سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی

مرتب

پروفیسر محمد رفیق

المدینہ پبلی کیشنز لاہور

Marfat.com

Marfat.com

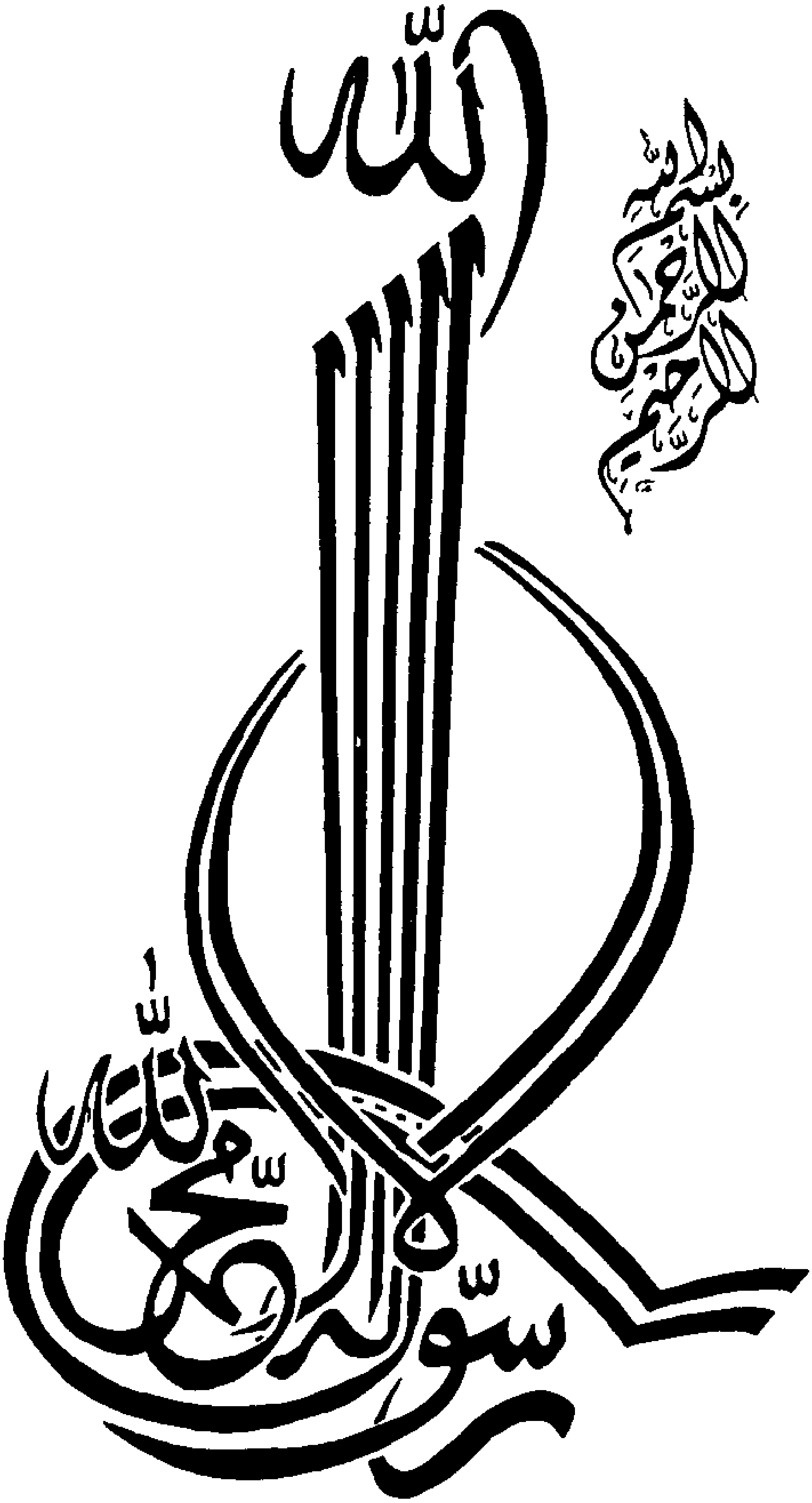

Marfat.com

Marfat.com

انتساب

اپنے شیخ و مرشد
حضرت صوفی عبدالمجید نقشبندیؒ
کے نام

Marfat.com

Marfat.com

111202

تزئین و اہتمام

محمد ابرار حنیف مغل

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام : سوانح حیات

حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ

مرتب : پروفیسر محمد رفیق

بار اول : جولائی 1996ء

تعداد : ایک ہزار

ناشر : المدینہ پبلی کیشنز

4- یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ

38- اردو بازار لاہور

فون : 7320682

قیمت : [redacted] روپے

Marfat.com

Marfat.com

حسن ترتیب

1-	خاندان گیلانیہ بغدادیہ کی موجودہ وضاحت	17
2-	عہدہ نقابت اور تولیت کا استحقاق	19
3-	حضرت عبدالعزیزؒ کی اولاد سے نقباء	28
4-	رعیان قادریہ بغدادیہ	34
5-	ایک وضاحت	42
6-	آپؒ کے آباؤ اجداد	45
7-	حضور پیر صاحبؒ	50
8-	حالات زندگی	59
9-	حلقہ ارادت	74
10-	ملفوظات	78
11-	روحانی کمالات	82
12-	پروفیسر محمد طاہر القادری سے پیر طریقت کے بارے میں ایک گفتگو	89
13-	تحریک منہاج القرآن پر آپ کی نوازشات	
14-	یادوں کے چراغ	103
15-	کشف و کرامات	111
16-	تحریک منہاج القرآن کے ساتھ تعلق خصوصی	129
17-	سید السادات کے انٹرویوز	139
18-	نسبت غوثیت نسبت مصطفےٰ ہے	153
19-	شوق عبادت و ریاضت	158
20-	تذکرہ آپ کے پردادا کا	163
21-	تذکرہ سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کا	167
22-	قطب البلاد میں قطب الاقطاب کا سفر آخرت	175

Marfat.com

23 - لاہور میں تدفین کا آخری فیصلہ	185
24 - میرے مرشد گرامی	198
25 - عالمانہ تفوت	211
26 - عارفانہ منزلت	217
27 - قطعات تاریخ وفات	229
28 - منقبت	231
29 - شجرہ شریف سلسلہ قادریہ	240
30 - اوراد قادریہ	254

Marfat.com

افتتاحیہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت کے لئے احسن تقویم میں پیدا کیا۔ اس کے اندر فطرت سلیم رکھ کر محض حالات کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا بلکہ ظاہری راہنمائی کے لئے سلسلہ انبیاء جاری کیا اور اپنی کتابیں نازل فرمائیں تاکہ انسان کو بھٹکنے سے پہلے خبردار کر دیا جائے اس کے بعد اس کی اپنی مرضی ہے وہ جنت کے راستے کا مسافر بنے یا پھر دوزخ میں گرنے کا سامان کر لے۔ حضور نبی اکرم ﷺ پر سلسلہ نبوت ختم ہوا لیکن ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ بند نہیں ہوا۔ یہ کام اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کے صلحاء اور علماء سے لے رہا ہے اور کوئی دور ان پاکیزہ ہستیوں کے وجود سے خالی نہیں رہا۔ نبی اکرم ﷺ کی دنیا سے پردہ پوشی کے بعد جامع الصفات شخصیت جیسے جیسے مفقود ہوتی رہیں علوم و فنون کی وراثت بھی تقسیم در تقسیم کے عمل سے دو چار ہوئی۔ کوئی درس و تدریس میں لگ گیا تو کسی نے تصنیف و تالیف کا منصب سنبھالا۔ کوئی حکومت و سیاست کے میدان کا شہسوار ثابت ہوا تو کسی نے قانون و عدالت کو سنبھال لیا۔ کسی کو دعوت و تبلیغ کا میدان راس آیا تو کسی کے جوہر ریاضت و معاہدے کے باعث چمک اٹھے یوں تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن پر محنت ہونے لگی ہر کوئی اپنے اپنے میدان میں تحقیق کے باعث تخصص (Specialization) کرنے لگا۔ جس طرح ارتقائی منازل طے کرتے ہوئے دیگر علوم کی کئی برانچیں قائم ہوئیں اور نئے نئے اسرار و رموز آشکار ہونے لگے بعینہٖ تعیضہ و تزکیہ باطن کے حوالے سے کئی سلاسل طریقت معرض وجود میں آ گئے اور عوام الناس اپنے اپنے مزاج' ذوق اور رجحان کے مطابق ان سے فیضیاب ہونے لگے۔

طبقہ صوفیاء میں جو شہرت حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کو ملی شاید ہی کسی اور کے حصے میں آئی ہو یہ بڑی حیراں کن بات ہے کہ دیگر سلاسل سے وابستہ اہل طریقت بھی آپ کے نام کے نعرے لگاتے اور بڑے اہتمام سے گیارہویں کا انتظام و انصرام کرتے نظر آتے ہیں۔ یہ اعزاز و اکرام بھی بس آپ ہی کا حصہ ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ تصوف کے چشمہ صافی کو یونانی اور عجمی تصورات نے گدلا کر دیا حتی کہ نوبت الحاد اور دہریت تک جا پہنچی اللہ تعالی نے اپنی قدرت کاملہ سے اس کا بھی علاج کیا اور ہر دور میں ایسے رجال کار بھیجے جو بگاڑ کی اصلاح کا کام کرتے رہے اس حوالے سے برصغیر پاک و ہند میں حضرت مجدد الف ثانی نے اتباع سنت کی تحریک چلا کر ایک تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ان کی مساعی سے اسلامی تعلیمات کا چہرہ ایک بار پھر نکھر کر سامنے آ گیا اور سارے خرافات دور ہو گئے۔

سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی حضور غوث پاک کی اولاد میں سے تھے اپنے آبائی وطن بغداد کو چھوڑ کر نقل مکانی کی اور پاکستان کو اپنا مسکن بنا لیا۔ خان آف قلات نے آپ سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا زیادہ قیام کوئٹہ میں ہوا کرتا تھا تاہم سردیوں میں کراچی تشریف لے آتے۔ پاکستان اتنا پسند آیا کہ اسے اپنی آخری آرام گاہ کے لئے بھی منتخب کر لیا۔ ان کے صاحبزادگان کی اولین ترجیح آپ کو بغداد شریف میں ہی دفن کرنا تھا لیکن عراق کویت جنگ کے باعث عراق باقی دنیا سے کٹا ہوا تھا اور کوئی فلائٹ نہیں جا رہی تھی اس لئے اللہ تعالی نے اپنی حکمت بالغہ سے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ آپ سرزمین پاکستان ہی میں دفن ہوں اور پاکستان میں غیر متوقع طور پر لاہور میں تدفین ہونا بھی ایک محیرالعقول واقعہ ہے۔

آپ ہمیشہ جاہل صوفیوں کے خود ساختہ تصورات کی نفی کرتے رہے اور اپنے مریدین کو اتباع سنت کا درس فرمایا کرتے شریعت اور طریقت دو الگ حقیقتیں نہیں بلکہ ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں۔ انسان کے ظہر اور باطن کی اصلاح کے لئے بیک وقت دونوں کی ضرورت ہے کسی ایک سے بھی مفر نہیں کچھ لوگ لفظ تصوف سے الرجک ہوتے ہیں اگر یہ اصطلاح اس نام سے استعمال نہ بھی کی جائے جو کہ حدیث کے لفظ "احسان" مترادف ہے پھر بھی اس طرح آنکھیں بند کر لینے سے حقیقت تو اپنی جگہ برقرار رہے گی انسان اپنے من کی صفائی کا محتاج تو رہتا ہے اس حقیقت کا انکار کوئی مسلمان بھلا کیسے کر سکتا ہے۔ فرمان ربی ہے۔

وذروا ظاہر الاثم و باطنہ

اور گناہ کے ظاہر اور اس کے باطن

Marfat.com

(دونوں) کو چھوڑ دو۔

کچھ گناہ ظاہر ہوتے ہیں اور کچھ پوشیدہ۔ پوشیدہ گناہ زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ ان کا پتہ ہی نہیں چلتا اور انسان اپنے آپ کو نیک اور پارسا ہی سمجھتا رہتا ہے یا پھر اسے یوں بھی سمجھا جا سکتا ہے کہ ہر گناہ کا ایک ظاہری پہلو ہوتا ہے اور ایک باطنی۔ گناہ کے باطنی پہلو کو ہم اس کے محرکات اور اسباب بھی کہہ سکتے ہیں اگر محرکات برقرار رہیں تو ظاہری طور پر توبہ زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتی اس لئے صوفیاء نے اپنی توجہات کا مرکز انسانی نفس اور دل کو بنایا کیونکہ نفس اور دل کی اصلاح کا سارا دارو مدار ہے۔ دل زندہ ہو جائے تو نیکی کی قوتیں حرکت میں آ جاتی ہیں ورنہ اللہ اللہ کرنا بھی کچھ زیادہ مفید ثابت نہیں ہوتا۔

؎ دل آگاہ می باید وگرنہ
گدا یک لحظہ بے نام خدا نیست

آپ سنت غوثیت پر چلتے ہوئے دلوں کی مردہ بستیوں کو آباد کرتے رہے دنیا میں لاکھوں لوگوں کے دلوں کی دھڑکن یہ مرد درویش بے نیازی کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس کی محفل میں شاہ و گدا سب حاضر ہوتے کسی سے امتیازی سلوک نہ ہوتا ہر کوئی اپنے حسب حال دامن مراد بھرتا۔ آپ کا طرز زندگی بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرح منفرد تھا۔ آپ نے درویشی میں شاہی کی۔ قیمتی لباس پہنتے اور دستر خوان پر رنگ برنگ کھانے اور نادر قسم کے پھل موجود ہوتے۔ صاحب کشف و کرامات تھے۔

آپ کی حیات کے بارے میں ابھی تک کوئی کتاب نظر سے نہیں گزری۔ مختلف دنیا میں رسائل اور اخبارات میں شائع ہو چکے تھے سوچا اس اشد ضرورت کو پورا کرنے کے لئے سردست ان کو یکجا کر دیا جائے تاکہ وابستگان کی تسکین روح کا سامان ہو سکے۔ اس وقت تک جو معلومات حاصل ہو سکیں ان کے مطابق کتاب کا مواد ترتیب دیا گیا ہے قارئین میں سے کسی کے پاس مزید معلومات ہوں تو ارسال فرما دیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں شامل کیا جا سکے کتاب کو مزید بہتر بنانے کے لئے آراء کا انتظار رہے گا۔

Marfat.com

4-C/637
میرپور آزاد کشمیر

پروفیسر محمد رفیق
12 ربیع الاول
بمطابق 29 جولائی
1996ء

Marfat.com

خاندان گیلانیہ بغدادیہ موجودہ کی وضاحت

(غلام عباس قادری)

بغداد شریف ملک عراق میں موجودہ خاندان گیلانیہ سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلف الرشید حضرت محبوب سبحانی قطب ربانی ہیکل صمدانی پیردستگیر سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد مطہرہ آباد ہے جس کی چار شاخیں ہیں۔

اول : اولاد سیدنا ذکریا القادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید ذکریا مشہور ہے۔

سوم : اولاد سید مراد القادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید مراد مشہور ہے۔

چہارم : اولادو سید خمیس القادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کا لقب بیت سید خمیس مشہور ہے۔

ان چاروں گھروں کے افراد ذکو رواناث خرود و کلاں کی مجموعی تعداد 180 کے قریب ہے اور یہی اصلی گیلانی خاندان سیدنا حضرت عبدالعزیز صاحب ممدوح الصدر کی اولاد ہیں۔

کافی عرصہ کا ذکر ہے کہ ترک قوم کے چند افراد بسلسلہ کاروبار تجارت بغداد شریف میں آئے اور رفتہ رفتہ اقامت پذیر ہو گئے۔ چنانچہ ان کی اولاد بھی آج تک یہیں مستقل طور پر رہائش پذیر ہے۔ اس خاندان کا نام بیت النکرلی ہے۔

شیخ المشائخ سیدنا حضرت علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ نقابت میں یہ خاندان بیت النکرلی کے نام سے مشہور ہوا۔ بعدہ شیخ المشائخ حضرت سیدنا عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقیب الاشراف کے عہد نقابت میں اس خاندان کے افراد نے اپنی نسبت اصلی حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے منسوب کرنا شروع کر دیا۔ اس خاندان کے چند افراد ہوتے ہوتے عراق کے زیر سایہ یہ عہدوں پر فائز ہو گئے۔ چنانچہ ایک فرد ان میں سے وزیر عادلہ منتخب ہو گیا۔ اب موقع شناسی سے کام لیتے ہوئے انہوں نے ایک حاکم مجاز کی عدالت میں اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ سے حضرت شیخ المشائخ

Marfat.com

سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہونے کا دعویٰ دائر کر دیا تاکہ قومیت کی تصدیق ہو سکے اور اوقاف قادریہ کے حصہ دار تصور ہو کر حصہ لینے کے مستحق ہو سکیں۔ چنانچہ انہوں نے اس مقدمہ کی کامیابی کے لئے حد سے زیادہ جدوجہد کی اور فرضی ثبوت پیدا کئے۔ افسر مجاز کو زر کثیر بطور رشوت پیش کیا۔ اور وزیر عادلہ کے دباؤ اور رعب اور سفارش سے کام لے کر افسر مجاز کو ہم خیال بنا لیا۔ جھوٹے گواہ اور شہادتیں پیش کیں۔ تمام تر گواہان شیعہ مذہب کے برائے شہادت پیش کئے۔ ان کا دعویٰ فرضی' بے معنی اور کذب و دروغ پر مبنی تھا۔ چنانچہ افسر مجاز (رشوت گیرندہ) نے ان کے حق میں حضرت شیخ المشائخ سیدنا عبدالعزیز صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے فرد ہونے کا فیصلہ لکھ دیا اور پروانہ عدالت مبنی پر تصدیق قومیت خاندان گیلانیہ ان کے حوالہ کر دیا۔ حالانکہ قطعی طور پر نہ یہ لوگ گیلانی خاندان کے افراد سے ہیں۔ نہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ ممدوح الصدر کی اولاد سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس خاندان بیت التکرلی کاذب و دروغ گو پر اللہ تبارک وتعالیٰ اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ خلفاء راشدہ اور اولیا کاملین بلکہ تمام مریدان و معتقدان لعنت بھیجتے ہیں اور ہر مرید و معتقد حضور غوث پاک قدس اللہ سرہ العزیز کو چاہئے کہ تاقیامت یہ کام کرے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے۔ فلعنة الله على الكذبين۔ ان اشخاص پر بھی جو خاندان گیلانیہ سے نہیں ہیں اور اپنے آپ کو اس خاندان عالیہ سے ظاہر کر کے مریدی پیری کا کام کرتے ہیں' بمثل خاندان بیت التکرلی لعنت ہے اور ان اشخاص پر بھی جو جعل ساز دھوکے باز' اور دروغ گو اور شکل مومنان کرتوت کافراں کے مصداق ہیں' ان پر بدستور لعنت ہو۔ (آمین)

Marfat.com

عہدہ نقابت اور تولیت کا استحقاق

محبوب سبحانی، غوث صمدانی، قطب ربانی الھیکل یزدانی شیخ الکل سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے وصال کے بعد تبلیغ و اشاعت و رشدو ہدایت مدرسہ و خانقاہ قادریہ و مسجد کی حفاظت بلکہ تمام دیگر شعبہ جات کی طرف آنحضور کے صاحبزادگان سیدنا عبدالرزاق و سیدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توجہ مبذول فرمائی۔ چنانچہ نسلاً" بعد نسلاً" یہ سلسلہ قائم رہا۔ جب سیدنا حضرات ابونصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت عباسیہ قاضی القضات اور ولی عہد خلافت عباسیہ منتخب ہوئے تو ان کے وصال کے بعد ہر دو برادران کی اولاد نے باہمی رشتہ داریوں کے ذریعہ اور یکجا رہائش پذیر ہو کر تعلقات برادرانہ کو استوار کیا۔ چنانچہ خلفائے عباسیہ و عثمانیہ نے ان تعلقات برادرانہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے کبھی سیدنا عبدالرزاقؓ کی اولاد سے اور کبھی سیدنا عبدالعزیزؒ کی اولاد سے (رضی اللہ تعالی عنہما) ارشد بہ ارشد بالغ و عاقل، دانا و سمجھ دار کو منتخب کر کے عہدہ نقابت و تولیت عطا فرماتے رہنے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب ہلاکو خاں اور فارس کے حملوں نے بغداد کی عظمت اور رفعت کو ملیا میٹ کر دیا اور تمام خاندان بغداد مع خاندان گیلانیہ حملہ آوران کے مظالم کی تاب نہ لا کر ہجرت کر گئے۔ تو مدت تک بغداد کی حالت ناگفتہ بہ رہی۔ حتی کہ سلطان مراد خاں مرحوم نے بغداد کو دوبارہ فتح کیا اور تمام خاندان کو جو ہجرت کر کے بغداد چھوڑ گئے ہوئے تھے واپس بلوا کر از سرنو شہر آباد کرایا اور پہلے کی طرح اپنی اپنی جگہ پر بٹھایا اور کاروبار پر لگایا۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ کو بھی بدستور سابق عہدہ نقابت و تولیت سپرد کیا اور پہلے کی مانند حضرت سیدنا عبدالرزاق و سیدنا عبدالعزیز صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد کو بلا تحصیص منتخب کیا۔ مختصر یہ کہ سیدنا عبدالرزاقؓ صاحب کی اولاد سے سید محمود نقابت کے عہدہ پر ممتاز تھے کہ دفعتہ" شہر بغداد میں ہیضہ کی وبا نمودار ہوئی اور تمام شہر کو لپیٹ میں لے لیا چنانچہ حضرت سیدنا عبدالرزاق کے خاندان مع سید محمود نقیب الاشراف بجز ایک دختر نیک اختر کے موت کے ہاتھوں کوئی نہ بچا۔ بلکہ حضرت سیدنا عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور اولاد

Marfat.com

پاک سے صرف پانچ افراد ذکور اور دو افراد اناث زندہ بچے۔ جب وبا ختم ہوئی اور حالات درست ہوئے تو پانچوں افراد پس ماندہ نے فردا" فردا" نقابت اور تولیت کے عہدہ جلیلہ کے حصول کے لئے کوشش شروع کی اور علیحدہ علیحدہ ہر ایک نے درخواستیں پیش کیں۔ مگر سب درخواستیں نامنظور ہو گئیں۔ فرمان شاہی جاری ہوا کہ حضرت سید محمود نقیب مرحوم و مغفور کی دختر نیک اختر پسماندہ کا جس گیلانیہ خاندان بغدادیہ کے فرد سے نکاح ہو گا۔ وہی مستحق اس عہدہ کا ہو گا۔ چنانچہ پورے چھ سال یہی دختر پسماندہ خود ہی عہدہ نقابت و تولیت پر سرفراز رہی اور اس کا ناظم والئی بغداد یعنی گورنر حکومت ترکی مقرر رہا۔ اس کے بعد اس دختر نیک اختر نے نکاح سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے کر لیا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے ہاں پہلی عورت موجود تھی جو رومی خاندان المشہور بیت الرومی سے منسوب تھی مگر سیدہ نہ تھی اور صاحب جائداد اور جاہ و مال تھی۔ اس کے بطن سے وہ دو پسران سید سلمان' سید زین الدین پیدا ہو چکے تھے۔ اس دختر نیک اختر کے بطن سے پورے چار سال کے بعد سید عبدالرحمن صاحب معرض شہود میں تشریف لائے۔ مطابق فرمان شاہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نکاح ثانی کے بعد 20 سال نقیب الاشراف اور متولی اوقاف رہے۔ اس واقعہ کے متعلق کتاب تذکرہ غوثیہ مصنفہ حضرت غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رضی اللہ عنہ کے صفحہ نمبر 98 پر زیر عنوان سفرحج بیت اللہ شریف اور زیارت بغداد اس واقعہ کو یوں بیان فرمایا ہے کہ سید علی سجادہ نشین سے پہلے سید محمود رزاقی یعنی شاہ عبدالرزاق صاحب کی اولاد سے صاحب سجادہ تھے اور قدیم عرصہ سے اس خاندان میں سجادگی چلی آ رہی تھی۔ جب ہیضہ میں سید محمود صاحب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور خود بھی انتقال فرما گئے۔ تو ایک دختر سعیدہ پسماندہ چھوڑی۔ اس بات کی خبر جب سلطان روم کو ہوئی تو حکم دیا کہ جس کی شادی خاندان گیلانیہ سے اس دختر سے ہو گی وہی مستحق سجادگی ہو گا۔ سید علی صاحب نے جو شاہ عبدالعزیز صاحب کی اولاد سے تھے۔ اگرچہ ان کی پہلی بیوی بھی صاحب اولاد تھی اور نیز رزاقیوں سے بغداد میں کوئی باقی نہ رہا تھا۔ اس دختر نیک اختر سے شادی کر لی اور صاحب سجادہ ہو گئے۔ ورنہ محال تھا۔ سید محمود صاحب کامل فقیر تھے۔ چنانچہ ان کے حالات بغداد میں اظہر

Marfat.com

من الشمس ہیں۔ اس لڑکی سے ایک فرزند یعنی عبدالرحمن پیدا ہوئے۔ سید علی صاحب نے 30 سال سجادگی کی تھی۔ ان کے بعد سید سلمان صاحب جو سید صاحب کی پہلی بیوی سے تھے اور بلحاظ عمر سید عبدالرحمن سے بہت بڑے تھے۔ اس لئے سید سلمان صاحب مستحق سجادگی سمجھے گئے۔ ان کے بعد سید عبدالرحمن صاحب مستحق ہیں۔

سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ تجارت بھی کرتے تھے۔ ان کی والدہ کافی مال دار اور صاحب جائداد تھیں۔ مگر سید عبدالرحمن صاحب رضی اللہ عنہ علوم دینی کے طالب اور ماہر نیز عبادت گزار اور شب بیدار تھے۔ ان میں اور سید سلمان رضی اللہ عنہ میں بہت زیادہ محبت تھی۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ کے برادر خورد سید زین الدین صاحب نے طفلی کے زمانہ میں کھیل کود کی حالت میں سیدنا عبدالرحمن صاحب کو ایک تھپڑ مارا جب سیدنا سلیمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کی خبر پہنچی تو سید زین الدین صاحب کو بلا کر پوچھا کہ کیوں ایسا کیا۔ جب انہوں نے کوئی معقول جواب نہ دیا۔ تو آپ نے سیدنا عبدالرحمن صاحب کی محبت کو مقدم جانتے ہوئے طیش میں آکر سید زین الدین کو سخت پیٹا اور اٹھا کر چھت سے نیچے پھینک دیا' جس کے باعث ان کو سخت چوٹیں آئیں۔ چنانچہ کئی روز زیر علاج رہ کر صحت یاب ہوئے۔ اسی محبت کی بنا پر سید سلمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمن صاحب نے باہمی رشتہ داری پیوند استوار کر لئے تھے یعنی ہر دو نے اپنے اپنے پسران و دختران کے نکاح ایک دوسرے کے ہاں کر دیئے تھے اور اراضیات کی کاشت و برداشت مشترکہ کر لی تھی۔ مزید براں جتنے خطوط یا احکامات دیکھنے میں آتے ہیں۔ ان پر سیدنا سلمان نقیب الاشراف کے مہر اور دستخط کے ہمراہ سیدنا عبدالرحمن کے دستخط و مہر برابر ثبت ہوتے ہیں۔ عوام الناس کا خیال ہے کہ حقیقی بھائی ہیں۔ دراصل ان کی والدہ جدا جدا تھیں۔ جیسا کہ بیان ہو چکا۔ بعض اوقات جب ان میں کسی بات پر شکر رنجی کی نوبت آ جاتی۔ تو سیدنا سلمان فوراً کہ اٹھتے کہ اپنی نقابت و تولیت سنبھالو۔ میں غلام نہیں ہوں۔ جس پر سید عبدالرحمن دست بستہ معافی مانگتے اور عرض کرتے کہ آپ والدہ بزرگوار کے مقام پر ہیں۔ میں ابھی تعلیم حاصل کر رہا ہوں میں اس کام سے بے بہرہ ہوں' آپ ہی سنبھالے رکھیں اور مجھے

Marfat.com

معاف فرما دیں۔ سیدنا سلمان مرحوم کے فوت ہونے کے بعد تمام گیلانی خاندان کے اعیان اور دیگر معززین نے سیدنا عبدالرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ عہدہ نقابت منظور فرمائیں تو آپ نے فرمایا کہ آج فوری طور پر عہدہ سنبھالوں تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس عہدہ جلیلہ کی خاطر بھائی کی وفات کو فراموش کر دیا ہے چنانچہ انہوں نے چہلم وغیرہ سے فارغ ہو کر نقابت و تولیت کے عہدہ کو سنبھالا۔

1 - سیدنا علی النقیب رحمۃ اللہ علیہ 10 سال سجادگی کے بعد 1288ھ میں جان بحق ہوئے۔

2 - سیدنا حضرت سلمان رحمۃ اللہ علیہ 1250ھ میں پیدا ہوئے۔ 1288ھ میں منصب نقابت وتولیت پر متمکن ہوئے۔ اور ماہ ذوالحجہ 1315ھ میں واصل اللہ ہوئے۔

3 - سیدنا عبدالرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 1261ھ میں ہوئی اور منصب نقابت و تولیت کو ماہ ربیع الاول 1216ھ کے آغاز میں قبول فرمایا اور 1341ھ تک اس عہدہ پر ممتاز رہے۔ اس کے بعد یہ عہدہ اپنے بیٹے سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حین حیات میں سپرد کر دیا۔ کیونکہ عراق کے باشندگان نے متفقہ طور پر آپ کو اپنا بادشاہ منتخب کر لیا۔ مگر آپ ؑ نے یہ منصب جلیلہ منظور اور قبول نہ فرمایا۔ البتہ وزیراعظم کا عہدہ قبول فرمایا۔ تاکہ عراق میں حکومت اسلامی قائم ہو جائے اور غیر قوم کافر کے قبضہ سے ملک کو نجات ابدی حاصل ہو۔ پیشتر ازیں سلطان عبدالحمید ترکی کے خلاف سید سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزادی کی خاطر عراق میں بغاوت کرائی۔ جس میں عربی قبائل اور شاہی لشکر میں ٹکر ہوئی اور فریقین کو نقصان بھی پہنچا۔ بادشاہ مذکور نے پیغام صلح بھیجا اور یہ بھی سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں کہا بھیجا کہ اگر آپ یا آپ کا صاحبزادہ عراق میں آزاد حکومت قائم کرنا چاہتے ہیں تو یہ مجھے منظور ہے۔ اس پر سیدنا عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے جواب میں حلف اٹھایا کہ میں اسلامی سلطنت کا تابعدار ہوں اور ہر خدمت اسلام کے لئے تیار ہوں۔ ہمیں بادشاہت کی خواہش نہیں ہمارے لاکھوں مرید ہیں۔ اس پر حکومت اور حضور کی آپس میں صلح ہو گئی۔ اسی قسم اور وعدہ کو ملحوظ خاطر فرماتے

/// 202

Marfat.com

ہوئے بادشاہی کا عہدہ منظور نہ فرمایا۔ چنانچہ مورخہ 3 ذوالحجہ 1345ھ میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش 1281ھ میں ہوئی۔ 1341ھ سے 1355ھ تک آپ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ اور ممبر اسمبلی رہے۔ اور حزب الحرالعراقی و عضو مجلس التمیز رئیس الشرعی السنی فی الحکوم العراقیہ کے عہدوں پر فائز رہے اور 1355ھ میں وصال فرما گئے۔

ان کی وفات کے بعد حسب استحقاق' نقابت اور تولیت کا عہدہ اعیان خاندان گیلانیہ اور رشید عالی گیلانی وزیراعظم اور کنگ غازی اول نے مرحوم کے پسر کلاں پیر سید جمال الدین مدظلہ کے پیش گیا۔ مگر آپ نے اس بنا پر قبول نہ فرمایا کہ وہ عرصہ دراز سے بمبئی میں مقیم ہیں اور وہاں مستقل طور پر سکونت فرمائی ہوئی ہے۔ دوسرے ان کی دو بیگمات منکوحہ موجودہ پاکستان کی رہنے والی ہیں۔ ایک تو سر شجاع الملک مہتر چترال کی دختر بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خداداد خاں کی نور نظر۔ چنانچہ ان کی خواہش کے مطابق پیر جمال الدین صاحب مذکور نے بمبئی کی آب و ہوا خوردو نوش اور رہائش اور تفریح گاہ کو بمقابلہ بغداد شریف ترجیح دے رکھی ہے۔ پس حق نقابت و تولیت اپنے حقیقی برادر خورد سید علی کمال الدین کے حوالہ کر دیا مگر انہوں نے اس کو قبول فرمانا بدیں وجہ نامناسب خیال کیا کہ جب ان کے دو حقیقی چچے سید احمد عاصم اور سید ہاشم مسعود تجربہ کار' سمجھدار' سیاستدان' نیک سیرت' زاہد اور شب زندہ دار غرضیکہ ہمہ صفت موصوف بقیہ حیات موجودہ ہیں' تو اس منصب اعلیٰ پر متمکن ہونا سعادت میں داخل نہیں ہے۔ چنانچہ حسب خواہش آپ نے مناصب نقابت و تولیت اپنے چچا سید احمد عاصم و سید ہاشم مسعود کے حوالہ کر دیئے۔ اس پر نقابت کا عہدہ سید احمد عاصم نے منظور و قبول فرمایا اور سید ہاشم مسعود متولی الاوقاف مقرر ہوئے۔ سید ہاشم مسعود متولی اور رشید عالی وزیراعظم حکومت عراق کی معاملہ سیاست میں مخالفت چلی آ رہی تھی۔ جب وزیراعظم مذکور کو یہ حال معلوم ہوا۔ تو انہوں نے چپقلش کی وجہ سے ان کو عہدہ تولیت سے برطرف کر دیا اور خود ہی یہ عہدہ سنبھال لیا۔ ساتھ ہی

Marfat.com

وزیراعظم حکومت عراق کے منصب پر بھی قائم رہا۔ بعدہ سید رشید عالی مذکورہ بالا کو جرمن کے ساتھ دوستی رکھنے کے الزام میں حکومت نے وزارت عظمی کے عہدہ سے الگ کر دیا اور جلاوطن کر دیا۔ اس پر سید ہاشم مسعود رضی اللہ عنہ 1942ء میں پھر متولی الاوقاف قادریہ منتخب ہو گئے اور 1951ء تک اسی عہدہ پر ممتاز رہے۔ اس کے بعد سابقہ حکومت عراق کے وزیراعظم نوری السعید اور عبدالالہ سیاسی معاملہ میں سید ہاشم مسعود کے خلاف ہو گئے۔ جو دوبارہ منصب تولیت سے علیحدہ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد 1951ء سے لے کر 1952ء تک یہ عہدہ بھی سید احمد عاصم نقیب الاشراف کے زیر تصرف رہا۔ مگر سید احمد عاصم مذکورۃ الصدر ہی کے وکیل مطلق یا مختار عام وہی سید ہاشم مسعود ہی متعین رہے۔

سید احمد عاصم جب حکومت پاکستان کی دعوت پر ہزایکسی لینسی غلام محمدؒ گورنر جنرل کے عہد حکومت میں 1953ء میں پاکستان تشریف لائے اور یہاں دو مہینہ قیام فرمانے کے بعد جب واپس بغداد تشریف لائے تو ایک ہفتہ کے بعد واصل بحق ہو گئے۔

اس کے بعد سیدنا عبدالرحمن صاحب ؒمرحوم و سیدنا محمود حسام الدین صاحب مرحوم رضی اللہ عنہما کی اولاد ارشدو تمام افراد خاندان گیلانیہ بغدادیہ نے بالاتفاق عہدہ نقابت و تولیت سید ہاشم مسعود دام ظلہ کے سپرد کرنے کی تجویز کی اور منظوری کے لئے کاغذات حکومت عراقیہ کے حوالے کئے۔ مگر نوری السعیدو عبدالالہ وزیراعظم و حکمران نے بدیں خدشہ اس کو رد کر دیا۔ کہ اگر یہ عہدہ نقابت و تولیت سید ہاشم مسعودو مدظلہ کے حوالہ کر دیا گیا تو وہ حکومت عراق کے تھوڑے دنوں کے اندر پرخچے اڑا کر رکھ دیں گے اور ان کی بجائے حکومت نے بصد طرب ان کے ہمشیر زادہ پیر ابراہیم سیف الدین کو حسب فرمائش اور حسب خواہش سید پیر محمد جمال الدین نقیب الاشراف مقرر کر دیا۔ کیونکہ پیر ابراہیم سیف الدین اول الذکر آخر الذکر جائداد منقولہ غیر منقولہ کے وکیل مطلق خالہ زاد اور پھوپھی زاد برادر اور بہنوئی ہیں۔

ہاں ایک بات تحریر کرنے سے رہ گئی ہے کہ جب سید ہاشم مسعود مدظلہ کے کاغذات تقرری و منظوری برائے نقابت و تولیت حکومت میں پیش ہوئے۔ تو نوری

Marfat.com

السعید وزراعظم اور عبدالالہ مختار مطلق حکومت عراق اس تجویز کو رد کرتے ہوئے درافشانی کرنے لگے کہ اگر اعیان خاندان گیلانیہ بغدادیہ ہندوستان سے ایک ہاتھی منگوا کر نقیب الاشراف بنا کر کاغذات براد منظوری ہمارے پاس بھیج دیتے تو ہم کبھی رد نہ کرتے مگر سید ہاشم مسعود ابن سید عبدالرحمن اور سیدنا ناصر پسر سید صفاء الدین پسر سیدنا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ عنہم کو ہم کبھی نقیب الاشراف نہ بننے دیں گے۔

پیر سید ابراہیم سیف الدین نے عہدہ نقابت تو منظور فرمالیا البتہ عہدہ تولیت سے انکار کر دیا۔ جس پر اعیان قادریہ گیلانیہ بغدادیہ نے اوقات قادریہ کے لئے دو متولی' دو ناظر' اور دو ناظم مقرر کرنے کی حکومت عراق کو تجویز پیش کی۔ جس پر اسی مذکور بالا حکومت نے بلااعتراض فی الفور منظوری دے دی جس پر فوری عمل درآمد ہو گیا سیدنا عبدالرحمن مرحوم اور سیدنا محمود حسام الدین و سیدنا صفاء الدین مرحوم رضی اللہ تعالی عنہم کی اولاد ماشاء اللہ سب کی سب جوان اور اچھے اچھے عہدوں پر سرکاری ملازمت میں متعین ہیں۔ اس لئے وہ تولیت کے عہدہ کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے۔ ہاں سیدنا حضرت محمود حسام الدین رضی اللہ تعالی عنہ کا سب سے چھوٹا بچہ سیاست سے الگ تھلگ تبلیغ اسلام میں مشغول رہتا ہے۔ ہندوستان' پاکستان' سیلون' افریقہ' افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں ان کے مریدان کی تعداد روز بروز ترقی پر ہے۔ تبلیغ و اشاعت اسلام وعظ رشدو ہدایت ان کا محبوب ترین شیوہ و مشغلہ ہے۔ ان کے خود بیعت کردہ مریدوں کی تعداد لاکھوں تک پہنچ چکی ہے۔ ان کی کے کمال اخلاق حسنہ' اخلاص و مروت' سخاوت وجود کرامت و القاء' زہدو ریاضت' شب بیداری' عبادت گزاری' معرفت الہی' پابندی شریعت وغیرہ کا شہرہ چار وانگ عالم میں گوشہ گوشہ پھیل رہا ہے' بلکہ پھیل چکا ہے۔ ان کا اسم گرامی سیدنا و مولانا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر سید محمد طاہر علاؤالدین دام ظلہ تعالی ہے۔ جن کے خصائص حمیدہ اور فضائل رشیدہ کا تذکرہ خاندان گیلانیہ کے تحت مجمل طور پر کیا جاوے گا' کیونکہ مفصل طور پر تو مضمون بہت طویل ہو جانے پر بھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سال یعنی 1380ھ متولی الاوقاف اور نقیب الاشراف بغداد سید برہان الدین ابن السید عبدالرحمن المحض القادری الگیلانی منتخب ہوئے۔ منجانب حکومت جمہوریہ

Marfat.com

عراقیہ اس کے پیر ابراہیم سیف الدین الگیلانی بہت بیمار اور ضعیف ہیں اور پیر سید ہاشم مسعود 11 رمضان 1379ھ وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلف الرشید حضور غوث پاک قدس سرہ العزیز

کی اولاد سے نقیب الاشراف

السید الشیخ عبدالرحمن فیض اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ سیدنا شیخ المشائخ ممدوح اصدر کی اولاد پاک سے ہو گزرے ہیں۔ سال 1312ھ میں فوت ہوئے۔ نہایت خدا رسیدہ اور شب بیدار کامل بزرگ ہوئے ہیں۔

السید الشیخ علی الکبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ عاتکہ خاتون رضی اللہ عنہا کے والد ہیں۔ نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہو گزرے ہیں۔ صاحب کشف و کرامات اور فیوضات باطنی سے مالا مال اور صاحب شریعت و طریقت تھے۔ 1281ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ حضرت عبدالعزیز صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن السید حضرت زکریا' نقیب الاشراف اور مسلمانوں کے سردار ہوئے ہیں۔ فیوض و برکات و کرامات میں لاثانی تھے۔ چنانچہ "تذکرہ غوثیہ" مصنفہ غوث علی شاہ قلندر پانی پتی نے بعنوان حج و زیارت جب کہ وہ بغداد شریف بغرض زیارت حاضر ہوئے تھے۔ میں ذکر کیا ہے۔ حضور ممدوح اس وقت حین حیات تھے اور آپ کے کمالات کے شہرت تمام دور دور کے ممالک تک پہنچی ہوئی تھی۔ یہ رزاقی خاندان کے آخری نقیب تھے۔ کیونکہ 1258ھ میں بعارضہ ہیضہ وبائی مع دیگر کلھم افراد کنبہ کے

Marfat.com

وفات پا گئے۔ صرف ایک دختر سعیدہ زندہ بچی۔ جس کا مفصل حال پہلے درج کر دیا ہے۔ اس کے بعد خاندان رزاقیہ بغدادیہ کی نقابت و تولیت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

Marfat.com

سیدنا حضرت عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی اولاد پاک سے

نقباء و سجادہ نشینان

۱ - السید الشیخ صاحب التکوین والتمکین حضرت زین الدینؒ مسلمانوں کے نقیب اور سرپرست ہوئے انہوں نے اپنی ساری جائداد درگاہ گیلانیہ اور مدرسہ جد امجد کے لئے ماہ رجب 978ھ میں وقف کر دی۔ آپ 891ھ بغداد کے محلہ باب الشیخ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے اپنے زمانہ کے علماء سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے۔ گیلانی خاندان کے سرپرست اور رئیس تھے۔ اوقاف قادریہ کے متولی بھی تھے۔ 914ھ میں جب ایرانیوں نے بغداد کا محاصرہ کیا تو آپ نے ایرانیوں کے خلاف اپنی حکومت اور شہر کو بچانے کے لئے بہت زیادہ کوشش کی۔ پھر جب 941ھ میں جب کہ ایرانیوں کے قبضہ سے بغداد کو عثمانی لشکر واپس لے رہا تھا۔ اس وقت بھی آپ نے عثمانی لشکر کی جان و دل سے امداد کی۔ جس پر سلطنت عثمانیہ کو فتح نصیب ہوئی فاتح بادشاہ نے آپؒ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو کر شکریہ ادا کیا۔ چنانچہ اسی سال 20 رمضان المبارک کو سلطان سلیمان عثمانی معہ اپنی فوج اور دیگر افسران اور مفتی مملکت کے جامع مسجد گیلانیہ میں حاضر ہوئے اور تمام علمائے بغداد کو طلب کیا اور بعدا ادائے نماز عصر سند (نقابت الاشراف) آپ کو عطا فرمائی جو کہ ترکی زبان میں ہے۔

ترجمہ حسب ذیل ہے۔

دستخط السلطان غازی سلیمان خان قانونی اس عثمانی سند کے بعد نقابت الاشراف کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ چنانچہ خاندان گیلانیہ کے شرفاء سلسلہ بہ سلسلہ اس منصب جلیلہ پر فائز ہوتے چلے آ رہے ہیں اور تقریباً ساڑھے چار سو سال سے بلا انقطاع آج تک یہ سلسلہ جاری اور قائم ہے اور انشاء اللہ العزیز

Marfat.com

تاقیامت جاری و ساری رہے گا۔ خاندان گیلانیہ کے صحیح النسب سادات ہونے کا بہترین ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے؟

السید شیخ المشائخ حضرت ولی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابن سید زین الدین صاحب مذکورہ بالا بڑے بلند پایہ عالم و فاضل تھے۔ فقیہ اور محدث اور صاحب کشف و کرامات تھے۔ 1037ھ میں بغداد شریف میں فوت ہوئے اور درگاہ گیلانیہ میں مدفون ہوئے۔

سید الشیخ المشائخ حضرت نورالدین ابن سید الشیخ ولی الدین مذکورہ بالا(رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بڑے عالم، متقی، پرہیز گار، قائم اللیل و صائم النہار تھے۔ اپنے دادا جان قیس سرہ العزیز کی جامع مسجد گیلانیہ کے امام تھے۔ 1075ھ میں فوت ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

السید الشیخ المشائخ حضرت محمد درویش بن حضرت حسام الدین مذکورہ بالا(رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بڑے پاکیزہ خیال، اسم بامسمی درویش صاحب حال زاہدو عابد، شب زندہ دار ہستی تھے۔ 1175 ہجری میں وصال ہوا۔

السید شیخ المشائخ زین الدین الصغیر بن حضرت محمد درویش صاحب مذکورہ بالا (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) محدث اور فقیہ پاکیزہ خصلت، صاحب کرامات تھے۔ 1192ھ میں وصال ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ مصطفیٰ ابن شیخ المشائخ زین الدین صغیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ فقیہ اور محدث، بلند پایہ عالم، شب بیدار، صاحب حال و مقام تھے۔ خلقت کو نیکی کی دعوت دیتے تھے۔ نقیب الاشراف تھے۔ 1201ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ حضرت سلیمان بن شیخ المشائخ مصطفیٰ رضی اللہ عنہما فقیہ اور محدث اور عالم بے بدل تھے۔ نقیب الاشراف اور متولی الاوقاف قادریہ تھے۔ 1225ھ میں فوت ہوئے۔

السید الشیخ المشائخ مراد بن سید الشیخ المشائخ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مسلمانوں کے سردار یعنی نقیب الاشراف اور متولی اوقاف قادریہ تھے۔ محدث اور فقیہ،

Marfat.com

صاحب شریعت و طریقت ہر دل عزیز صوفی تھے۔ 1228ھ میں فوت ہوئے۔

الشیخ المشائخ حسیب النسیب صاحب السمود السماحہ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقیب الاشراف و متولی اوقاف قادریہ مسلمانوں کے سردار' مرفع الحال' خوش خصال شمس العارفین سرتاج العاشقین ہوئے۔ آپ 1289ھ میں وصال ہوئے۔ 1261ھ میں اوقاف قادریہ کے متعلق ایک شاہی فرمان حاصل کیا۔ پانچ پسران مندرجہ ذیل سیدنا شیخ المشائخ حضرت سلیمان نقیب الاشراف و سیدنا شیخ حضرت عبدالرحمن المحض نقیب الاشراف و متولی الاوقاف اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت زین الدین گیلانی و سیدنا شیخ المشائخ حضرت حسن گیلانی کابل والے اور سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالسلام گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پیدا ہوئے۔ جو سب کے سب صاحب اقتدار کامل بزرگ اور صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ نقابت اور تولیت کا حق ان میں سے صرف سیدنا سلیمان اور سیدنا عبدالرحمن المحض ممدوح الصدر کے لئے اور بعدہ ان کی اولاد الاولاد کے لئے مخصوص ہے۔ پیری مریدی کا حق بھی ان ہی کو حاصل ہے۔ باقی کوئی بھی اس عہدہ جلیلہ کا مستحق نہیں۔

السید شیخ المشائخ حضرت سلیمان ابن السید الشیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانان عالم کے سردار اور اوقاف قادریہ کے متولی تھے۔ غازی سلطان عبدالحمید خاں خلیفہ ترکی آپ کا مرید تھا۔ اس کی جانب سے سب سے زیادہ مرتبہ حاصل تھا۔ ایک حوض اور ایک مسجد آپ نے بغداد کے محلّہ السنک میں بنوائی اور ان دونوں کے اخراجات کے لئے 7 رمضان المبارک 1313ھ میں کچھ جائداد بھی وقف کر دی۔

السید المشائخ حضرت عبدالرحمن المحض بن سید الشیخ حضرت علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ مسلمانان عالم کے سردار متولی الاوقاف قادریہ و مبلغ الطریقہ القادریہ العالیہ فی عالم الاسلامیہ اور حکومت عراق کے وزیراعظم تھے۔ 1300ھ میں خلیفہ الاعظم حضرت ومولانا السید الشیخ المشائخ غوث الاعظم دستگیر عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے بحالت خواب بشارت میں خلعت خلافت عطا

Marfat.com

فرمائی۔ جس کی تصدیق اولیاء دہر جو اس مجلس باطنی میں حاضر تھے' نے فرمائی۔ سال 1919ء میں انگریزوں اور پبلک نے حکومت ملک عراق حضور کے پیش کی۔ مگر آپ نے قبول نہ فرمائی۔ فرمایا' کہ میں غیر مذہب نصرانی کا عطیہ تو ہرگز قبول نہیں کروں گا۔ البتہ پبلک کی آرزو کو ملحوظ رکھتے ہوئے وزیر اعظم کا عہدہ اس مقصد برادری کی امید پر قبول کرتا ہوں کہ شاید میری اندرونی کوششوں اور محنتوں سے غیر مسلم و غیر قوم نصرانیوں کی بنیادیں اس ملک سے اکھیڑی جا سکیں۔ ان کے بے شمار بادشاہان اسلام اور نوابان شرق و غرب مرید اور معتقد ہیں۔ دیکھو انگریزی کتاب

A clash of loyalties Mesopotamia war 1917 to 1920 by sir Arnold wilson (page No. 336 to 340)

اور تاریخات انوارات عراقیہ جزو اول مولفہ عبدالرزاق الحسنی۔

آپؒ کی کشش باطنی اور روحانی کا یہ اثر تھا کہ چھوٹے سے لے کر بڑے سے بڑے طبقہ کے لوگ عزت اور احترام سے دیکھتے تھے اور دل و جان سے معتقد و فرماں بردار تھے حضور کا دست مبارک خدمت اسلام و کار خیر کے لئے ہر وقت کھلا اور سخاوت کے لئے کشادہ تھا۔ بڑے بلند پایہ کے عالم باعمل' مشرع' زاہد' متقی' خدا رسیدہ بزرگ ہوئے ہیں عالم اسلام میں کروڑوں کی تعداد میں حضور کے معتقد اور مرید ہوئے۔

الشیخ المشائخ السید محمود حسام الدین ابن السید الشیخ المشائخ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالی عنہما نقیب الاشراف و متولی الاوقاف تھے۔ آپ کی خدمت عالیہ میں بھی انگریزوں اور عراقیوں نے حکومت عراق پیش کی۔ مگر قبول نہ فرمائی۔

؎ پشت پازن تخت کیکاؤس را
سربدہ از کف بدہ ناموس را

کے مصداق آپ کے حلقہ مریدان میں بادشاہان اسلام اور نوابان ریاست کے علاوہ ہر

Marfat.com

طبقہ کے افراد شامل تھے۔

صاحب کشف و کرامات اور جذب و کشش تھے۔ متقی' شب بیدار' عالم باعمل' سخی اور غریب پرور تھے۔ جس انگریزی کتاب کا حوالہ پہلے دیا جا چکا ہے۔ اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے والد بزرگوار کے ہمراہ رہ کر تمام ملکی اور سیاسی مذاکرات میں حصہ لیتے تھے۔ بلکہ ان کی کبرسنی کے زمانہ میں دست راست تھے۔ چونکہ والد محترم کی وفات کے بعد نقابت اور تولیت کے یہی جائز وارث تھے۔ لہٰذا ان کے حین حیات میں ہی تمام بوجھ آپ نے اٹھا لیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامتہ المسلمین کی فلاح اور بہبود کی طرف بہت زیادہ توجہ فرماتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ آپ کا احترام ہر چھوٹے بڑے کے دلوں میں جاگزین تھا لہٰذا جس طرح آپ روحانی منازل طے فرما کر مقبول خدا بن چکے تھے۔ اسی طرح محبوب خلائق بھی تھے۔

السید ہاشم محمود وابن السید شیخ المشائخ عبدالرحمن نقیب الشراف رضی اللہ تعالی عنہما بڑے موحد' خدا پرست' رحم دل' نیک سیرت' عابد و زاہد' ہمہ صفت موصوف تھے۔ 1936ء تا 1941ء بعہدہ نقابت سرفراز رہے۔

السید رشید الگیلانی ابن سید عبدالوہاب رضی اللہ عنہما۔ آپ متولی الاوقاف بہت باوقار' مدبر' سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے ہیں۔ قومی غلامی کے سخت مخالف ہیں۔ ایک کافی عرصہ وزارت عظمی مملکت عراق کے عہدہ پر ممتاز رہ چکے ہیں۔ حکومت ہمیشہ ان سے اہم معاملات میں مشورہ لیتی رہتی ہے۔ چونکہ قومی ہمدردی کا جذبہ ان میں بہت زیادہ ہے۔ لہٰذا پبلک آپ کی گرویدہ ہے۔ قطع نظر آپ سیاسی شعور کے مالک' مشرع' متقی پرہیزگار خدا رسیدہ ہستی ہیں۔

السید احمد عاصم ابن السید الشیخ عبدالرحمن النقیب رضی اللہ تعالی عنہما آپ 1941ء سے 1953ء تک نقیب الاشراف رہے ہیں۔ نقابت کا عہدہ جلیلہ آپ کے سپرد کر دیا جانا آپ کے زہدو اتقاء ریاضت و مجاہدہ اور خدا رسیدہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔ آپ ایک عرصہ تک تبلیغ القادریہ العظمی میں مصروف رہے۔ آپ کا حلقہ مریدان کافی وسیع ہے۔ گورنر جنرل پاکستان غلام محمد خان کی دعوت پر' 1953ء میں پاکستان تشریف لا کر

Marfat.com

شاہی مہمان رہے۔ جب دو ماہ کے بعد واپس بغداد شریف لے گئے۔ تو ایک ہفتہ کے بعد وصال فرما گئے۔

السید ابراہیم سیف الدین مصطفیٰ ابن السید الشیخ سلیمان النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجودہ نقیب الاشراف ہیں۔ آپ اپنے بزرگان کے طریقہ پر زہدو ریاضت میں مشہور ہیں۔ طریقہ قادریہ العظمیٰ کی نشرواشاعت اور تبلیغ و ہدایت میں کوشاں رہتے ہیں۔ خدا رسیدہ بزرگ ہیں۔ بسلسلہ تبلیغ و اشاعت کافی سے زیادہ عرصہ بمبئی میں استقامت پذیر رہے اس لئے ہندوستان میں عام طور پر اور شہر بمبئی میں خاص طور پر پیر ابراہیم بمبئی والے پیر کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کا حلقہ مریداں کافی وسیع ہے جو لاکھوں کی تعداد میں ہے۔

Marfat.com

اعیان قادریہ جیلانیہ بغدادیہ رح

سید عبدالسلام گیلانی بن سید علی النقیب رضی اللہ عنہما۔

آپ اپنے زمانہ کے بہت بلند پایہ صوفی اور موحد ہوئے ہیں۔ بڑے صاحب کرامت ہوئے۔ افغانستان اور ہندوستان میں اکثر آپ کا وردود قیام رہا۔ آج کل بھی بلوچستان میں ایسے لوگ ملتے ہیں جنہوں نے آپ کا زمانہ اور ظہورہ کرامات بچشم خود دیکھی ہیں آپ کے ساتھ ایک بھیڑیا اور ایک بکرا تھا' جن کو یکجا باندھا جاتا تھا اور یکجا ہی کھاتے پیتے تھے کیا مجال بھیڑیے کی کہ بکرے کو ایذا پہنچائے۔ طالبان حق اور علمائے کرام کی بہت عزت کرتے تھے۔ فیوضات باطنی کے عطا کرنے میں فراخ دلی سے کام لیتے تھے۔ چہرہ مبارک پر ایسا رعب و جلال تھا کہ کسی کو یارائے گفتگو نہ تھا۔ آپ محبوب خلائق تھے۔ افغانستان اور بلوچستان میں بے شمار مرید اب بھی پائے جاتے ہیں۔

السید پیر سید حسن گلیانی نقیب آف کابل

بن سید علی النقیب بغداد

آپ افغانستان میں طریقہ قادریہ کے سربراہ تھے اور اپنے زمانہ کے مشہورو معروف کامل فقیر اور صاحب تصرف تھے۔ بچہ سقہ نے جب افغانستان میں اپنی حکومت قائم کی تو حکومت کو سنبھالنے کے لئے آپ سے اس نے التجا کی کہ تخت و تاج سنبھالیئے مگر آپ نے فرمایا کہ حقیقی بادشاہی پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ ہمیں ایسی فانی بادشاہی کی ضرورت نہیں۔

نقیب زادہ سید عبدالرزاق بن سید سلیمان النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ اعلیٰ درجہ کے عالم' فاضل' متقی' پرہیزگار' سخی اور مخیر تھے۔ لوگوں میں درس و تدریس کا شوق بڑھانے اور طریقہ القادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں کافی سے زیادہ

Marfat.com

کوشاں رہتے تھے۔

سید عبدالقادر گیلانی بن سید عبداللہؒ

آپ نیک سیرت اور مسلمانان عالم کی بہتری اور بہبودی کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس وقت حکومت عراق کی طرف سے پاکستان میں سفیر ہیں۔

نقیب زادہ سید جمال الدین گیلانیؒ

آپ کا اسم گرامی کسی تشہیرو تشریح کا محتاج نہیں۔ تمام اقصاء عالم بخوبی واقف ہے آپ اپنے والد مرحوم رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد نقابت اور تولیت کے حقیقی مستحق ہیں۔ چونکہ آپ نے مستقل طور پر اپنی رہائش و قیام عرصہ بعید سے تشہیر بمبئی (انڈیا) میں کر لیا ہوا ہے۔ اور یہاں کی آب و ہوا اور رہائش کو مبتقابلہ بغداد شریف ترجیح دیئے ہوئے ہیں اور ساتھ ہی آپ کی دو منکوحہ بیویاں ایک مہتر چترال سر شجاع الملک کی دختر بلند اختر اور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خداداد خاں کی نور نظر اپنے پیدائشی وطن کو محبوب خیال فرمائے ہوئے ہیں۔ کی خواہش کو ملحوظ خاطر فرماتے ہوئے بمبئی کو خیر باد کہنا مناسب نہ سمجھا۔ نیز بوجہ کبر سنی بینائی بھی کمزور ہو چکی ہے۔ لہٰذا بوجوہات بالا عہدہ نقابت اور تولیت کو پس پشت ڈال کر اس ذمہ داری لینے سے معذرت چاہی اور بدستور بمبئی میں مقیم رہے۔ آپ نے اپنی عمر کا بہت زیادہ حصہ افغانستان، ہندوستان، پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک اسلامیہ میں طریقہ قادریہ العظمی کی تبلیغ اور اشاعت میں گزارا ہے۔ اس لئے آپ کے مریدوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور صاحب کشف و کرامت ہیں اور بہت بلند پایہ کے صوفی اور موحد ہیں۔ آپ کی محفل و مجلس میں بجز ذکرو تسبیح الٰہی کے کسی کو یارائے گفتگو نہیں۔ مگر کسی خاص ضرورت کے نہایت مختصرانہ اور مودبانہ آپ کا صاحبزادہ سید معظم الدین اپنے ننھیال کے پاس چترال میں تشریف فرما ہیں۔ خدائے تعالیٰ تصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبطفیل غوث پاک عمردراز بخشے اور علم و عمل میں کامیاب فرمائے۔

Marfat.com

نقیب زادہ سید علی کمال الدین رحمتہ اللہ علیہ

آپ ماشاء اللہ اسم بامسمی ہر شعبہ میں کامل اور اکمل ہونے کے علاوہ بزرگاں کے آداب اور قواعد کو ملحوظ رکھنے والے مدبر اور نہایت سمجھ بوجھ رکھنے والی ہستی ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ جب ان کے برادر بزرگ پیر سید جمال الدین صاحب کی خدمت عالیہ میں بعد وصال والد مکرم عہدہ نقابت و تولیت پیش کیا۔ تو آپ نے بوجوہات متذکرۃ الصدر قبول نہ فرماتے ہوئے یہ عہدہ جلیلہ ان ہی کے سپرد کر دیا۔ کیونکہ حقیقتہ یہی مستحق اور یہی لائق ہیں۔ مگر آپ کی فراخدلی اور ادب شناسی کا یہ عالم کہ فرمایا۔ کہ جبکہ ہمارے چچا حقیقی سیدنا احمد عاصم اور مسعود ہاشم دام ظلہ العالی .عرصہ حیات موجود ہیں اور ہر صورت میں قابل ہیں تو ان کی موجودگی میں میرا اس عہدہ کو سنبھالنا خلاف ادب اور نامناسب ہے لہٰذا ایسا عہدہ جلیلہ جس کا ہر کس متمنی ہوتا ہے' محض شرم و ادب' بزرگان کو ملحوظ رکھتے ہوئے قبول نہ فرمایا اور سیدنا ہاشم مسعود ﷺ کے سپرد کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالی آپ کا سایہ تاقیامت ہم سب کے سروں پر قائم رکھے۔ (آمین)

نقیب زادہ سیدنا احمد ظفر القادری الگیلانی دام ظلہ العالی

نہایت پاکیزہ سیرت' پاک خصلت' غریبوں اور محتاجوں کے حامی اور ہر مسلمان کا خیال رکھنے والے ہیں۔ اس کے علاوہ رحم دل' خدا ترس' مدبر اور حق شناس ہیں۔ خاندان گیلانیہ اور اعیان قادریہ اہم امور میں ان سب سے مشورہ طلب کرتے ہیں اور آپ کے فرمان پر آمین پکارتے اور لبیک کہتے ہیں۔ اور آپ کی قدرو منزلت کرتے اور تعظیم بجا لاتے ہیں۔ کیونکہ نجیب الطرفین اور کریم الابوین ہیں۔ حق نقابت و تولیت میں ہر نوع سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ حکومت عراق کی طرف سے سیاسی نمائندہ مرکز اور قونصل کبیر جمہوریہ عربیہ موجودہ متعین ہیں۔ اعلی درجہ کے عابد اور پرہیز گار ہیں۔

ماشاء اللہ نوجوان اور مذہبی اور سیاسی معاملات میں کامل شور رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے ہمدرد اور دلی خیر خواہ ہیں۔ اللہ تعالی آپ کا سایہ تا ابد قائم رکھے۔

Marfat.com

نقیب زادہ یوسف ضیاء الگیلانی دام ظلہ العالی

بہرنوع ایک برگزیدہ ہستی اور خیر خواہ اسلام ہیں۔ اسلام کے دلدادہ اور بزرگان کے طریقہ پر قائم ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ کا سایہ تا ابد دراز فرما دے۔

نقیب زادہ شیخ المشائخ پیر طاہر علاؤالدین دام ظلہ العالی

پہلی بار ایک نو وارد یا اجنبی جب آپ کا دیدار فرحت آثار حاصل کرتا ہے۔ تو وہ آپ میں خلق محمدی کی تمام صفتیں اور جمال یوسفی کی تمام رعنائیاں پا کر اپنی ہستی' رتبہ' جاہ و منزلت' حیثیت غرضیکہ سب کچھ فراموش کر کے ہمہ تن آپ کے جمال دلپذیر میں محو ہو جاتا ہے۔ آپ کی محبت آمیز باتوں اور دکھ درد کی پوچھ گچھ سے ایسا محسوس کرنے لگتا ہے کہ واقعی دردو غم غلط کرنے والا اور ظلمت و یاس کی بجائے نور آس کی شعاعیں بخشنے والا ندیم عظیم مل گیا ہے۔ چنانچہ جس کسی کو بھی آپ سے شرف ملاقات حاصل ہو جاتا ہے۔ وہی گرویدہ ہو کر رہ جاتا ہے۔

آپ کا خلق عظیم میں خاص تاثر ہے کہ ہر کوئی یہی خیال کرتا ہے کہ آپ کی توجہات اور مہربانیاں اس کے ساتھ ہی بیش از بیش تھے۔ اس کے علاوہ باطنی طور پر وہ اپنے اندر ایک حلاوت قلبی محسوس کرتا ہے۔ بدیں وجہ اس کی طبیعت کا رجحان خود بخود ایک دو ملاقاتوں میں ہی مختصر قیل و قال کے بعد خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور محبت الٰہی جوش مارنے لگتی ہے۔ جبکہ وہ حضور کا مرید ہو کر نماز اور وظائف طریقہ قادریہ کی طرف رجوع کر جاتا ہے۔ غرضیکہ آپ کی زیارت باسعادت ہی غافل دلوں کے لئے تازیانہ کا کام کرتی ہے۔

آپ نوخیز حسین ترین جوان ہیں۔ عمر 40 سال کے لگ بھگ ہے۔ شادی کے متعلق بڑے بڑے روساء نوابان و بادشاہوں کی طرف سے پیغامات موصوم ہوتے رہتے ہیں مگر سب کو جواباً" یہی فرماتے ہیں کل امر مرھون باوقاتھا۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا۔ تب اس معاملہ پر غور کیا جاوے گا۔ مزید بران

Marfat.com

متقی' پرہیزگار' عبادت گزار' شب بیدار' شریعت محمدیہ کے سخت پابند ہیں' راستی پسند ہیں صدق مقال واکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے ہیں۔ آپ کے طرز عمل پر کسی معترض کو اعتراض کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ آپ کی تعلیم کا لب لباب معرفت خداوندی و اتباع شرع محمدیہ ہے۔ اور عشق ذات الٰہی اور محبت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ و جد امجد حضور پاک قدس سرہ العزیز پیدا کرتا ہے۔ حاجت مندوں کے آپ حاجت روا ہیں۔ السلام علیکم کہنے میں آپ ہمیشہ ابتدا فرماتے ہیں۔ مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ مگر دست بوسی کو محض صغر سنی کی وجہ سے پسند نہیں فرماتے۔ سجدہ تعظیم وغیرہ بدعات کو کفر سمجھتے ہیں اور ایسا فعل کرنے والے کو زندیق کے لفظ سے پکارتے ہیں۔ ایفاء عہد کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ عہد شکن کو بہت برا جانتے ہیں۔ مریدوں اور سائلوں کی تکالیف اور گزارشات کا خاص دھیان رکھتے ہیں۔ ہر ایک کے خط کا جواب اور تکالیف کا حل بذریعہ ڈاک ارسال فرماتے رہتے ہیں۔ تعویذ اور وظائف بھی لکھ بھیجتے ہیں۔ آپ کے مریدان کا حلقہ ابھی سے اتنا وسیع ہے کہ ہر ملک اور ہر طبقہ اور ہر حیثیت کے لوگ اس میں شامل ہیں۔ آپ مجدد طریقۃ القادریہ العظمی ہیں۔ کیونکہ اپنے جد امجد حضرت غوث الثقلین محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے قدم بقدم تبلیغ و اشاعت اسلام کی طرف حد سے زیادہ توجہ فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ماسوائے کتاب ہذا کے کئی ایک کتابیں مثلاً شجرہ ہائے قادریہ محبوب سبحانی' تحفۃ الطاہریہ فی الاوراد القادریہ وغیرہ شائع کرا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائی ہیں۔ غرضیکہ طریقۃ القادریہ العظمی البغدادیہ اور خاندان گیلانیہ کو روشن کرنے والے اور چار چاند لگانے والے ہیں۔ جس طرح حکومتوں کی طرف سے دیگر ممالک میں سفیر کام کرتے ہیں' اسی طرح حضرت غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ کی طرف سے تمام مخلوق کے لئے یہ سفیر اکبر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تا ابد حضور کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے اور آپ کی خیرو برکات ہمیشہ جلوہ ریز رہیں۔ آپ نے سیلون میں شہر کولمبو کے اندر اپنی اسلام خدمت فرما کر ایک یتیم خانہ کا اجرا کیا ہے۔ جس کے آپ حیات یتیم خانہ مذکور صدر الصدور ہیں۔

Marfat.com

یاد رہے کہ ہر شش صاحبان مذکورۃ الصدر تا حقیقی برادران سیدنا شیخ المشائخ حضرت پیر محمود حسام الدین نقیب الاشراف والسادات و متولی الاوقات مرحوم کے فرزند ارجمند اور سیدنا شیخ المشائخ علی النقیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پوتے سب کے سب پاکیزہ سیرت و صورت نور علی نور منظور خلائق و مقبول رب العلی برگزیدہ ہستی کے مالک ہیں۔ نقیب زادہ کا متبرک لفظا انہی کے اسمائے گرامی کے ساتھ شامل ہوتا ہے۔ ان کی ہمشیرہ صاحبہ سیدنا شیخ المشائخ پیر ابراہیم سیف الدین القادری الگیلانی نقیب الاشراف موجودہ دام ظلہ العالی بن سیدنا حضرت مصطفیٰ مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوج مطہرہ ہیں۔ ان کے بطن سے سیدنا صاحبزادہ گان شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ ماشاء اللہ نوجوان اور بلند پایہ ہستی ہیں۔

سیدنا نقیب زادہ محمد مجد الدین گیلانی دام ظلہ العالی

نہایت پاکیزہ خصلت' نیک نہاد' عبادت گزار' مسلمانوں کے خدمت گزار' غریب پرور ہیں۔

سیدنا عبدالقادر بن سید منصور گیلانیؒ

نہایت پاکیزہ خصلت' نیک سیرت اور صالح ہیں۔ المرشد نا سید طاہر علاؤالدین گیلانی دام ظلہ العالی کے خلیفہ ہیں۔ ہمیشہ ذکرو فکر میں رہتے ہیں ان کے مریداں بغداد اور ایران میں بکثرت ہیں۔

سید ناصر الدین بن سید صفاء الدینؒ

بڑے صاحب اثر ہستی ہیں۔ خیرہ نیکی و اصلاح کی طرف متوجہ رہتے ہیں۔ طریقہ القادریہ کی تبلیغ و اشاعت میں ہمیشہ مستعد و سرگرم رہتے ہیں۔

سید احمد گیلانی دام ظلہ

Marfat.com

آپ نیک سیرت اور نیک خصلت ہیں۔ تقوی اور پرہیزگاری اور سخاوت آپ کے کردار کی نمایاں خصوصیت اور واضح حقیقت ہے۔

آل زکریا

سید محمد گیلانی بن سید عبداللہؒ

آپ پاکیزہ خصلت' زاہد شب بیدار' اپنے زمانہ کے صوفی طریقۃ القادریہ کے مبلغ اور صاحب زہد ورع اور زہد و تقوی ہوئے ہیں۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون)

سید محی الدین بن سید عبدالرزاق

نیک طینیت' خدا پرست' سخی' غریب پرور' ذکرو فکر میں شاغل' خدا رسیدہ صاحب کشف و کرامات ہیں۔ مسلمان کی بہتری میں کوشاں رہتے ہیں۔

آل مراد

سید مبدر بن سید کامل دام ظلہ

آپ خضر سیرت' تعلیم یافتہ' حکومت عراق کی جانب سے اعلی عہدہ پر ممتاز' خدا پرست' عبادت گزار' غریب پرور مشہور ہیں۔

آل خمیس

سید محمد صالح الگیلانی دام ظلہ

آپ نیک' زہد و اتقا کا جذبہ رکھنے کے علاوہ سخی اور غریب پرور ہیں۔

Marfat.com

سید عامر گیلانی دام ظلہ

نیک سیرت، مسلمان قوم کے خدمت گزار، پابند شریعت، حامی اسلام اور مسلمانوں کے خیر خواہ ہیں۔

Marfat.com

ایک وضاحت

دربار عالیہ حضرت سیدنا شیخ المشائخ غوث المشائخ غوث اعظم دستگیر کے خاکروب' خادم اور اس قسم کے دیگر افراد بعض اوقات کی خدمت میں آتے ہیں اور اپنے آپ کو خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے اولاد پاک کے افراد بلکہ حضور شیخ المشائخ سیدنا حضرت عبدالرزاق اور عبدالوہاب صاحبان رضی اللہ عنہما کی اولاد سے بذریعہ تقریر و تحریر ظاہر کر کے بلکہ مطبوعہ شجرہ انساب پیش کر کے خدمات لیتے اور نذرانے وصول کرتے ہیں۔ چنانچہ اس خاندانی ثبوت کے لئے خود ساختہ شجرہ ہائے انساب پیش کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل کذب پر مبنی اور حقیقتہ لغو اور بے معنی ہوتا ہے۔ یہ لوگ محض دربار پاک کے خادم ہوتے ہیں اور خاندان گیلانیہ سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ دربار عالیہ غوثیہ کے جملہ حقوق حضور غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزند رشید صرف سیدنا شیخ المشائخ حضرت عبدالعزیز صاحب مرحوم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک کے حق میں محفوظ ہیں۔ اور انہی میں سے نقباء اور متولیان نسلاً" بعد سلاً" و ارشد بہ ارشد اس عہدہ جلیلہ پر فائز چلے آ رہے ہیں۔ خاص طور پر جب حضرت سیدنا عبدالرزاق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد نرینہ واقع بغداد بمشیت ایزدی ملک بقاء کو سدھاری اور صرف ایک بی بی پاکدامن کے سوائے اور کوئی زندہ نہ رہا تو جائداد متروکہ کے متعلق بادشاہ وقت کا فرمان جاری ہوا کہ جس صاحب سے یہ بی بی برضا و رغبت خود نکاح کرے گی وہی نقیب الاشراف۔ اور متولی دربار غوثیہ کے مراتب جلیلہ کا اور جائداد متروکہ کا مستحق ہو گا۔ اور بعداز وفات اس بی بی صاحبہ کے بطن سے جو فرزند اکبر پیدا ہو گا۔ وہی اور من بعد بھی اسی صورت سے سلاً" بہ سلاً" وارشد بارشد تاقیامت یہ عہدہ جلیلہ و جائداد متروکہ منتقل ہوتا چلا جاوے گا۔ چنانچہ اس بی بی صاحبہ نے حضرت شیخ المشائخ سیدنا السمود السماحتہ پیر علی القادری الگیلانی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا اور ان کے بطن

Marfat.com

سے شیخ المشائخ حضرت سیدنا پیر عبدالرحمن صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ بعداز وصال والد بزرگوار سیدنا حضرت علی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جائداد متروکہ کے مالک اور نقابت اور تولیت کے حق ٹھیرے۔ جو بوجہ نکاح اپنی والدہ مرحومہ کی طرف سے بفرمان شاہی واصل ہوئی تھی۔ نیز حضرت سیدنا عبدالوہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد ہی نہیں ہے اور عبدالرزاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد پاک سے کوئی فرد بغداد شریف میں اب سکونت پذیر نہیں ہے۔ ایسے لوگ محض طمع نفسانی اور طلب زر کے لئے دروغ گوئی سے کام لیتے ہوئے سادہ لوح معتقدان حضرت غوث الاعظم دستگیر قدس سرہ کو لوٹتے پھرتے ہیں۔ اور بسااوقات سجادہ نشین اور متولی الاوقاف اور نقیب الاشراف دربار غوثیہ بغدادیہ کے متبرک الفاظ کو اپنے لئے استعمال کرنے سے نہیں جھجکتے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر قصبہ بہ قصبہ' قریہ بہ قریہ شہر بہ شہر بازار بازار گھومتے پھرتے ہیں اور نذرانے وصول کرتے پھرتے ہیں۔ حالانکہ نقیب الاشراف اور سجادہ نشیناں اور متولیاں دربار غوثیہ کا مرتبہ اور شان و شوکت اور حالات ظاہری بھی (باطنی تو درکنار) شاہان زماں اور نوابین دوراں سے کم نہیں ہوتی۔ بلکہ عوام الناس بادشاہان وقت سے اس قدر نہیں دبتے' جتنا کہ ان خاندان گیلانیہ بغدادیہ کے عالم باعمل اور مشہور سید گیلانی سے ڈرتے ہیں۔ اور ان کے حکم پر جان و مال قربان کرنا نجات دارین سمجھتے ہیں۔ چونکہ یہ خادم وغیرہ حالات دربار غوثیہ و عربی ممالک کے راہ و رسم سے واقف ہوتے ہیں۔ لہٰذا وضع قطع غریبوں سی بنا کر اور ویسی ہی طرز گفتگو استعمال کر کے معتقدان و محبان غوث پاک سے ناجائز طور پر رزق کماتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے ہوشیار رہنا چاہئے۔

ایسے ہی ایک انگریز لارنس نامی جاسوس عربی لباس میں ملبوس پیری کا مدعی بن کر اپنی مطلب براری اور سراغرسانی کی خاطر پیری مریدی کا سلسلہ چلاتا رہا۔ چنانچہ اب بھی اس کے شاگردان بدستور اس کے نقش قدم پر کارفرما ہیں۔ ان کے حالات سے خبردار رہنا چاہئے۔

علاوہ ازیں ایسے اشخاص بھی بغداد شریف جیسی متبرک جگہ پر پائے جاتے ہیں۔ جو حضور پرنور مرشد نا مولانا وسیدنا شیخ المشائخ نقیب زادہ پیر طاہر علاؤ الدین القادری

Marfat.com

الگیلانی مدظلہ العالی کی روز افزوں ترقی و ظہور کو سن دیکھ کر آتش حسدو بغض میں جل بھن کر یہ روش اختیار کئے ہوئے ہیں کہ حضور ممدوح کی عدم موجودگی در بغداد کے دوران میں کئی ایک ناجائز طریقوں سے خطوط مرسلہ محبان و مریدان و مستفسران آنحضور کو وصول کر لیتے ہیں اور پڑھ دیکھ کر غائبانہ طور پر ان کے جوابات اپنے آپ کو حضور ممدوح کے جانشین یا فرزند اکبر ظاہر کر کے مخلصانہ طور پر بعد دعائے ترقی درجات عریضہ نویسوں کے نام جواباً" ارسال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ اپنے آپ کو آپ کا فرزند اکبر کہنے سے گریز نہیں کرتے۔ تاکہ سادہ لوح معتقدوں کو دام تزویر میں لا کر اعتقاد سے روگرداں کیا جا سکے اور ناجائز مفاد اٹھایا جا سکے۔ حضور ممدوح نے ہزہائی نس خان اعظم آف قلات سر احمد یار خان صاحب کی نور نظر فرخندہ اختر سے شادی کی ہے۔ تین صاحبزادے ہیں۔

سیدنا محمود محی الدین الگیلانی تاریخ پیدائش 14-7-1968

سیدنا عبدالقادر جمال الدین الگیلانی تاریخ پیدائش 4-6-1969

سیدنا محمد ضیاء الدین الگیلانی تاریخ پیدائش 28-5-1976

صاحب الترتیب اکبر و اصغر ہیں فلعنة الله علی الکذبین۔

Marfat.com

آپ کے آباء و اجداد

○ ماخذ : شیخ الاسلام سیدنا عبدالقادر الگیلانی و اولادہ

محبوب سبحانی قطب ربانی شیخ الاسلام والمسلمین سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد کی اسلامی دنیا کے مرکز اور اسلامی تہذیب و تمدن کے گہوارہ "بغداد" میں رشد و ہدایت اور علم و عرفان کی جو شمع روشن کی تھی وہ تاقیامت امت مسلمہ کو نور ہدایت سے منور کرتی رہے گی۔ یہاں طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد اور آپ کی اولاد کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

شجرہ نسبت عالیہ مبارکہ شیخ المشائخ

سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا عبدالرحمن المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الامام السید علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید سلیمان الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الامام السید مصطفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الامام السید زین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن سیدنا محمد درویش رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید ولی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید زین الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید شرف الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن السید محمد الھتاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن الامام السید عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

بن القطب الربانی والفرد الجامع الصمدانی محبوب سبحانی ابو محمد محی الدین السید الشیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ و ارضاعنا بن امام الشریف حضرت ابی صالح الملقب سیدنا موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ جیلانی (جو پہلے پہل جیلان میں پیدا ہوئے۔) بن امام الشریف سیدنا یحیی الزاہد رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنہوں نے سب سے پہلے جیلان میں سکونت اختیار کی) بن امام الشریف سیدنا محمد

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا داؤدؒ بن امام الشریف سیدنا موسیٰؒ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا موسی الجون رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا عبداللہ المحض رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا حسن مثنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن امام الشریف سیدنا امیرالمومنین و امام المتقین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا بن امیر المومنین اسد اللہ الغالب امام المشارق والمغارب حلال المشکلات والنوائب ابن عم الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و زوج البتول علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدالمناف۔

شجرہ پیشوائی

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاء الدین القادریؒ نے خرقہ شریف حضرت سیدنا محمود حسام الدینؒ سے پہنا انہوں نے حضرت سیدنا عبدالرحمن المحض نے' انہوں نے الامام السید علی القادریؒ سے انہوں نے السید عبدالقادرؒ سے' انہوں نے سیدنا ابوبکرؒ سے' انہوں نے سید اسماعیل سے' انہوں نے سیدنا عبدالوہاب سے' انہوں نے سیدنا نور الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا محمد درویشؒ سے' انہوں نے سیدنا حسام الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا نور الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا ولی الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا زین الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا شرف الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا شمس الدینؒ سے' انہوں نے سیدنا محمد الھتاکؒ سے' انہوں نے سیدنا عبدالعزیزؒ سے' انہوں نے السید شیخ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز ممدوح الصدر سے' انہوں نے حضرت ابو سعید المبارک المخزومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ' انہوں نے حضرت ابوالحسن علی بن محمد القرشی الھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے حضرت ابو الفضل عبدالواحد التمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے شیخ حضرت ابوبکر شیخ شبلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے حضرت شیخ ابوالقاسم جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے ماموں حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے شیخ حضرت معروف کرخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے مرشد قبلہ الباطن حضرت ابوالحسن علی ابن موسی

Marfat.com

رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے والد حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت محمد باقر رضی اللہ تعالیٰ عنہ' انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے مرشد و والد سید الشباب اہل الجنتہ و نور قلب و نظر امت مصطفوی امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے' انہوں نے اپنے مرشد و والد حضرت امام امیرالمومنین مصطوی اسد اللہ الغالب علی کرم اللہ وجہہ ابن ابی طالب سے انہوں نے اپنے مرشد و ہادی و پیشوا حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ و صحبہ وسلم صاحب لولاک مالک ہر دو سرا محبوب رب کبریا سے۔

سیدنا غوث الاعظمؓ کی اولاد

و اہل بیت اطہار کے اسمائے گرامی

1- السید الشیخ حسین الامام المتداء حضرت عبدالرزاق قادری الجیلانی قدس سرہ

2 - السید الشیخ حسیب الشریف الامام المقتداء حضرت عبدالعزیز قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3 - السید الشیخ عبدالجبار قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

4 - السید الشیخ عبدالوہاب قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

5 - السید الشیخ عبدالغفار الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

6 - السید الشیخ عبدالغنی قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

7 - السید الشیخ صالح قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

8 - السید الشیخ محمد قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

9 - السید الشیخ شمس الدین قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

10 - السید الشیخ حضرت ابراہیم قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

11 - السید الشیخ حضرت یحییٰ قادری الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سب سے چھوٹے)۔

دختر مطہرہ آنحضور قدس سرہ سیدہ جناب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

Marfat.com

والدہ ماجدہ آنحضور قدس سرہ سیدہ جناب فاطمہ ام الخیر امت الجبار رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت سید عبداللہ صومعی حسنی حسینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین' ان میں سے صرف تین حضرات سیدنا عبدالرزاق' سیدنا عبدالعزیز' سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اولاد ہوئی جو بغداد شریف کے علاوہ دیگر اطراف و اکناف میں بھی پھیلی ہوئی ہے۔ اس اولاد پاک میں سے آپ قدس سرہ العزیز کے صاحبزادے سیدنا حضرت شیخ الشائخ حسیب السیب امام المقتدا صاحب السمودو السامحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاء عنا

عبدالعزیز سب سے زیادہ علم و فضل' رضا و توکل' ادب و آداب' زہد و تقویٰ میں مشہور ہوئے اور ان کی اولاد نے اپنے جد امجد کے قدم بقدم گامزن ہو کر عالم اسلام میں وہ شہرت اور نام حاصل کیا جس کے متعلق کتب ہائے اسلامیہ کے مصنفین و تاریخ ہائے عراق و عرب کے مورخین و تذکرہ نویس رطب اللسان ہیں۔ سیدنا طاہر علاؤالدین سیدنا غوث اعظمؒ کے بیٹے سیدنا عبدالعزیزؒ کی اولاد سے ہیں۔

سلسلہ قادریہ کی سرپرستی

آپ نے دنیا کے ہزارہا ممالک میں سلسلہ قادریہ کا فیض پہنچایا اور اپنی زندگی میں سلسلہ قادریہ کی سرپرستی فرمائی۔

سیدنا طاہر علاؤالدین پاکستان کے علاوہ سیلون' افغانستان' بھارت' برما اور افریقہ میں سلسلہ قادریہ کے سرپرست اور مربی کی حیثیت رکھتے تھے۔ اندرون و بیرون پاکستان سے لاکھوں مریدین ان سے بالمشافہ اور خط و کتابت کے ذریعے روحانی اور علمی رہنمائی حاصل کرتے تھے۔

بیرون ممالک تبلیغی و روحانی دورہ جات

دین کی دعوت و تبلیغ اور حضور غوث الاعظمؒ کا فیض پہنچانے کے لئے آپ نے مشرقی افریقہ' مصر' سویڈن' ناروے' ہالینڈ' مغربی جرمنی' مناکو' بلجیم' امریکہ' کینڈا' کوریا' سائیگاون' انڈونیشیا' سیول' برما' جاپان' سری لنکا' سنگاپور اور بھارت کے دورے کئے۔

Marfat.com

مشرق وسطی کے جملہ عرب ممالک اور ریاستوں میں تو بارہا آنا ہوا۔

Marfat.com

حضور پیر صاحبؒ

ولادت باسعادت

سرزمین عراق کے مقدس شہر بغداد شریف کے باب الشیخ میں واقع حرم دیوان خانہ قادریہ میں شیخ المشائخ نقیب الاشراف سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر اولاد نرینہ میں سب سے چھوٹے اور چھٹے بیٹے کی 18 ربیع الاول 1352ھ کو ولادت باسعادت ہوئی۔ اپنے وقت کے سرخیل عظیم المرتبت اور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روحانی دولت کے حقیقی وارث جلیل القدر خانوادہ گیلانیہ بغدادیہ نے نومولود کو طاہر علاؤالدین کے نام سے موسوم کیا۔ جو مریدین' معتقدین اور متوسلین میں "حضور پیر صاحب" کے محترم و مکرم نام سے معروف ہوئے۔

آپ کا خاندانی سلسلہ سیدنا حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز سے آپ کے فرزند ارجمند حضرت شیخ المشائخ عبدالعزیز قادری جیلانی کے واسطہ سے سولھویں پشت سے جا ملتا ہے۔ اور 28 واسطوں کے بعد رسول اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جا ملتا ہے۔

یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ نبوت و رسالت اللہ تعالی کی بہترین نشانیاں ہیں اور مقصد رسالت کی شان کو اجاگر کرنے والا انسانوں کا گروہ' طبقہ یا کوئی جماعت ہے تو وہ اولیائے اللہ کی پاک عظیم ہستیاں ہیں۔ ان پاک ہستیوں کی حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو نسبتیں ہوتی ہیں۔ ایک جسمانی اور دوسری روحانی۔ جسمانی نسبت کی بدولت یہ نفوس مقدسہ سادات کرام کی مسند عزت و تکریم پر فائز ہوئے اور روحانی نسبت کے ذریعے یہ تقرب خداوندی کے حامل اولیاء اللہ انسانیت کو انبیاء کرام اور رسل عظام علیہم السلام کے عظیم الشان کارناموں سے روشناس کرا کے مقتدائے عالم بن گئے۔ جہاں یہ دو نسبتیں متصل ہو جائیں وہاں بغداد شریف کے روحانی و نورانی نقشے ابھر کر سامنے آ جاتے ہیں۔ سیدنا طاہر علاؤالدین قدس سرہ العزیز کو اپنے جد امجد سیدنا عبدالقادر جیلانی غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح دونوں ہی نسبتیں حاصل تھیں آپ کو سید الطرفین ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے اور مقام ولایت کے بھی عظیم مقام و مرتبہ پر

Marfat.com

متمکن ہیں۔

خاندانی حالات

سلسلہ قادریہ کے عظیم روحانی مرکز عراق کے شہر بغداد شریف میں محاسن اخلاق' ہمہ جہتی صلاحیتوں اور تمام تر خوبیوں کے حامل موجودہ خاندان گیلانیہ کو گزشتہ کئی صدیوں سے نقیب الاشراف ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ اس خاندان کے افراد نے سیاست' علم و ادب' زہدو عبادت' تبلیغ و اشاعت دین' دفاع ملک و ملت اور مملکت کو بطریق احسن چلانے میں کارہائے نمایاں انجام دیئے جس سے ان کی شہرت اطراف عالم میں پھیل گئی۔ نقیب الاشراف اور متولیان اوقاف دربار غوثیہ کا رتبہ' عزت و عظمت' رعب و دبدبہ' ہیبت و تمکنت' شان و مرتبت اور جاہ جلال کے اعتبار سے بادشاہوں اور حکمرانوں سے کم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ نہ صرف اندرون ملک بلکہ بیرون ملک کے بڑے بڑے بادشاہ اور نواب اس خاندان عالیہ کے افراد سے اپنی نسبت قائم کرنے میں فخرو سعادت سمجھتے تھے۔ چنانچہ حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سب سے بڑے بھائی حضرت پیر جلال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو بیگمات کا تعلق پاکستان سے تھا ایک سر شجاع الملک مہترچترال کی دختربلند اختراور دوسری خان اعظم آف قلات نواب خداداد کی نور نظر۔

خاندان گیلانیہ جو سب میں باعتبار عمر بڑا' شان کے لحاظ سے عظیم اور اصلاح و تقویٰ کے سبب مشہور معروف اور خیرو فلاح میں ممتاز ہوتا ہے وہ نقیب الاشراف کے عہدہ پر متمکن ہوتا ہے۔ اس کے فرائض منصبی میں دربار غوثیہ کے جملہ معاملات کی خبرگیری رکھنا اور وظیفوں کے عہدہ پر تمکن ہوتا ہے۔ اس کے فرائض منصبی میں دربار غوثیہ کے جملہ معاملات کی خبرگیری رکھنا' وظیفوں سے ناداروں اور فقیروں کی مالی اعانت کرنا ہوتا ہے۔ حکومت کے ہاں نقابت ایک شریف عہدہ ہونے کی بنا پر قابل تکریم گردانا جاتا ہے۔ جس طرح شاہان وقت کے ناموں سے پہلے His Majesty لکھا اور بولا جاتا ہے اسی طرح نقیب الاشراف کے نام سے پہلے His Holyness کا سابقہ بطور

Marfat.com

تکریم لکھا اور بولا جاتا ہے۔

"حضور پیر صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد گرامی شیخ المشائخ سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رحلت (1355ھ) کے بعد نقیب الاشراف کا عہدہ آپ کے سب سے بڑے بیٹے پیر جمال الدین قدس سرہ العزیز کو پیش کیا گیا مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرصہ دراز سے بمبئی میں سکونت پذیر ہونے کے سبب حق نقابت و تولیت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر حقیقی سید علی کمال الدین کے حوالے کر دیا گیا مگر انہوں نے اپنے حقیقی چچا سید ہاشم مسعود جو کہ زیادہ تجربہ کار' سمجھدار' نیک سیرت' زاہد و متقی' شب زندہ دار تھے' کی موجودگی میں اس منصب پر متمکن ہونا مناسب نہ سمجھا سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سرکاری سطح پر اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کی وجہ سے تولیت کی ذمہ داریاں نبھانے سے قاصر رہی۔ جبکہ آپ کے سب سے چھوٹے فرزند دلبند سیدنا طاہر علاؤالدین قدس سرہ' سیاست اور حکومتی عہدوں سے الگ تھلگ رہ کر تادم واپسیں تبلیغ اسلام اور مخلوق خدا کو علوم معرفت و حقیقت کی دولت سے فیض یاب کرنے میں مشغول و مصروف رہے۔ ہندوستان' پاکستان' سیلون' افریقہ' افغانستان اور دیگر ممالک اسلامیہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچی ہوئی ہے۔ چونکہ آپ ایک بحر بیکراں کی طرح دنیا کو فیض یاب کرنا چاہتے تھے۔ لہٰذا آپ نے بھی نقیب الاشراف کے عہدہ کی پابندی قبول نہیں کی۔ اس وقت تولیت دربار شریف' حضور پیر صاحب کے تیسرے بھائی سید احمد ظفر الگیلانی کے پاس ہے۔

دینی اور روحانی تعلیم

آپ نے دینی تعلیم کی تحصیل و تکمیل دریائے دجلہ کے کنارے واقع مسجد سید سلطان علی میں کی آپ کے اساتذہ میں ملا سید آفندی' مفتی قاسم القیسی' سید خلیل الراوی جیسی معروف علمی شخصیات تھیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتی دولتہ العراقیہ سے بھی اکتساب علم کیا۔ روحانی تعلیم آپ نے اپنے جلیل القدر والد گرامی شیخ طریقت سیدنا محمود حسام الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خصوصی توجہات کے زیر اثر حاصل کی۔

Marfat.com

کثرت عبادت و ریاضت کے ذریعے آپ نے بہت جلد تمام منازل سلوک طے کر لیں۔ اوائل عمری میں ہی آپ نماز عشاء کے بعد حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار اقدس کے سامنے متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور ساری رات نماز فجر تک وہاں اسی حالت میں قیام فرما ہو کر کسب فیض کرتے ہیں آپ کے والد گرامی نے آپ کی روحانیت میں ترقی اور علمی و عملی کامیابیوں کے پیش نظر آپ کو خرقہ خلافت عطا فرمایا۔ اپنے والد بزرگوار کے علاوہ بھی آپ نے دیگر کئی روحانی شخصیات سے اکتساب فیض کیا۔

پاکستان میں قیام

بغداد شریف (عراق) میں دربار عالیہ غوثیہ کے جنوبی دروازہ کے عین مقابل سڑک (شارع گیلانی) پار ایک عالی شان عمارت جہاں آپ کے آباء و اجداد آباد رہے ہیں آپ رہائش پذیر رہے۔ 1956ء میں آپ اپنے جد امجد سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حکم مطابق اشاعت دین حق اور انسانیت کی رشدو ہدایت کا فریضہ ادا کرنے کے لئے پاکستان تشریف لائے اور عارضی مسکن کے طور پر شہر کوئٹہ (بلوچستان) دربار غوثیہ شارع الگیلانی کو منتخب فرمایا۔

خانگی زندگی اور اولاد پاک

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک چالیس سال کے لگ بھگ ہو گئی اور آپ کے شب و روز کے معمولات کا بیشتر وقت اشاعت اسلام اور ریاضت و عبادت میں بسر ہوتا تھا۔ اس وقت آپ کمال فطری معصومیت اور بے پناہ حسن و جمال کی قابل رشک اور پر کشش تصویر تھے۔ بڑے بڑے روسا' نوابوں اور بادشاہوں کی طرف سے شادی کے لئے پیغامات موصول ہوتے رہے مگر سب کو ایک ہی جواب فرماتے کل امر مرھون باوقتھا۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے حکم ہو گا تب اس معاملے پر غور کیا جائے گا۔ بالآخر منشائے ایزدی کے مطابق وہ پر مسرت گھڑی آ گئی اور آپ نے

Marfat.com

1967ء میں عزت ماب خان اعظم خان آف قلات سردار احمد یار خاں کی نور نظر "فرخندہ اختر" کو اپنے رشتہ ازدواج میں منسلک کیا جن کے بطن مبارک سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین فرزندان ارجمند السید محمود محمود محی الدین الگیلانی (1968ء)' السید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی (1969ء)' السید محمد ضیاء الدین الگیلانی (1976ء) اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں۔

تصنیفات

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رشد و ہدایت کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کے ذریعے بھی مفید علمی ورثہ چھوڑا ہے۔ جن میں

1- محبوب سبحانی
2- تحفہ الطاہریہ اوراد قادریہ
3- سوانح عمری حضرت غاوث الاعظم (انگریزی)
4- فتوح الغیب کا انگریزی ترجمہ
5- شجرہ ہائے قادریہ اور اوردو وظائف وغیرہ
6- تذکرہ قادریہ شائع کروا کر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم فرمائیں۔

آپ کے اخلاق و اوصاف حمیدہ

آپ میں خلق محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات اور جمال یوسفی کی تمام رعنائیاں موجود تھیں۔ آپ کی ذات گرامی میں وہ سب اوصاف حمیدہ موجود تھے جو صرف اولیائے عظام کی عظیم ہستیوں میں ہی ہو سکتے ہیں آپ تزکیہ نفس' تصفیہ باطن' صدق و اخلاص' زہد و ورع اور تقویٰ و طہارت کا ایک درخشندہ پیکر تھے۔ آپ کی حیات مبارکہ لاریب' زندگی کے ہر پہلو میں راہنمائی کے لئے مینارہ نور تھی۔ آپ منبع فیوض و برکات' چشمہ روحانیت اور درخشاں و تابندہ ستارہ علم فقر و تصوف تھے۔ کشف و کمالات اور عرفان و آگہی کی دولت بے بہا سے مالا مال تھے۔ آپ کی محبت آمیز اور

Marfat.com

شیریں گفتار کے زیر اثر ملاقات کا شرف حاصل کرنے والا سب دکھ' درد اور غم و آلام بھول جاتا۔ آپ بڑے متقی' پرہیز گار' شب زندہ دار' شریعت محمدی ﷺ کے سخت پابند تھے۔ راست گوئی' صدق مقال اور اکل حلال کی پرزور تلقین فرماتے۔ آپ کے طرز عمل پر کسی بڑے سے بڑے معترض کو بھی اعتراض کا موقع نہ مل سکا۔

اقوال و فرمودات عالیہ

- معرفت خداوندی اتباع شرع محمدی ﷺ میں پوشیدہ ہے۔ حضور ﷺ کی اتباع و غلامی سے ہی محبت الٰہی کی منزل نصیب ہوتی ہے۔
- شریعت پر عمل نہ کرنے والے پیر نہیں بلکہ ملحد' کافر' بے دین' عیش پرست' تن پرست اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو گنہ گار بنا رہے ہیں۔
- شریعت اور حقیقت' اہل طریقت کے لئے اصطلاحات ہیں۔ شریعت' ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے اور حقیقت' باطن کے احوال کی صحت یا عدم صحت کو۔ اس لئے ایک مومن حقیقی میں ہر دو کا اجتماع ضروری ہے۔
- اس درویش کی طبیعت ایسی ہے کہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور کسی دنیادار پر خواہ وہ بادشاہی کیوں نہ ہو بھروسہ نہیں کرتا۔
- بھوکا شخص ہر ایک کو بھوکا سمجھتا ہے اور بے عزت شخص ہر ایک کو بے عزت سمجھتا ہے۔
- دلوں میں نفاق' حسد' عناد اور ریاکاری ہو تو پھر کوئی عمل بھی نیکی کا اجر نہیں پا سکتا۔
- ہر اسلامی حکومت یا اسلامی سربراہ نبی اکرم ﷺ کا نائب ہوتا ہے اور حکومت و اقتدار لوگوں کے پاس خالصتاً امانت کا درجہ رکھتی ہے اسی امانت کو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق صحیح ڈگر پر چلانے کے لئے بعض افراد کو اس کا اہل سمجھتے ہوئے منتخب کرتے ہیں اور وہ منتخب حکومت اور اقتدار کے منصب پر اسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول

Marfat.com

ﷺ کے احکام کے تابع رہیں اور انہیں نافذ کرتے رہیں۔

- اگر شریعت محمدی ﷺ کے حوالے سے ہمارے ظاہرو باطن میں یکسانیت اور اتحاد پیدا ہو جائے تو عالم اسلام میں بھی یگانگت اور اتحاد کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔
- دھوکہ' چوری اور جھوٹ سے فوراً نتیجہ تو (حسب خواہش) نکل آتا ہے بالآخر عزت کو ختم کر دیتے ہیں اور انسان کو تباہ کر دیتے ہیں۔
- چھوٹے بچے کے پاس 10 روپے بھی ہوں تو سمجھتا ہے کہ میں پورا شہر خرید سکتا ہوں یہی حال ایک کم ظرف شخص کا ہوتا ہے اسے تھوڑا سا مال یا عزت بھی مل جائے تو سمجھتا ہے کہ قارون یا فرعون بن گیا ہوں اور حقیقت کو نظرانداز کر دیتا ہے۔

سلسلہ قادریہ کی ترویج و اشاعت کے لئے عملی اقدامات

سلسلہ قادریہ تمام اطراف عالم میں مقبول اور رائج ہے۔ اصلاح و تقویٰ' زہد و ریاضت' شریعت و طریقت' حقیقت و معرفت' پابندی احکام الٰہی' سچائی اور صفائی غرضیکہ جملہ حسنات اور ذرائع نجات اس میں موجود ہیں لہٰذا طالبان حق اور عاشقان رسول ﷺ کی بالخصوص اور عوام الناس کی بالعموم رغبت اس کی جانب روز افزوں رہی ہے مگر ماضی قریب میں تنظیمی لحاظ سے کچھ کمی کے آثار دکھائی دینے لگے۔ محنت اور جفا شعاری سے پہلو تہی ہونے لگی جسے محسوس کرتے ہوئے قدوۃ اولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مریدین و معتقدین کو منظم طریقہ سے سلسلہ کی اشاعت و تبلیغ کرنے کے لئے ہدایات فرمائیں کہ ہر موضع' قصبہ' شہر' قریہ جہاں بھی خاندان قادریہ کے معتقد موجود ہوں خواہ تھوڑے ہوں یا زیادہ وہ متفقہ طور پر ایک سوسائٹی یا مجلس قادریہ قائم کریں۔ مسجد یا دربار میں مقررہ دنوں میں جمع ہو کر رشدو ہدایت سے عوام الناس کو مستفیض کریں۔ مریدو معتقد حسب استطاعت حضور سیدنا غوث پاک قدس سرہ' کے نام پر ہر ماہ گیارہویں شریف دیں۔ اس فنڈ میں سے جہاں

Marfat.com

جائز ضرورت ہو تبلیغ و اشاعت کے لئے خرچ کریں۔ زیادہ سے زیادہ ممبر بنانے کی کوشش کریں۔

وفات حسرت آیات

آپ ایک عرصہ سے گردے کے عارضہ میں مبتلا تھے۔ ڈاکٹروں کے مشورہ کے باوجود آپ نے بیرون ملک علاج کے مقابلہ میں مقامی طور پر علاج کرانے کو ترجیح دی۔ ڈاکٹروں نے مکمل تشخیص کے بعد اس کا واحد علاج گردے کی تبدیلی قرار دیا۔ مگر آپ نے اس علاج کو آخر دم تک تسلیم نہیں کیا۔ تکلیف زیادہ بڑھ جانے کی وجہ سے جرمنی میں آپ کے ایک عقیدت مند نیک سیرت اور درویش منش ماہر ترین معالج نے آپ کو جتنا جلدی ہو سکے جرمنی آنے کا اصرار کیا۔ وہاں کے دیگر اسپیشلسٹ ڈاکٹروں نے اس کا علاج گردہ کی تبدیلی ہی قرار دیا۔ ڈاکٹر آپ سے مسلسل گردے کی تبدیلی کی اجازت مانگتے رہے تھے۔ مگر آپ نے اس کی اجازت نہ دی فرماتے "زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہے میں کیوں کسی دوسرے کو تکلیف دوں اور اس کی زندگی بھی داؤ پر لگاؤں۔"

چنانچہ جرمنی میں ہی 7 جون بروز جمعہ صبح 6 بج کر 19 منٹ بمطابق پاکستانی وقت 9 بج کر 19 منٹ پر بوقت چاشت لا الہ اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ چہرے پر تبسم' سکون اور نورانیت جسد اقدس کو لحد میں اتارنے تک برقرار رہی۔ ولی اللہ کی موت' موت نہیں ہوتی یہ تو محبوب حقیقی سے وصال کا ایک ذریعہ ہے۔ موت ایک پل ہے جو ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملا دیتا ہے۔ آپؒ کے جسد اطہر کو تابوت میں جرمنی سے کراچی اور کراچی سے داتا کی نگری لاہور لایا گیا کراچی میں نماز جنازہ نشتر پارک کے وسیع میدان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روحانی فرزند مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اقتداء میں پڑھی گئی جبکہ لاہور میں منہاج القرآن مرکزی سیکرٹریٹ کے سامنے منہاج القرآن پارک میں ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری نے پڑھائی اور 8 جون کو

Marfat.com

آپ کی آخری آرام گاہ بننے کا شرف بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) لاہور میں جامع المنہاج کے جنوب مشرقی کونے کی زمین کے حصہ میں آیا۔ جہاں اب آپ کے زیر تعمیر مقبرے کی خوبصورت عمارت کی جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اس مرکز انوار و تجلیات پر ہمہ وقت عقیدت مندوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔

تمہاری یاد میں برسیں جو بن کے ابر بہار
وہ آنسوؤں کی گھٹائیں سلام کہتی ہیں
در قبول پہ جو باریاب ہو نہ سکیں
وہ غم نصیب دعائیں سلام کہتی ہیں

Marfat.com

حالات زندگی

(غلام عباس قادری)

برصغیر پاک و ہند میں سب سے پہلے حضور غوث پاک کے بڑے فرزند شیخ عبدالرزاق تشریف لائے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد بغداد واپس تشریف لے گئے اس کے بعد سے آج تک کسب فیض کے لئے علماء' مشائخ' سلاطین' خواص و عوام کی بغداد آمدورفت کا سلسلہ جاری ہے اور ہر عہد میں ہر جگہ غوث پاک کی اولاد کے لئے اہل دل نے چشم و دل فرش راہ کئے ہیں۔

ہمارے عہد میں اس کی زندہ مثال آل نقیب الاشراف حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی کی ذات بابرکات تھی۔ آپ نے اسلامیان برصغیر پاک و ہند کی روحانی تربیت اور سلسلہ قادریہ کے روحانی فیض کی تقسیم کے لئے نہ صرف اپنے وطن مالوف کو ترک کیا بلکہ اپنے جد امجد کی روحانی تجلیات کے مرکز بغداد کو چھوڑ کر 1956ء میں پاکستان کے شہر کوئٹہ میں مستقل سکونت اختیار کی۔

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی' قطب الاقطاب سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی اکیسویں پشت سے سیدنا شیخ المشائخ حضرت محمود حسام الدین رحمتہ اللہ علیہ نقیب الاشراف والسادات کے فرزند ارجمند تھے۔ آپ کا شجرہ نسب اور شجرہ طریقت دونوں بہت تھوڑے تغیر کے ساتھ حضرت غوث الاعظم تک پہنچتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایک ہزار سال سے قائم چلا آ رہا ہے۔ تاریخ انسانیت ایک ہی خاندان میں رشدو ہدایت اور علم و عرفان کے تسلسل کی ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے۔

آپ کی ولادت باسعادت 18 ربیع الاول 1352ھ کو عراق کے دارالحکومت اور انوارو تجلیات غوث صمدانی کے مرکز بغداد میں ہوئی جس گھر میں آپ پیدا ہوئے اہل بغداد اسے حرم و ایوان خانہ قادریہ باب الشیخ کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ کی دینی تعلیم مسجد سید سلطان علی میں مکمل ہوئی۔ یہ مسجد بغداد میں شاہراہ الرشید پر دریائے

Marfat.com

دجلہ کے کنارے واقع ہے۔

آپ کے اساتذہ کرام میں ملا سید اسد آفندی' مفتی قاسم القیے' اور سید خلیل الراوی جیسی صاحب علم شخصیات شامل ہیں۔ مدرسہ دربار غوثیہ میں آپ نے مفتی دولتہ العراقیہ سے بھی کسب علم کیا۔

آپ کا تعلق جس خانوادہ گیلانیہ کی شاخ سے ہے۔ اسے حضرت غوث اعظم کے وصال سے لے کر اب تک دربار غوثیہ کی تولیت اور اوقاف کی نگرانی کا شرف حاصل ہے۔ اس خاندان کا جو فرد فرید اس ذمہ داری پر فائز کیا جاتا ہے اسے نقیب الاشراف کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ نقیب الاشراف کی اولاد نرینہ کے نام کے ساتھ اسی مناسبت اور شرف کی وجہ سے نقیب زادہ کے لقب کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جو حضرات نقیب الاشراف کی اولاد سے نہیں ہوتے وہ وہ اپنے نام کے ساتھ صرف الگیلانی کا لفظ شامل رکھتے ہیں۔

نقیب الاشراف کی ذمہ داریوں میں دربار کے جملہ انتظامی معاملات اوقاف کی دیکھ بھال' زائرین کی خبر گیری اور فقراء و مساکین میں وظائف کی تقسیم جیسے اہم امور شامل ہیں۔ اہل عراق کسی بادشاہ کے سامنے اپنی گردن نہیں جھکاتے اور نہ کسی صاحب اقتدار حکومت کے رعب اور دبدبے کو تسلیم کرتے ہیں۔ جتنا کہ وہ نقیب الاشراف کے اثر اور روحانی اقتدار کو تسلیم کرتے ہیں۔ خاندان گیلانیہ کے علماء' صلحا' سیاست دانوں اور جرنیلوں کی مقبولیت اور اہل عراق پر ان کا غلبہ و اثر ہمیشہ عراق کے حکمرانوں کے لئے باعث رشک رہا ہے۔ خاندان گیلانیہ کے روحانی و سیاسی اثر و رسوخ سے بارہا حکمرانوں کو پریشانیوں کا سامنا بھی کرنا پڑا۔ ضرورت پڑنے پر اس خاندان کے مدبر اور سیاست دان حضرات نے اہل عراق کے سیاسی حقوق کے لئے جدوجہد اور قربانی سے بھی دریغ نہیں کیا۔

نقیب الاشراف کے تعین و تقرر کا موجودہ سلسلہ گزشتہ پانچ سو برس سے بلا انقطاع جاری ہے۔ اس کا پس منظر یہ ہے کہ 914ھ میں السید الشیخ حضرت زین الدین بن سید محمد شرف الدین نے جو اس وقت بغداد میں گیلانیہ خاندان کے سرپرست

Marfat.com

رئیس اور اوقاف قادریہ کے متولی تھے' نے سلطنت عثمانیہ کے لشکر کی ایرانیوں کے مقابلے میں بھرپور امداد کی۔ جس کے نتیجے میں بغداد دوبارہ عثمانی سلطنت میں شامل ہوا۔ اس فتح کے بعد سلطان سلیمان القانونی عثمانی تمام علماء بغداد اور امرائے سلطنت کے ہمراہ جامع گیلانیہ میں حاضر ہوا اور نماز عصر کے بعد اس نے حضرت زین العابدین کی خدمت میں نقابت اشراف کی سند پیش کی۔

خاندان گیلانیہ کے شرف و عظمت کی تاریخ اور تفصیل بیان کرنے کے لئے تو دفتر درکار ہیں۔ اس وقت ہم صرف قدوۃ اولالیاء سیدنا طاہر علاؤالدین کے برادران گرامی اور چند لوگوں کے مختصر حالات پیش کرنے پر اکتفا کریں گے۔

حضرت کے پردادا الشیخ المشائخ سیدنا علیؒ 1289 ہجری میں پیدا ہوئے۔ 1361ھ میں نقیب الاشراف اور متولی اوقاف کا اہم عہدہ آپ کے سپرد ہوا۔ آپ کے دادا شیخ المشائخ سیدنا عبدالرحمان المحض حکومت عراق کے وزیراعظم تھے۔ 1300ھ میں بحالت خواب بشارت کے ساتھ حضرت غوث الاعظم نے خلعت خلافت عطا فرمائی۔ نقیب الاشراف اور متولی اوقاف کے اہم عہدوں پر بھی آپ فائض رہے۔ 1991ء میں انگریزوں نے عراق پر قبضہ کرنے کے بعد آپ کو بادشاہت کی پیش کش کی لیکن آپ نے نصرانیوں سے عطیے کے طور پر ملنے والی حکمرانی کو قبول نہیں کیا۔ بعدازاں اعلیٰ سطح پر آزادی کی جدوجہد کی امداد و اعانت کے لئے وزیراعظم کا عہدہ قبول کر لیا۔

حضرت کے والد محترم شیخ المشائخ السید محمود حسام الدین بھی نقیب الاشراف اور متولی اوقاف گیلانیہ کے مناسب جلیلہ کے حامل تھے۔ آپ نے بھی انگریزوں کی پیش کش کے باوجود عراق کی حکومت کو قبول نہیں کیا۔ آپ اپنے والد کے دست راست تھے۔ اپنے والد کی زندگی میں ہی آپ نے ان کی ذمہ داریوں کا سارا بوجھ سنبھال لیا تھا۔ آپ ہمیشہ عامۃ المسلمین کی فلاح و بہبود کی طرف توجہ فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ میں آپ کو چھ فرزندان خوش خصال عطا فرمائے۔ جن میں سب سے چھوٹے قدوۃ السالکین طاہر علاؤالدین تھے جن کے ذریعے سلسلہ قادریہ کا فیض عام اس خطہ پاک میں ہر خاص و عام کو پہنچ رہا ہے۔ آپ کے دو بڑے صاحبزادے حضرت سیدنا

Marfat.com

جمال الدین اور حضرت سیدنا کمال الدین عمر بھر دین کی خدمت میں مصروف رہے۔ لاکھوں افراد نے ان سے رشد و ہدایت اور صلاح احوال کا فیض حاصل کیا۔ یہ دونوں حضرات اب وفات پا چکے ہیں۔ حضرت سید جمال الدین بمبئی میں اور حضرت سید کمال الدین بغداد کی خاک پاک میں مدفون ہیں۔ تیسرے صاحبزادے احمد ظفر الگیلانی بغداد میں وزارت خارجہ کے نائب وزیر تھے۔ ان ذمہ داریوں کے ساتھ وہ دربار عالیہ میں تولیت کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتے ہیں۔ 1972ء سے 1978ء تک پاکستان میں عراق کے سفیر بھی رہے۔

چوتھے صاحبزادے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمان گیلانی نے تاریخ میں ڈاکٹریٹ کے بعد عراق کی ایک یونیورسٹی میں درس و تدریس کے شغل کو اپنا رکھا ہے۔

پانچوے صاحبزادے یوسف ضیاء الدین شعبہ قانون سے متعلق ہیں۔ بغداد کی سپریم کورٹ میں وکالت کرتے ہیں۔ دربار عالیہ میں بھی کئی ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ چھٹے صاحبزادے حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی ہیں۔

شہزادہ شہنشاہ بغداد حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی القادری رحمتہ اللہ علیہ جیسی نابغہ روزگار، نجیب الطرفین، عالی نسب اور عالی مرتبت شخصیت کے بارے میں اظہار خیال سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اس لئے ہم پیر صاحب قبلہ کی شخصیت پر کوئی عالمانہ تحریر شائع کرنے کی بجائے آپ کی شخصیت روزمرہ معمولات دینی مشاغل اور میل جول جیسے سادہ عنوانات پر مختلف شخصیات سے ہونے والی بات چیت جنہیں پیر صاحب کی سحرانگیز شخصیت نے انتہائی دلکش بنا دیا ہے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ حضور پیر صاحب کے دیرینہ مرید انجینئر اقبال قریشی نے کہا کہ قبلہ پیر صاحب سے میری پہلی ملاقات 57-1956ء میں حیدر آباد میں ہوئی جب میں چھٹی جماعت کا طالب علم تھا۔ پیر صاحب حیدر آباد میں آر۔ ایچ ،احمد والے حاجی قاسم صاحب کے یہاں تشریف لائے تھے۔ جب میں نے قبلہ پیر صاحب کو دیکھا اور جیسے ہی پیر صاحب کی نظر مجھ پر پڑی مجھے چکر سا آگیا یہ میری زندگی کا کم عمری میں حیرت انگیز روحانی تجربہ تھا۔ یقیناً اس وقت یہ میرے لئے ناقابل فہم بات تھی کیونکہ اتنی کم عمری

Marfat.com

میں کوئی بچہ بھی اتنی سوجھ بوجھ کا مالک نہیں ہوتا کہ یہ جان سکے کہ ایسا کیوں ہوا اور وہ جس شخصیت سے مل رہا ہے وہ کتنی بڑی روحانی قوت و کمال کی مالک ہے۔ پہلی ملاقات کے بعد ملاقاتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ پیر صاحب جب بھی حیدر آباد تشریف لاتے ہمارے گھر بھی ضرور تشریف لاتے ان کی ہم سب اہل خانہ پر بڑی عنایتیں بڑی محبتیں تھیں۔

کراچی ہمارا آنا جانا ہوتا ہی رہتا تھا جب بھی کراچی آتا اگر پیر صاحب کا قیام کراچی میں ہوتا تو ضرور حاضری دیتا کیونکہ پیر صاحب کے معمولات میں شامل تھا آپ کا قیام چھ ماہ کراچی اور چھ ماہ کوئٹہ میں رہتا تھا۔

1974ء میں ملاقاتوں کا سلسلہ کافی بڑھ گیا اس زمانے میں میں سی بریز پلازہ کی تعمیرات کی نگرانی کر رہا تھا کیونکہ عمارت بیس منزلہ تھی اس لئے اکثر پیر صاحب ازراہ محبت فرماتے کیا یہ ماچس کی ڈبیہ تم بنا رہے ہو میں کہتا جی حضور میں ہی بنوا رہا ہوں۔ غرض اگر پیر صاحب موجود ہوتے تو جمعہ کو ضرور ملاقات ہو جاتی تھی۔

مہمان نوازی

ایک دن فرمانے لگے آج ہی شام کو آنا شام کو پہنچا تو حسب معمول سات آٹھ مخصوص افراد کی بہت ہی نجی نشست تھی جس میں النور گروپ آف انڈسٹریز کے الحاج اسمٰعیل زکریا' پاکستان میں پرائیویٹ سیکٹر میں اسلحہ سازی کے بانی حاجی غلام محمد ڈوسل پیر صاحب کے معالج جو پیر صاحب پگاڑہ کے بھی ذاتی معالج ہیں ڈاکٹر اقبال موتی والا ان کے علاوہ چند اور احباب بھی تشریف فرما تھے۔ یہ تمام احباب کھانے پر مدعو تھے۔

یہ بات آپ کے لئے دلچسپی سے خالی نہیں ہو گی کہ پیر صاحب کھانے کا نہایت اعلیٰ ذوق رکھتے تھے اور خود بھی دنیا کی نادر و نایاب ڈشیں بنانا جانتے تھے چنانچہ اس شام مہمانوں کی تواضع کے لئے تیار ہونے والے کھانے کی بھی خود مکمل نگرانی فرمائی۔ میں نے پوری دنیا کا سفر کیا ہے اور اعلیٰ سے اعلیٰ ضیافتوں میں شریک ہونے کا موقع نصیب ہوا ہے۔ اس کے باوجود اگر میں آپ سے یہ کہوں تو کوئی مبالغہ نہیں ہو گا کہ جو کھانا

Marfat.com

اور کھانے میں جو لذت پیر صاحب کے دستر خوان پر نصیب ہوئی وہ دنیا بھر میں کہیں بھی نہیں پائی۔ بے شک آپ کا دستر خوان حضور غوث پاک کا دستر خوان تھا۔ یہ بات میں جذبہ عقیدت کی بنیاد پر نہیں بلکہ حقیقت کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں اور جس نے بھی اس دستر خوان سے خوشہ چینی کی ہے اس سے آپ میری بات کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ چار سو ڈالر فی پونڈ ملنے والی دنیا کی نایاب ترین مچھلی اعلیٰ ترین عربی کھانے گوشت کا اچار اور اس جیسی دیگر مختلف النوع ڈشیں اس دستر خوان پر نصیب ہوئیں۔ طریقہ کار یہ تھا کہ نہایت ہلکی روشنی میں کھانے ٹیبل پر چنے جاتے تھے جب تمام کھانے لگائے جا چکتے تو پھر لائٹ آن کر دی جاتی تھی خادم آ کر کھانا تیار ہے کہ آواز دیتا تھا اس وقت کتنے ہی اہم موضوع پر بات ہو رہی ہو بات وہیں ختم کر کے پیر صاحب فوراً کھڑے ہو جاتے تھے تمام احباب ہاتھ دھوتے تھے پیر صاحب کھڑے ہو کر ہر شخص کو اس کی کرسی بتاتے کہ اسے کس کرسی پر بیٹھنا ہے پھر پیر صاحب خود تشریف فرما ہوتے اور کھانے کے بارے میں پوچھتے کہ کون کون سے کھانے ٹیبل پر موجود ہیں ہر کھانے کی مکمل تفصیل بیان کی جاتی پھر ارشاد ہوتا تھا بسم اللہ کہیں۔ پیر صاحب خود بہت کم کھاتے تھے کھانے میں بہت احتیاط کرتے تھے صرف چاول دہی چٹنی اور شوربہ والی بھنڈی ملا کر کھایا کرتے تھے جبکہ دیگر احباب کا اس قدر خیال رکھتے تھے کہ ایک ایک شخص سے فردا" فردا" پوچھتے تھے کہ تم نے فلاں چیز کھائی یا نہیں کھائی تم نے فلاں چیز کھائی یا نہیں اور اصرار کر کے ہر شخص کو ٹیبل پر موجود ہر چیز تھوڑی یا بہت ضرور کھلاتے تھے کھانے کے بعد پھل اور میوہ جات منگوائے جاتے موسم کے پھل اور میووں کا تو کہنا ہی کیا بارہا بے موسم کے پھلوں سے بھی مہمانوں کی تواضع کی جاتی کسی مرید نے بغیر موسم کے انگور کی فرمائش کر دی تو نہ نہیں فرماتے بلکہ فوراً خادم سے کہتے بابا انگور لے کے آؤ بغیر موسم میں بھی ایسے انگور کھانے کو ملے کہ جس کے سائز اور ذائقہ کے انگور کم از کم اہل کراچی نے کسی موسم میں بھی نہیں دیکھے ہوں گے بقول حاجی حنیف طیب کہ میں نے قبلہ پیر صاحب کے دستر خوان پر جو میوہ کھایا وہ دنیا بھر میں کہیں دیکھا نہ چکھا پھر میٹھے کی باری آتی تو بہترین جام' کسٹرڈ' آئسکریم سے تواضع فرماتے اور اپنی

Marfat.com

اپنی نشستوں پر بیٹھنے کے بعد قہوہ کا دور چلتا تھا اور اس دوران دو دو کر کے احباب کو اجازت دے کر رخصت کرتے رہتے تھے سب کو ایک ساتھ نہیں جانے دیتے تھے۔

تواضع

تواضع کا یہ عالم تھا کہ اگر کمرہ میں بیس افراد بیٹھے ہیں اور کوئی مرید باہر سے کمرہ میں داخل ہوا تو فوراً کھڑے ہو کر اس سے ملتے تھے کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ آپ نے بیٹھے بیٹھے ہاتھ بڑھا دیا ہو۔

احترام شریعت

بہت سارے مرید فرط محبت سے پیروں کو چھوتے یا چومنے کی کوشش کرتے تو آپ اس کا بہت برا مناتے اور فرماتے ''استغفراللہ ہم کو کیوں گنہگار کرتا ہے۔'' اکثر احباب سے ہاتھ ملاتے تو کافی دیر تک ہاتھ پکڑتے رہتے لیکن کبھی بھی کوئی ہاتھ ملاتا تو فوراً کھینچ لیا کرتے تھے ایسا کیوں تھا یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ کسی کی آمد پر کھڑے ہو کر استقبال کرنے کی طرح جاتے ہوئے بھی کھڑے ہو کر ہی رخصت کرتے۔ دعاؤں سے نوازتے سر پر ہاتھ پھیرتے اور کمر پر تھپکی بھی دیتے اور کبھی کبھی دروازے تک بھی ساتھ جاتے۔

لباس

ہمیشہ سفید کپڑے زیب تن فرماتے ایک جبہ بھی پہنتے تھے سر پر سرخ ترکی ٹوپی پہنتے اور اس پر رومال کا عمامہ باندھتے' جوتے اور موزے پہنتے تھے چپل بہت کم استعمال کرتے تھے۔ بات بڑی محبت' پیار اور آہستگی سے کرتے تھے۔ نہایت دھیمے لہجے میں بولتے تھے۔

حافظہ

Marfat.com

یاداشت کا یہ عالم تھا کہ مریدین کے نام ان کے عزیزو اقارب کے نام حتی کہ ان کے رشتے داروں کے نام آپ کو یاد رہتے تھے اور کبھی کسی مرید کو پہچاننے میں غلطی نہیں کرتے تھے۔ جبکہ بلوچستان اور سرحد کے لوگوں کے نام کافی پیچیدہ اور مشکل ہوتے ہیں ہر مرید سے اس کی اس کے اہل خانہ کی فردا" فردا" نام لے کر خیریت پوچھتے اور دعاؤں سے نوازتے۔

زبان دانی

انگریزوں سے انگریزی میں ہم سے اردو میں اچھی طرح بات کرتے تھے عربی تو ان کی مادری زبان تھی تھوڑی بہت پاکستان کی علاقائی زبانیں بھی جانتے تھے۔

کشف

بارہا مریدین دل میں یہ سوچ کر آتے کہ آج پیر صاحب سے یہ سوال کریں گے لیکن سوال کرنے سے پہلے ہی دوران گفتگو جواب مل جاتا تھا یہ کس طرح ہوتا ہے۔ نہایت جلال سے فرمایا جو پیر اپنے مرید کے حال اور دل کی حالت سے باخبر نہیں وہ پیر نہیں فقیر نہیں کتا ہے جو بھی ملتا ایسا محسوس کرتا کہ آپ کی پوری توجہ اس کی طرف ہے۔ آپ کے سارے التفات کا مرکزو محور وہی ہے۔

ملاقات

ہر جمعہ کو ملک بھر سے مریدین پیر صاحب سے ملنے کے لئے حاضر ہوتے تو آپ جس کمرہ میں تشریف فرما ہوتے اس کی گنجائش تقریباً 55 تا 60 افراد کی ہے۔ اس لئے بالترتیب ساٹھ ساٹھ افراد لائن سے اندر داخل ہوتے ہیں۔ آپ کھڑے ہو کر ہر ملنے والے سے مصافحہ فرماتے جب سب بیٹھ جاتے تو ان میں سے اگر کوئی سوال کرنا چاہتا تو اجازت تھی۔ آپ ہر سوال کا شافی جواب دیتے پھر انہیں اجازت اور دعاؤں سے نوازتے پھر دوسرے لوگ داخل ہوتے اس طرح یہ سلسلہ جمعہ کو صبح دس بجے سے

Marfat.com

دوپہر ڈیڑھ بجے جمعہ کی نماز تک جاری رہتا اس دوران ہزار ڈیڑھ ہزار افراد آپ سے ملاقات فرماتے جو افراد جمعہ کے علاوہ ملاقات کرنا چاہیں وہ پہلے سے وقت طے کر کے مل سکتے تھے۔

علمی مقام

علمیت کا عالم یہ تھا کہ دنیا کے بیشتر ممالک' ان کی آبادی' بولی جانے والی زبانیں' کرنسی' رہنے والی کمیونیٹر' پیدا ہونے والی اجناس' پھل' پھول' حیوانات' لباس' انڈسٹریز' تعلیم کی شرح' مذہب' پیدائش' اموات وغیرہ کے بارے میں زبانی جمع خرچ نہیں بلکہ ہر سال کے تازہ ترین اعدادو شمار اور یہ اعداد و شمار صرف امریکہ' فرانس' کویت' افریقہ کے متعلق ہی نہیں بلکہ ان ملکوں سے متعلق بھی جن کا نام بھی ہم میں سے بہت سوں نے نہیں سنا ہو گا اپنے اپنے فن کے ماہرین' آپ سے جدید ترین کمپیوٹر سائنس' جدید ترین لباس' جدید ترین اسلحہ' جدید ترین الیکٹرونکس غرض دنیا کے کسی بھی موضوع پر بات کر کے ششدر رہ جاتے تھے۔ ایک جنرل نے ایمونیشن پر بات کی تو وہ حیرت زدہ رہ گیا۔ پاکستان سکیوریٹی پرنٹنگ پریس کے ایک اعلیٰ افسر سے نوٹوں اور ڈاک ٹکٹ کی پرنٹنگ سے لے کر ترسیل تک ہر موضوع پر گفتگو کی تو حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ حکیم سعید سے طب پر گفتگو کی تو حکیم صاحب عش عش کر اٹھے اور دوسرے دن فون کر کے اس حیرت کا اظہار کیا کہ میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ کسی انسان کی ذہنی صلاحیت و قوت اس قدر بھی ہو سکتی ہے۔ کہ اسے بیسیوں کتابوں کے صفحہ نمبر حتی کہ پیراگراف نمبر تک زبانی یاد ہوں۔

ذاتی مشاغل

پیر صاحب کے مشاغل میں ریڈیو سننا شامل تھا۔ وائس آف امریکہ' وائس آف جرمنی اور بی بی سی وغیرہ بالعموم سنا کرتے تھے آپ کے پاس دنیا کے نایاب ترین ریڈیو سیٹ موجود تھے۔

Marfat.com

پیر صاحب پاکستان کی Stamps Collecting Society کے پیٹرن انچارج رہے اور آپ کے پاس پاکستان کا سب سے بڑا اور دنیا کا چوتھا بڑا سٹیمپس کلکشن موجود تھا۔

آپ کو سکے جمع کرنے کا بھی بہت شوق تھا پرانے سے پرانے زمانے کے سکے سونے اور چاندی کے حتی کہ چمڑے کے سکے بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ اور ان سکوں کا بھی ذخیرہ دنیا کے چند بڑے ذخائر میں سے ایک ہے۔ ہیرے آپ کے پاس اس کوالٹی اور معیار کے تھے کہ ایک نامور جوہری نے مجھے بتایا کہ پیر صاحب کے پاس جواہرات کا جو ذخیرہ ہے ان میں سے ایک ہیرا اتنا بڑا ہے کہ اس کا سائز کا ہیرا میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔

گھڑیوں کا بھی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے دنیا کی نادرو نایاب گھڑیاں آپ کے ہاتھوں کی زینت بن چکی تھیں۔ یورپین بادشاہوں کے لئے تیار ہونے والی گھڑیاں آپ کے لئے بھی نام کے ساتھ تیار کرائی گئیں تھیں۔ دنیا کے بہترین شاہی جوتے آپ کے پیروں کی زینت تھے۔ دنیا کا اعلیٰ اور نفیس ترین کپڑا زیب تن فرماتے تھے غرض ہر چیز کا اعلیٰ ترین ذوق رکھتے تھے۔

سخاوت

بے انتہا سخی تھے محافل میں نذرانے میں ملنے والے نوٹوں کے ہار اور گڈیاں نعت خوانوں میں تقسیم فرما دیتے تھے اہل حاجت' اہل ضرورت اور تنظیموں کی اپنی جیب خاص سے اعانت فرماتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ کروڑ پتی وہ ہے جو کروڑ دینے کی اور لکھپتی وہ ہے جو لاکھ دینے کی اہلیت رکھتا ہو۔

حسن سلوک

اپنوں سے خصوصی شفقت اور تعاون کی ہدایت کرتے تھے اور اس خاموشی کے ساتھ کہ دوسرے ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے۔ ملازمین تک سے انتہائی تواضع اور محبت کا

Marfat.com

برتاؤ فرماتے تھے چھوٹی بڑی ہر قسم کی غلطی اور کوتاہی کو درگزر فرما دیتے۔

حکم کی تعمیل میں تاخیر ہو جاتی یہاں تک کہ اگر کھانے میں بھی دیر ہو جاتی تو نظرانداز کر دیتے حالانکہ اس معاملہ میں اس قدر Specific تھے کہ اگر رات ساڑھے آٹھ اور نو بجے تک کھانا نہیں کھایا تو پھر دوسرے دن صبح ہی نوش فرماتے لیکن اس کے باوجود ملازمین کی تاخیر پر سرزنش نہیں فرماتے۔

نماز

بے انتہا اصول پرست شریعت کے بے انتہا پابند تھے نماز کا خاص اہتمام فرماتے کمرہ میں ہی نماز ادا کرتے خود امامت فرماتے خالص عربی لہجہ میں منفرد انداز سے قرات کرتے قیام' رکوع' سجدہ غرض پوری نماز انتہائی نستعلیق اور کتابی طریقے سے ادا فرماتے۔

کرامات

پیر صاحب کی ادنی سی کرامت تو یہ تھی کہ جو بھی ایک مرتبہ آپ سے مل لیتا تھا۔

خاکم فداء کوچۂ آل محمد است

کی تصویر بن جاتا تھا۔ آپ سے مل کر کلیجہ ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔ ذہنی سکون اور روحانی آسودگی حاصل ہوتی تھی معلوم ہوتا تھا کہ بس سارے مسئلے حل ہو گئے سب کام بن گئے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے میرا بلڈر یعنی تعمیرات کا کام ہے اور اس کا آغاز بھی حضور پیر صاحب کے ہی دست مبارک سے ہوا تھا۔ ایک مرتبہ پیر صاحب کے مشورہ کے بغیر میں نے نوری آباد کی تین سو ایکڑ زمین کا سودا کر لیا۔ سودا کرنے کے بعد میں نے جب پیر صاحب کو اطلاع دی تو فرمانے لگے تم نے بہت غلطی کی ہے ابھی تو اس کو آباد ہونے میں بہت وقت ہے۔ آج آپ دیکھ سکتے ہیں سالوں گزر جانے کے باوجود وہ زمین ویسی کی ویسی پڑی ہے بجائے قیمت بڑھنے کے اور گھٹتی ہی جا رہی ہے۔ اسی طرح

Marfat.com

اسٹیل مل کے قریب بھی پیر صاحب کے حکم سے کام شروع کرتے کرتے رک گیا اور لاکھوں کے نقصان سے محفوظ رہا کیونکہ وہ زمین بھی آج تک آباد نہیں ہو سکی۔

اپنے ذاتی کام کا آغاز کرنے کے لئے ارادہ کیا اور ایک جگہ کا انتخاب کیا بکنگ شروع کی تو ایک دفعہ کوئی Response نہیں ملا دوسری دفعہ صرف دو یونٹ بک ہوئے۔ ناکامی کے بعد پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست پیش کی کہ حضور آپ اس کا افتتاح فرما دیں۔ مسکرائے کہنے لگے چلیں گے بابا 1985ء میں پروگرام طے ہوا حضرت قاسم آباد تشریف لائے پیروں سے جوتے اتارے موزے اتارے انگوٹھے سے زمین کھودی اور فرمایا یہ آباد ہونا چاہئے اس کے بعد جب بکنگ شروع کی تو چند گھنٹوں میں دو سو یونٹ بک ہو گئے۔ صرف چند سال بعد اگر آپ حیدر آباد سے ملحق شہر قاسم آباد جا کر رکیں تو آج وہ کراچی کے بعد سندھ کا خوبصورت ترین شہر بن چکا ہے ابتداء میں گھر کو ہی دفتر کے طور پر استعمال کرتے تھے پھر بکنگ کی رقم سے صدر میں دفتر بھی لے لیا۔ شام کو حسب معمول جب پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمانے لگے آپ کو نیا دفتر مبارک ہو مجھے حیرت ہوئی کہ پیر صاحب کو کیسے پتہ چلا امید تھی کہ شاید والد صاحب نے فون پر بتایا ہو گا۔ لیکن بہت جلد اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ آپ کو کسی بھی مادی ذریعہ سے اطلاع نہیں پہنچی یہ صرف اور صرف پیر صاحب کی روحانی بصیرت کا کمال تھا آج وہ دفتر پانچ منزلہ عمارت کی صورت میں موجود ہے۔

اکثر احباب روحانی علاج کے لئے رجوع کرتے تھے آپ بوتل میں پانی پر دم کر کے دیا کرتے تھے اگر کسی ذہنی مریض کو لایا جاتا اور وہ واقعی بیمار ہوتا تو بالکل خاموش ہو جاتا تھا اور اگر کسی آسیب کے زیر اثر ہوتا تو دروازہ سے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا علاج کے سلسلہ میں بھی کبھی دعویٰ نہیں فرماتے تھے کہ جاؤ ہو جائے گا بلکہ ہمیشہ دعائیہ کلمات ہی ادا فرماتے تھے۔ پھنسی دانے کی تکلیف کی وجہ سے میری پھوپھی کی آنکھ کا آپریشن تھا تھیٹر کی لائٹ چلی جانے کی وجہ سے چند دن کے لئے ملتوی ہو گیا موقع غنیمت جان کر وہ پیر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور پیر صاحب کی خاک قدم

Marfat.com

آنکھ میں لگائی اور اگلے دن تکلیف کی کوئی علامت اور نشان تک باقی نہیں رہا۔

کینسر تک کے مریض جن کو یورپ اور امریکہ کے ہسپتالوں سے اس لئے واپس کر دیا گیا کہ ان کا کیس ناقابل علاج ہو گیا ہے اور ڈاکٹر چاہتے تھے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام اپنے عزیزو اقارب کے درمیان گزار لیں پیر صاحب کی دعا اور مسیحائی سے نہ صرف روبہ صحت ہو گئے بلکہ آج تک زندہ و سلامت ہیں لیکن اس کے باوجود آپ نے کبھی کوئی کریڈٹ نہیں لیا بلکہ فرماتے بابا ہم تو ملنگ ہیں ہم کو کیا پتہ یہ تو خود ہی ٹھیک ہو گیا۔

کرامات

حضور پیر صاحب کے مرید اور تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست اعلیٰ ڈاکٹر طاہر القادری کہتے ہیں کہ یہ جنوری 1989ء کا واقعہ ہے۔ میں حضرت کے ساتھ تبلیغی دورے پر لندن گیا ہوا تھا اور ہم ایک ہی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے تھے ایک روز ہم لندن سے برمنگھم گئے وہاں سے رات ایک بجے کے قریب لندن واپس پہنچے تو حضرت نے ازراہ شفقت اپنے خدمت گار سے مخاطب ہو کر کہا۔ "بھئی پروفیسر کو آم کھلاؤ" خدمت گار نے حیرت سے حضرت کی طرف دیکھا' جیسے پوچھ رہا ہو حضرت آم کہاں سے کھلاؤں۔ جنوری میں آم کہاں سے آئے گا اور وہ بھی اس وقت حضرت نے جیسے اس کا سوال پڑھ لیا۔ فرمایا "میرے کمرے میں جاؤ وہاں سے آم لاؤ" خدمت گار بولا۔ "حضرت کمرے میں جو پھل رکھے گئے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ ان میں آم موجود نہیں ہے" پھر فرمایا۔ دلیل مت دو ہمارے کمرے میں جاؤ خدمت گار حضرت کے کمرے میں چلا گیا جب وہ واپس آیا تو وہ طشتری میں آم سجائے ہوئے تھا۔ جب اس نے طشتری میرے سامنے رکھ دی تو حضرت نے فرمایا "بھئی پروفیسر کو کوئی چاقو بھی تو لا دیا ہوتا۔" خدمت گار نے پھر کہا حضرت چاقو تو آپ کے کمرے میں نہیں ہے۔ فرمایا "جس جگہ سے آموں کی طشتری اٹھا کر لائے ہو۔ جا کر وہاں دیکھو۔" خدمت گار چلا گیا۔ جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ خدمت گار نے چاقو آموں کی

Marfat.com

طشتری میں رکھ دیا اور حضرت کے ساتھ میرے کمرے سے چلا گیا۔ صبح جب میں حضرت سے ملا تو مسکرا کر پوچھا۔ "پروفیسر کہو آم کا ذائقہ کیسا تھا؟ میں نے کہا حضرت آم تو بہت لذیذ تھا اور میں نے سارے کا سارا رات ہی کھا لیا تھا مگر حیرت ہے کہ میرا کمرہ اندر سے بند تھا۔ صبح میں جب اٹھا تو چاقو طشتری میں موجود نہیں تھا۔ حضرت مسکرائے اور فرمایا۔ "اللہ پاک بھیجنے والا ہے اور جو چیز کمرے میں موجود نہیں ہے۔ وہ اس جگہ پر پہنچ گئی ہو گی۔ جہاں سے آئی تھی۔"

یہ چند سال پہلے کا واقعہ ہے' میاں نواز شریف ابھی پنجاب کے وزیراعلیٰ نہیں بنے تھے وہ اور اختر رسول بھی میرے ہمراہ کراچی گئے ہم تینوں حضرت کی قدم بوسی کے لئے گئے تھے میاں نواز شریف کو وزیر اعلیٰ پنجاب بنانے کے لئے مہم جاری تھی اور وہ حضرت سے دعا کے طلب گار تھے کھانے کا وقت تھا اور ہم تینوں کے علاوہ حضرت کی رہائش گاہ پر دس بارہ آدمی دستر خوان پر موجود تھے۔ جب کھانا کھا چکے تو حضرت نے پھلوں میں سے ایسا ایک پھل اٹھا کر میاں نواز شریف کی طرف بڑھا کر پوچھا "میاں صاحب یہ پھل کبھی دیکھا' کبھی کھایا؟" میاں نواز شریف نے انکار میں سر ہلایا "حضرت اگر یہ پھل ہے تو یقین کیجئے میں نے آج پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔" آپ نے اختر رسول سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے بھی کہا "حضرت یہ پھل میں نے بھی پہلی مرتبہ دیکھا ہے۔ بینگن سے سخت تھا۔ بینگن تھا مگر بینگن سے چھوٹا' آڑو سے کچھ بڑا ہو گا۔ اس وقت پھل کا نام میرے ذہن سے اتر چکا ہے حضرت نے اسے توڑ کر ہم تینوں میں بانٹ دیا۔ یہ اندر سے الائچی کی طرح تھا۔ انتہائی لذیذ پھل تھا۔

قرآن مجید تصدیق کرتا ہے ان چیزوں کی احادیث میں بھی اس قسم کے واقعات کی تصدیق موجود ہے خدا اپنے مقرب بندوں کی ہر خواہش ہر طلب پوری کرتا ہے۔ انسان کے عقیدے میں پختگی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عنایتیں اپنے بندوں پر آج بھی قائم ہیں۔

سیدنا طاہر علاؤالدین انتہائی عالم و فاضل شخصیت دنیا کے ہر علم پر انہیں دسترس حاصل تھی کشف حالات حضرت کی بہت بڑی کرامت تھی وہ اپنے نیازمندوں کے دلوں

Marfat.com

کا حال جان لیتے تھے اور ان کے معاملات کو سدھارنے میں مدد فرماتے۔

کراچی کے ایک صنعت کار حاجی اسماعیل جنہیں حضرت کے ساتھ کبھی کبھار کھانا کھانے کا بھی اعزاز حاصل ہوتا رہا۔ بتاتے ہیں کہ "حضرت کھانے کے بعد من پسند پھل کھانے کی دعوت ضرور دیتے تھے۔ ایک دن کھانا کھانے کے بعد حسب معمول حضرت نے فرمایا۔ "اسماعیل! آج کونسا پھل کھاؤ گے؟" میں نے ایک ایسے پھل کا نام لے دیا جو پاکستان میں قطعی نایاب ہوتا ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ کہا "اسماعیل کیا یہی پھل ضروری ہے؟" میں نے اصرار کر کے کہا "حضرت آپ کے دستر خوان پر تو یہ پھل مل ہی جانا چاہئے۔" ابھی میں نے یہ جملہ مکمل ہی کیا تھا کہ دروازے پر کسی نے گھنٹی بجائی۔ حضرت نے ملازم کو باہر دیکھنے کے لئے بھیجا کہ کون آیا ہے۔ چند منٹ بعد ملازم ایک پیکٹ لے کر آگیا کہ پارسل آیا ہے۔ حضرت نے دستخط کر کے رسید پوسٹ مین کو واپس کر دی اور ملازم سے وہ پیکٹ پکڑ لیا اور کھانے کی میز پر جب سب کے سامنے اسے کھولا گیا تو اندر سے وہی پھل برآمد ہوا جس کی میں فرمائش کر چکا تھا۔

Marfat.com

حلقہ ارادت

عراق کے صدر صدام حسین پیر صاحب سے فون پر بات چیت کرتے رہتے تھے کیونکہ وہ حضور غوث پاک کے بڑے عقیدت مندوں میں ہیں۔ اکثر بغداد میں روضہ غوث الاعظم پیران پیر دستگیر پر حاضری بھی دیتے رہتے ہیں۔ سیدنا طاہر علاؤالدین جب بغداد سے منتقل ہو کر پاکستان کے شہر کوئٹہ میں رہائش پذیر ہوئے تو اس وقت فیلڈ مارشل محمد ایوب خان پاکستان کے سربراہ مملکت تھے۔ صدر ایوب خان نہ صرف سیدنا طاہر علاؤالدین" کے ارادت مند تھے بلکہ انہوں نے آپ کو بطور ہدیہ عقیدت مالی اعانت کی پیش کش بھی کی جس سے آپ نے یہ کہہ کر معذرت کرلی کہ جب خدا نے اپنے خزانوں کا دروازہ بند کر لیا تو پھر اس کے بندوں سے مانگ لوں گا۔ ذوالفقار علی بھٹو چونکہ سیدنا طاہر علاؤالدین کو پاکستان کے سابق صدر جنرل ایوب خان کے زمانے سے ایک عظیم المرتبت بزرگ کے طور پر جانتے تھے اس لئے جب وہ برسر اقتدار آئے تو اکثر و بیشتر آپ کے پاس دعا کے لئے آتے رہتے تھے۔ جنرل ضیاء الحق بھی حضور پیر صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے رہتے تھے بلکہ ان کا تو پورا گھرانا آج بھی پیر صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہے۔ اسی طرح سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف بھی قبلہ پیر صاحب کے دیرینہ نیازمندوں میں ہیں۔ پیر صاحب سے محبت کرنے اور عقیدت رکھنے والوں میں اسلامی ممالک کے سفراء اور دیگر سفارتی اہلکاروں کی بھی ایک بڑی تعداد شامل ہے۔ بالخصوص عراق' یمن' بحرین' شام' مراکش' سری لنکا اور کویت کے کئی وزراء اور سفراء آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہیں اور اپنے ممالک میں پیر صاحب کے نام سے عظیم فلاحی پروجیکٹ چلا رہے ہیں۔ پاکستان ہاکی ٹیم کے سابق کپتان اختر رسول' رشید جونیئر' رشید سینئر' حسن سردار اور اسکوائش کے نامور کھلاڑی جہانگیر خان بھی پیر صاحب کے پاس دعا کے لئے آتے رہتے تھے بالخصوص میچ پر جانے سے پہلے پیر صاحب کی خدمت میں حاضری ان میں سے بیشتر کا معمول تھا۔

علماء اور مشائخ کی نظر میں

Marfat.com

اس ذی شان ہستی کا مقام و مرتبہ پوچھئے مجدد دین و ملت الشاہ احمد رضا خان بریلوی کے فرزند ارجمند مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مصطفیٰ رضا خان سے کہ جب حضرت شیخ المشائخ ایک مرتبہ بریلی تشریف لائے تو ریلوے اسٹیشن سے دربار حضرت الشاہ احمد رضا خان بریلوی تک آپ کی کار کو لاکھوں عقیدت مند باری باری کاندھوں پر اٹھا کر لائے اور جب تک حضرت شیخ المشائخ کا بریلی میں قیام رہا مفتی اعظم ہند ننگے پاؤں رہے۔ حضرت مدظلہ کے بریلی شریف قیام کے دوران خانوادہ اعلیٰ حضرت کی بہت سی بزرگ شخصیات نے حضرت شیخ المشائخ مدظلہ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ان میں حضرت مولانا اختر رضا خان بھی شامل ہیں۔

حضرت شیخ المشائخ کے ساتھ مفتی اعظم ہند کے حسن عقیدت کا تذکرہ گلستان اولیاء کے مصنف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"مئی کا مہینہ اہل بریلی کے لئے بڑا ہی مبارک تھا۔ ہر شخص کی تمنا تھی کہ وہ کسی نہ کسی طرح جلوس کی اگلی صفوں تک پہنچ جائے۔ لیکن یہ کام جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ جلوس کے آگے وہ عجوبہ روزگار ہستیاں جن میں ایک جوان اور دوسری ضعیف آہستہ آہستہ چل رہی تھیں۔ یہ منظر بڑا ہی دلکش اور فرحت انگیز تھا۔ اہل بریلی نے دیکھا کہ اس جوان شخصیت کے پیچھے پیچھے چلنے والی عمر رسیدہ سفید ریش اور نورانی چہرہ شخصیت برہنہ پا چل رہی ہے۔ جیسے ایک غلام اپنے آقا کی تابعداری میں چلتا ہو۔ اس بزرگ کو جو اپنے وقت کے امام الفقہا اور ولی کامل تھے کو اس سے پہلے کبھی ایسی نیاز مندانہ حالت میں نہیں دیکھا تھا ان بزرگ کی شان تو یہ تھی کہ ان کے دربار میں بڑے بڑے جید عالم اور مقتدر ہستیاں ہاتھ باندھے با ادب کھڑی رہتی تھیں۔ یہ بزرگ ہستی تو وہ تھی جس کی آواز کو دنیائے اہل سنت میں حرف آخر سمجھا جاتا تھا۔ ان کی مقبولیت اور ہر دلعزیزی کا عالم تو یہ تھا کہ جس طرف نظر اٹھاتے تو لوگ فرط عقیدت سے اپنی گردنیں جھکا لیتے اس بزرگ کے مریدوں کی تعداد 90 لاکھ سے بھی زائد ہے۔ دنیا کے کونے کونے میں ان کے عقیدت مند اور مرید موجود ہیں۔ ان کی شہرت کا ڈنکا پورے عالم اسلام میں بج رہا ہے۔ یہ بزرگ اپنے مکان سے جب نماز

Marfat.com

پڑھنے مسجد کو جاتے تو راستے میں سینکڑوں لوگ ان کی قدم بوسی کے لئے بے تابانہ دوڑتے' کوئی قدم چومتا اور کوئی ان کا دست مبارک اپنے سر پر رکھ لیتا۔ جب یہ وضو فرماتے تو لوگ دونوں جانب قطاریں بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ ٹریفک جام ہو جاتی اور دوکان دار اپنی اپنی دکانوں سے نیچے اتر آتے۔ جب تک ان کی سواری وہاں سے گزر نہ جاتی یونہی دست بستہ کھڑے رہتے۔

عشق کے مریضوں کا علاج سوائے محبوب سے ملاقات کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

اسی طرح جب حضرت شیخ المشائخ مدظلہ جامعہ حزب الاحناف تشریف لاتے تو مفتی اعظم پاکستان حضرت ابوالبرکات مولانا سید احمد قادریؒ درس حدیث منقطع کر کے ہاتھ باندھے آپ کی بارگاہ میں بیٹھ جاتے علاوہ ازیں حضرت مولانا ضیاء الدین قادری دربار سیدنا غوث الاعظم کی خدمت کے علاوہ اس خانوادے کی ذاتی خدمت و غلامی میں سالہاسال تک بغداد شریف رہے۔ مولانا محمد علی جوہرؒ اور مولانا شوکت علی جوہرؒ حضور کے والد گرامی (حضرت سیدنا محمود محی الدین الگیلانیؒ نقیب الاشراف) کے حلقہ ارادت میں تھے۔ نامور دیوبندی عالم مولانا محمد یوسف بنوری بھی حضرت کے حلقہ ارادت میں رہے اور نامور دیوبندی عالم مولانا مفتی محمد شفیع (کراچی) اور نامور اہل حدیث عالم مولانا سید داؤد غزنوی جب حضرت مدظلہ العالی سے سرزمین مکہ میں ملے تو انہوں نے وفور عقیدت سے آپ کے جوڑے اٹھانے کی کوشش کی اور اس سلسلے میں باہم نزاع بھی کیا۔ الغرض تمام مکاتب فکر کے اکابر علماء و مشائخ حضرت شیخ المشائخ مدظلہ کی حد درجہ تعظیم و ادب کرتے تھے۔

بغداد میں آپ کا مقام

پیر صاحب کیونکہ حضور غوث پاک کے شہزادے اور سجادے ہیں اس لئے اہل بغداد کی نگاہ میں آپ کا مقام انتہائی بلند ہے۔ انجینئر اقبال قریشی کہتے ہیں کہ بغداد کے لوگ آپ کا بےانتہا احترام اور آپ سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ جس کا معمول

Marfat.com

مظاہرہ میں نے خود گزشتہ دورہ بغداد میں اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ میں وہ گھر بھی دیکھنے گیا جہاں پیر صاحب پیدا ہوئے آج کل وہاں عالیشان عمارت زیر تعمیر ہے۔ ایک زمانہ میں آدھا بغداد خاندان غوث الاعظم کی ملکیت تھا اب بھی مزار اور خانقاہ شریف کی عمارات وسیع رقبہ پر پھیلی ہوئی ہیں۔

خانقاہ کے ایک بزرگ نے مجھے بتایا کہ پیر صاحب کا جاہ و جلال اور شان و شوکت آج تک اہل بغداد میں نہیں بھولے جب پیر صاحب عصا ہاتھ میں لے کر مزار شریف پر حاضری کے لئے تشریف لاتے تو نیاز مندان غوث الاعظم سراپا تعظیم ہو کر آپ استقبال کرتے مزار شریف کی تمام کنجیاں اور خزانے کی چابیاں آپ کے پاس ہوتی تھیں۔

Marfat.com

ملفوظات سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ

شریعت اور حقیقت

شریعت اور حقیقت اہل طریقت کے لئے یہ اصطلاحات ہیں۔ شریعت تو ظاہری عمل اور حال کی صحت کو ظاہر کرتی ہے اور حقیقت باطن کے احوال صحت اور ہونے یا نہ ہونے کو، اس لئے ایک مومن حقیقی میں ہر دو کا اجتماع ضروری ہے۔ مگر آج کل شریعت اور طریقت کے قائل اور منبع دو الگ الگ گروہ ہیں۔ ایک تو ظاہری علماء ہیں جو شریعت کو ہی حقیقت سمجھتے ہیں۔ دوسرا گروہ ملحدوں کا ہے جو حقیقت کو جائز اور صحیح سمجھتا ہے اور اس کو روا رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ حقیقت سمجھ میں آ سکتی ہے، تو شریعت اٹھ گئی حالانکہ حقیقت کتنی ہی قوت سے منکشف کیوں نہ ہو کیونکہ بجز شریعت حقیقت کا منکشف ہونا قطعی ناممکن ہے۔ کیونکہ حقیقت تو شریعت پر مکمل طور پر مطابق سنت نبی علیہ السلام عمل درآمد کر کے نور باطنی پا لینے کا نام ہے۔ "شریعت کسی بھی حال میں کسی شخص سے خواہ وہ نبی ہی کیوں نہ ہو ساقط نہیں ہو سکتی اور اس کی تعمیل ہر حالت میں فرض ہے۔ پس حقیقت سے مراد باطنی اور حقیقی صفات کی تکمیل اور تزکیہ قلب اور مخالفت نفس مراد ہے۔ جو تصوف کا بنیادی منشا ہے۔ حضرت آدمؑ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے فنا ہونے تک اس حکم میں تغیرو تبدل نہیں اور حصول اخلاص کے لئے ہمیشہ لازمی رہے گا کیونکہ اخلاص بھی حسن نیت کے بغیر ناممکن ہے۔ پس یہی حقیقت ہے دوسری شریعت یہ بندہ کے افعال و اعمال ظاہری ہیں۔ چونکہ حقیقت خداوند تعالی کی نگہداشت، توفیق، رہنمائی اور عفت و حفاظت کا نام ہے لہذا وجود حقیقت کا قیام شریعت کے بغیر محال ہے اور اسی طرح شریعت کا قیام حقیقت کے روحانی اور اخلاقی آداب بجا لانے کے بغیر محال ہو گا۔ اس کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے کوئی شخص جب تک کہ روح اس کے جسم میں باقی دوائر رہتی ہے وہ زندہ ہے۔ مگر جب وہ علیحدہ ہو جاتی ہے تو وہ بے جان بلکہ مردار ہو جاتا ہے لہذا شریعت اور حقیقت جسم ایمان و انسان کے لئے منزلہ روح و جسم کے ہیں جیسے کہ جسم اور روح کی تمام قدرو

Marfat.com

قیمت ایک دوسرے کے وصل و اتحاد سے ہوتی ہے۔ اسی طرح شریعت بلاحقیقت یا حقیقت بلاشریعت منافقت اور گمراہی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں والذین جاھدوا فینا لنھدینا ھم سبلنا یعنی جو لوگ ہماری راہ راست پانے میں جدوجہد کرتے ہیں' ہم ان کو اپنا صحیح راستہ دکھا دیتے ہیں۔ پس شریعت مجاہدہ ہے اور ہدایت و مشاہدہ اس کی حقیقت ہے جو باالفاظ دیگر ظاہر کی باطنی رہنمائی ہے۔ جب مجاہدہ نہ ہو گا تو مشاہدہ کہاں سے ملے گا۔ جب شریعت ترک کر دی جائے گی تو حقیقت کے وارد ہونے کے کیا معنی لہٰذا شریعت ایک دینی چیز ہے اور حقیقت سراسر دینی' حقیقت نے آخری دم تک شریعت کے احکام سے کسی حکم کو نظرانداز نہیں کیا تو صرف باطنی نماز اور روزہ کا سبق دینے والے اور شریعت پر عمل نہ کرنے والے پیر نہیں بلکہ ملحد' کافر' بے دین' عیش پرست' تن اور شہوت پرست ہیں جو سادہ لوح مسلمانوں کو گنہگار بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے مکرو شر سے بچائے۔ رسول ﷺ اور حضور غوث پاک قدس سرہ کے قدم بقدم چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

تنزیہہ باری تعالیٰ کے متعلق

حضور قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ وہ یعنی خدا ہمارے قریب تر ہے۔ وہ خالق کل ہے۔ اس نے اپنی حکمت کاملہ سے تمام امور مقدر کر دیئے ہیں اس کا علم تمام چیزوں پر حاوی اور اس کی رحمت عام ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ لوگ جھوٹے ہیں۔ جو اس کی مخلوقات میں سے کسی کو بھی اس کے برابر جانتے ہیں۔ یا کسی کو اس کا شریک یا کسی کو اس کا شبیہہ یا نظیر ٹھہراتے ہیں۔ سبحان الله عما یصفون۔

وہ ظاہر اور باطن کی تمام چیزوں کا جاننے والا ہے اور ان پر مہربانی اور کرم کرنے والا ہے۔ وہ مالک مطلق ہے۔ تمام عیبوں سے پاک' سب سے غالب اور سب سے زیادہ حکومت والا ہے۔ وہ واحد ہے' صمد ہے' نہ وہ کھاتا ہے' نہ پیتا ہے نہ وہ خود کسی

Marfat.com

سے پیدا ہوا نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے۔ نہ اس کی عورت ہے نہ اس کا ہمسر ہے۔ بے مثل' بے مانند' بے چوں و چگوں ہے۔

لیس کمثله شئی وهو السمیع العلیم۔ کوئی چیز بھی اس جیسی نہیں' وہ سب کچھ سنتا اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ کوئی اس کی شبیہہ و نظیر ہے اور نہ کوئی معاون نہ مددگار نہ وزیر نہ نائب وہ کوئی شے نہیں ہے کہ جسے کوئی چھو سکے نہ جوہر ہے کہ چمک اٹھے۔ نہ عرض ہے کہ فنا ہو جائے نہ وہ ذی ترکیب و تالیف اور نہ ذی ماہیت ہے کہ محدود ہو سکے۔ نہ وہ طبائع سے کوئی طبیعت ہے اور طلوع ہونے والی چیزوں سے کوئی طالع ہے۔ نہ وہ ظلمت ہے ظاہر ہو نہ وہ نور ہے کہ روشن ہو۔ تمام چیزیں اس کے علم میں حاضر ہیں۔ وہ سب کو دیکھ رہا ہے بدون اس کے کہ وہ اس کو چھو سکیں۔ وہ ظاہرو حاکم ہے۔ وہی سب کا معبود ہے۔ ہمیشہ سے زندہ ہے اور ہمیشہ زندہ رہے گا۔ نہ اسے موت ہے اور نہ فنا۔ وہ حاکم و عادل ہے' وہ قادرو رحیم' ستار' خالق اور قادر مطلق ہے۔ اس کی سلطنت ابدی اور اس کی عظمت اور جلال دائمی ہے۔ نہ کسی کے وہم و خیال میں آ سکتا ہے' نہ کسی کے فہم و قیاس میں سما سکتا ہے۔ عقلیں اس کی حقیقت دریافت کرنے سے قاصر ہیں۔ نہ وہ تشبیہہ دیا جا سکتا ہے۔ نہ وہ کسی شے کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ وہ حلول و اتحاد سے پاک اور منفرد ہے۔ تمام سانسیں اس کے شمار میں ہیں۔ اور سب کے اعمال و اقوال اس کی گنتی میں ہیں۔ آسمان اور زمین کل چیزوں کو اس نے گن رکھا ہے۔ وہ کھلاتا ہے اور خود نہیں کھاتا۔ وہ سب کو روزی دیتا ہے اور خود اس کو روزی کی ضرورت نہیں۔ وہ جو چاہے سو کرے۔ اس سے پوچھنے والا کوئی نہیں۔ اس نے بدون کسی فکرو خیال اور نظیرو مثال محض اپنے ارادے سے مخلوقات پیدا کیں نہ اس سے کچھ فائدہ اٹھانے کی غرض سے اور نہ کوئی ضرور دور کرنے کی نیت سے بلکہ اس بناء پر کہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ قرآن پاک میں خود فرماتا ہے۔ ذوالعرش المجید فعال لمایرید (یعنی مالک تخت بلند کا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔)

جو کچھ اس نے مقدر کر دیا ہے' وقت مقررہ پر ضروری جاری کرتا ہے اس کی

Marfat.com

تدبیر مملکت میں کوئی اس کا معین و مددگار نہیں۔ عالم الغیب ہے' وہ پوشیدہ و متناہی اور محدود نہیں۔ قادر مطلق ہے اس کی قدرت کی کوئی حد نہیں۔ مدبر ہے اس کا کوئی ارادہ پوشیدہ اور ناقص نہیں۔ یاد رکھتا ہے بھولتا نہیں۔ قیوم و داتا ہے اسے غفلت نہیں۔ حلیم و بردبار ہے۔ جلدی نہیں کرتا جب گرفت کرتا ہے پھر مہلت نہیں دیتا۔ وہی کشائش کرتا ہے وہی تنگی دیتا ہے غصہ ہوتا ہے اور پھر وہی بھی نرمی بھی کرتا ہے۔ پیدا کرنے والا اور فنا کرنے والا ہے۔ وہ ایسا قادر ہے کہ اس نے مخلوقات کو کامل الوصف پیدا کیا وہ ایسا پروردگار ہے کہ اس نے اپنے بندوں کے افعال اپنے حسب ارادہ ان سے جاری کرائے ہیں۔

اس کا علم حقیقی ہے نہ کوئی اس کے مشابہ ہے۔ نہ اس کی مثال ہے نہ اس کی ذات میں کوئی اس سے مشاہدہ نہ صفات میں عقلیں اس کی ردائے معرفت میں پھنس کر رہ جاتی ہیں اور آگے نہیں بڑھ سکتیں کہ اس کی ذات کی دریافت کر سکیں آنکھیں اس کے نور کے سامنے بند ہو جاتی ہیں اور نہیں کھل سکتیں کہ اس کی حقیت احدیت کو معلوم کر سکیں۔ علوم حقائق و معارف کی انتہا ہاتھ باندھ کر کھڑی رہ جاتی ہیں کہ کوئی خبر معلوم ہو اور کسی نشانی کا پتہ لگے مگر کچھ معلوم نہیں ہوتا اور تمام قوی بیکار رہ جاتے ہیں۔ اور حضرت القدس سے ہیبت طاری ہوتی ہے جو تمام عقل معدوم کر دیتی ہے اور علم ظاہر ہوتا ہے جو آسمان اور زمین کو اس کو جو آسمان اور زمین کے درمیان ہے اور جو کچھ زمینوں کے نیچے اور سمندروں کی گہرائی میں اور جو کچھ بالوں اور رونگٹوں اور درختوں اور پودوں کی جڑوں کے نیچے ہے اور ہر ایک لگے اور گرے ہوئے پتوں اور کنکریوں اور ریتوں کی تعداد کو اور پہاڑوں کے ذروں اور سمندروں کے قطروں اور بندوں کے کاموں اور ان کے وقتوں غرضیکہ سب کو اس کا علم محیط ہے کوئی شے اس کے علم سے خارج نہیں وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ کیفیت اور مثلیت کسی طرح ہے اس کی تقدیس اور تنزیہہ میں داخل نہیں ہو سکتی۔ اپنی صفات سے خلق پر ظاہر ہے تاکہ وہ اسے ایک جانیں اور اس کے موجود ہونے کا اقرار کریں نہ اس لئے کہ وہ کسی شے سے تشبیہ دیں۔ ایمان کامل اس کی صفات کو یقیناً ثابت کرتا

Marfat.com

ہے اور عقل اس کی ہیت دریافت کرنے سے قاصر ہے جو کچھ وہم و فہم میں یا خیال و ذہن تصور میں لا سکیں ان سب سے اس کی عظمت و کبریائی اور ذات بلند اور بالا ہے۔
ھو الاول والا خروالباطن وھو بکل شئی علیم وہی شروع سے ہے اور وہی آخر تک رہے گا اپنی قدرتوں اور اپنی ذات اور صفات سے پوشیدہ ہے اور ہر چیز سے واقف ہے۔

روح کے متعلق

روح کی ہستی اور کیفیت کے متعلق علم مومن کے لئے ضروری ہے۔ چنانچہ ہر شخص اپنی اپنی سمجھ کے مطابق اس کے ماہیت معلوم کرنے کی کوشش کی ہے قریش مکہ نے یہودیوں کے سکھلانے پر نضر بن حارث کو جناب کو جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں برائے استفسار کیفیت روح بھیجا اور اس نے حضور سے ماہیت روح دریافت کی۔ اللہ تبارک تعالی نے وحی نازل فرمائی اور دریافت فرمایا کہ اے حبیب یسئلونک عن الروح یعنی یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہے۔ قل الروح من امر ربی آپ ان کو کہہ دیں کہ روح میرے خالق حقیقی کا ایک حکم (کن) ہے اور اس میں حیات بخشی اور زندگی کے غیر فانی عناصر موجود ہیں جو مردہ و بے جان جسم میں داخل ہو کر زندہ بلکہ زندہ تر کر دینے والی چیز ہے بلکہ بذات خود ایک دائمی اور ناقابل تسخیر زندگی ہے اور ہر مادی جسم کی نشوونما اور زندگی اسی سے قائم ہے اور ساتھ ہی روح کی تمام فاعل اور غالب قوتیں جسم ہی میں رہ کر جسم ہی کے ذریعہ ظاہر ہوتی رہتی ہیں اور جدوجہد حرکات سکنات گفت و شنید خوردو نوش ہوش و حواس وغیرہ کے لئے دونوں عناصر یعنی روح و جسم کا ہونا لازمی امر ہے۔ کیونکہ جب روح بھی جو کارہائے نمایاں اس جسم عنصری میں رہ کر دیکھاتا ہے اس کا قطعاً خاتمہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ زندگی کے لئے روح اور جسم عنصری کا باہمی تعلق لازم اور ملزوم ہے۔ مزید برآں روح جوہر ہے۔ جوہر اس طاقت کا نام ہے جو اس چیز جسم کو جس سے اس کا لگاؤ یا تعلق ہوتا ہے قائم رکھے جب تک کہ

Marfat.com

بحکم الٰہی واپس جانے کا اس کو حکم نہ ہو اور چلی نہ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ خلق الارواح۔ قبل الاجسام بما الف امام یعنی اللہ تعالیٰ نے جسموں سے روحوں کو وہ لاکھ برس پہلے پیدا کیا۔ تو لامحالہ روح مخلوق ٹھہری اور حادث ہوئی لٰہذا جو بے دین روح کو قدیم جانتے ہیں بلکہ قل الروح ھواللہ کہتے ہیں وہ کافر اور لعنتی ہیں۔ قرآن پاک و حدیث شریف سے کہیں بھی یہ ثابت نہیں ہے۔ نہ بزرگان دین سے کسی بزرگ نے بحالت سہو یا سکر ایسا فرمایا ہے۔

وقت کے قطب اور غوث

ممتاز تاجر طاہر طیب کہتے ہیں کہ میری پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری گیلانی صاحب سے پہلی ملاقات میں بغداد شریف میں ہوئی۔ اس وقت پیر صاحب بہت نوجوان تھے' میں بھی جوان تھا۔ پیر صاحب کی بہت اچھی پرسنلیٹی تھی۔ Impressive اور Dashintg اپنے پاس ریوالور رکھتے تھے۔ سب لوگ سیدنا ابراہیم الگیلانی اور سیدنا طاہر کو دیکھ کر چھپ جایا کرتے تھے۔ کام نہ کرنے والے مزدور مزار شریف میں فوفٹ کام پر لگ جاتے تھے۔ سیدنا طاہر ہاتھ میں چابک رکھتے تھے' ڈرانے کے لئے۔ اس وقت آپ نے بیعت شروع نہیں کی تھی۔ عرصہ دراز کے بعد کراچی میں پیر صاحب کے یہاں حاضری دی۔ دیکھتے ہی پہچان لیا کہ آپ وہ طاہر ہیں جو مجھے بغداد میں ملے تھے۔ اس دن سے لے کر وصال تک بہت گہرا تعلق رہا۔ میں اپنے مشاہدے کی بنیاد پر کہتا ہوں کہ بلاشبہ پیر صاحب اپنے وقت کے قطب اور غوث تھے اور سیدنا غوث اعظم کے صحیح جانشین تھے۔

تعمیر مزار شریف لاہور

مزار شریف کی تعمیر کے بارے میں انجینئر محمد اقبال قریشی نے بتایا کہ پیر صاحب کے مزار مبارک کی تعمیر کے سلسلہ میں نقشہ کے معائنہ کے لئے وہ بغداد گئے تھے۔ کیونکہ پیر صاحب کا مزار شریف دربار غوثیہ بغداد کی طرز پر تعمیر کیا جا رہا ہے۔ اور اس

Marfat.com

سلسلہ میں معمولی سے معمولی جزئیات اور ناپ تول کا بھی پورا پورا خیال رکھا جا رہا ہے۔ اور یہ بھی تقریباً بیس ہزار گز پر ہی تعمیر ہو رہا ہے جو حضور غوث پاک کے مزار شریف کی عمارت کا بنیادی رقبہ ہے اسی لئے پیر صاحب کے مزار شریف کو بھی بغداد ٹاؤن کے نام سے ہی موسوم کیا گیا ہے اور پیر صاحب کے صاحبزادگان کی خصوصی فرمائش پر اس بات کا خیال رکھا جا رہا ہے کہ روضہ پیران پیر دستگیر اور بغداد ٹاؤن میں عمارت اور تعمیرات سے لے کر نقش نگاری تک کسی بھی کام میں ذرہ بھر فرق نہ ہونے پائے انشاء اللہ تکمیل کے بعد دیکھنے والے لاہور میں بیٹھ کر بغداد شریف کی حاضری کا کیف و سرور حاصل کر سکیں گے۔

Marfat.com

روحانی کمالات

پروفیسر چوہدری محمد اشرف

سیدنا آدمؑ کو شیطان کے بہکاوے میں آکر خلد بریں سے نکلنا پڑا۔ شیطان اپنی اس نام نہاد کامیابی پر نسل آدم کی گمراہی کے عمل میں مزید متحرک ہو گیا مگر خالق کائنات نے اولاد آدم کو اس کی چالاکیوں' عیاریوں اور راہ مستقیم سے بہکانے کے لئے استعمال کئے جانے والے حربوں سے آگاہی کا مکمل اہتمام و انصرام جاری رکھا۔ رب ذوالجلال نے انسانیت کی راہنمائی و رہبری' بہتری و بھلائی اور ضلالت و گمراہی سے محفوظ و مامون رکھنے کے لئے ہر دور میں انبیاء و رسل مبعوث فرمانے کا سلسلہ جاری رکھا۔ جب در نبوت ختمی المرتب پیغمبر اعظم و آخر ﷺ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا تو انسانیت کی راہبری و راہنمائی اور تبلیغ و ترویج دین مصطفوی ﷺ کا عظیم فریضہ امت مسلمہ کے صلحا' اولیا اور زعماء کے سپرد کر دیا۔ چنانچہ اس برگزیدہ طائفہ نے ہر زمانہ اور ہر دور میں اس فرض منصبی کو بطریق احسان سرانجام دینے کی سعی و کاوش جاری رکھی۔ دنیا کے ہر خطے میں پہنچ کر ان نفوس قدسیہ نے بڑے انہماک کے ساتھ اپنے منصبی و تبلیغی مشن کے لئے جدوجہد کی۔ ان برگزیدہ ہستیوں نے انتھک محنت شاقہ سے نسل انسانی کو بدی کی قوتوں سے محفوظ رکھنے کے لئے علم جہاد بلند رکھا۔ یہ نیک ہستیاں جہاں پہنچیں وہاں دلوں کی اجڑی کھیتوں کو انہوں نے اپنے چشمہ فیض سے سیراب کر کے لہلہاتے نخلستانوں میں تبدیل کر دیا۔ آسمان رشدو ہدایت کے یہ تابندہ تارے جہاں رہے مثل ماہتاب اپنی ضوپاشی سے بے چین و پریشان حال دلوں کو اپنی منور کرنوں سے ٹھنڈک پہنچا کر سکوں و اطمینان کی دولت عظمی سے مالا مال کرتے رہے۔ عہد حاضر میں اس عظیم المرتبت گروہ نفوس قدسیہ کی جیتی جاگتی تصویر قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی کی ذات مقدسہ تھی آپ میں وہ تمام اوصاف حمیدہ موجود تھے جو اولیائے عظام ہی کا خاصہ ہیں۔ تزکیہ نفس' تصفیہ باطن' صدق و اخلاص' زہد و ورع کے باعث آپ ولایت کے بلند ترین مقام

Marfat.com

پر جلوہ افروز تھے۔ آپ کا زیادہ وقت لذت یاد خداوندی کے حصول میں گزرتا۔ ذکر الٰہی' اتباع شریعت اور مخلوق خدا میں روحانی فیوضات کی خیرات تقسیم کرنے میں آپ ہمہ وقت منہمک رہتے۔ آپ کی ذات ستودہ صفات نہ صرف عوام الناس کا ملجا و ماویٰ تھی بلکہ بڑے بڑے مشائخ' محدثین' فقیہہ' علماء و دانشور اور حکام وقت بھی در اقدس پر حاضری کا شرف حاصل کرتے اور کشکول مراد بھر کر لے جاتے۔ حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی رحمتہ اللہ علیہ ایک نادر روزگار شخصیت تھے۔ آپ کا وجود مبارک باعث سعادت اور ذات اقدس موجب خیرو برکت تھی۔ ایک عالم آپ کی توجہات سے فیض یاب ہوا۔ مرد و زن' پیر و جواں' امیر و غریب آپ کے چہرہ انور کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بیتاب رہتے۔ آپ کے چہرے انور پر عقیدت و محبت سے لبریز نظر پڑتے ہی انہیں اپنے دردو رنج اور غم و الم بھول جاتے۔ آپ کے زہد و ورع کے باعث اللہ جل شانہ نے آپ کو کشف و کمالات کی بے پناہ دولت سے نوازا رکھا تھا۔ ان کے کشف و کمالات کے واقعات گاہے بگاہے جن احباب کے سامنے آئے ہیں انہیں اگر عقل کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو سننے والا ورطہ حیرت میں پڑ جاتا ہے۔

روحانی کشف و کمالات کے چند واقعات

1 - غلام محمد ڈوسل کراچی اہم ترین شخصیات میں سے ہیں اور قدوۃ اولیاء' شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی کے ارادت مندوں میں شامل ہیں ان کا ایک عزیز کئی سالوں سے لاپتہ تھا۔ گھر والے ڈھونڈ ڈھونڈ کر مایوس ہو چکے تھے۔ غلام محمد ڈوسل حضور کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور اپنے عزیز کی بازیابی کے لئے دعا کی درخواست کی حضور ان کے عزیز کی واپسی کے لئے دعا کرنے کے بعد فرمایا "چند ایک روز بعد ایک پڑوسی ملک سے اس کی اطلاع آئے گی کہ وہ آئے گا اور میرے لئے ایک تحفہ بھی لائے گا۔" غلام ڈوسل دعا کرانے کے بعد اپنے گھر چلے گئے۔ امید و یاس کے تیسرے ہی دن انہیں بمبئی سے ان کے عزیز نے جو گزشتہ کئی سالوں سے لاپتہ تھا بذریعہ ٹیلی

Marfat.com

فون اطلاع دیتے ہوئے بتایا کہ "میں یورپ سے براستہ بمبئی وطن واپس آ رہا ہوں اور وطن واپسی کے لئے مجھے خواب میں ایک بزرگ نے کہا ہے جس کے لئے ایک خاص تحفہ بھی لا رہا ہوں۔" اس واقعہ نے غلام محمد ڈوسل کے عزیز اور اس کے خاندان کو حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے خصوصی مریدین کی صف میں شامل ہونے کے شرف بخش دیا۔

2 - کراچی کے ایک صنعتکار حاجی اسماعیل جنہیں حضرت کے ساتھ کبھی کبھار کھانا کھانے کا بھی اعزاز حاصل ہوتا رہا۔ بتاتے ہیں کہ "حضرت کھانے کے بعد من پسند پھل کھانے کی دعوت ضرور دیتے تھے۔ ایک دن کھانا کھانے کے بعد حسب معمول حضرت نے فرمایا "اسماعیل! آج کونسا پھل کھاؤ گے؟" میں نے ایک ایسے پھل کا نام لے دیا جو پاکستان میں قطعی نایاب ہوتا ہے۔ حضرت نے تین مرتبہ کہا "اسماعیل کیا یہی پھل ضروری ہے؟" میں نے اصرار کر کے کہا "حضرت آپ کے دسترخوان پر تو یہ پھل مل ہی جانا چاہئے۔" ابھی میں نے یہ جملہ مکمل ہی کیا تھا کہ دروازے پر کسی نے گھنٹی بجائی۔ حضرت نے ملازم کو باہر دیکھنے کے لئے بھیجا کہ کون آیا ہے۔ چند منٹ بعد ملازم ایک پیکٹ لے کر آگیا کہ پارسل آیا ہے۔ حضرت نے دستخط کر کے رسید پوسٹ مین کو واپس کر دی اور ملازم سے وہ پیکٹ پکڑ لیا اور کھانے کی میز پر جب سب کے سامنے اسے کھولا گیا تو اندر سے وہی پھل برآمد ہوا جس کی میں فرمائش کر چکا تھا۔

3 - حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی زیر سرپرستی قائم ہونے والا ادارہ منہاج القرآن حضورؒ کی روحانی توجہات اور کمالات و کرامات کی منہ بولتی تصویر ہے۔ ادارہ منہاج القرآن کا نہ صرف سنگ بنیاد آپؒ کے ہاتھوں رکھا گیا بلکہ حقیقی معنوں میں تحریک کا آغاز بھی آپؒ ہی کے ایما پر کیا گیا۔ کراچی میں بانی ادارہ منہاج القرآن کے درس قرآن کا افتتاح بھی آپ نے کیا۔ انتہائی بے سروسامانی اور صرف اللہ تعالی کے ذات اقدس کے بھروسے پر شروع کی گئی احیائے اسلام کی یہ تحریک رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت اور آپؒ کی

Marfat.com

روحانی سرپرستی اور خصوصی توجہات کے نتیجے میں ہی محیر العقول مراحل کامیابی طے کرتی جا رہی ہے۔ بانی ادارہ حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی بتاتے ہیں کہ جب ہم نے ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے لئے قطعہ اراضی خریدا اس وقت ہمارے پاس پچیس ہزار روپے کے علاوہ کوئی رقم نہیں تھی۔ جبکہ وہ قطعہ اراضی جس کو خریدنے کا عزم کیا گیا تھا دس لاکھ روپے کا تھا۔ جب سیدنا طاہر علاؤالدینؒ سے مالی مشکلات کے بارے میں ذکر کر کے دعا کے لئے درخواست کی گئی تو انہوں نے فرمایا جو اللہ پر توکل کرتا ہے اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ انہوں نے مزید فرمایا "اللہ آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے ایسے اسباب پیدا کرے گا کہ آپ اس کا گمان تک نہیں کر سکتے۔

آج جب کہ ظاہر بین نگاہیں آپؒ کے پیکر مقدسہ کو دیکھنے سے قاصر ہیں اس دور زوال میں آپؒ کی توجہات سے غلبہ اسلام کا شروع کیا جانے والا عظیم مشن آپ کے وجود مسعود کی روحانی راہنمائی سے ابد فیضیاب ہونے کے لئے اپنے مستقبل کے عالم اسلام کے عظیم ترین صلبی و روحانی مرکز کو آپ کی آخری آرام گاہ ہونے کا شرف بخش چکا ہے۔ شہر لاہور کی اضافی آبادی "بغداد ٹاؤن" میں واقع جامعہ المنہاج کے پہلو میں جب آپ کے جسم اطہر کو لحد مبارک میں اتارنے سے قبل زیارت چہرہ انور تو کھولا گیا تو چہرہ پاکر کو تکتے ہی حزن و ملال میں ڈوبے چہرے آپ کے چہرہ مقدسہ سے پھوٹ پھوٹ کر نکلنے والی روحانی کرنوں کی ضوپاشی سے کھل اٹھتے اور یہ منظر اور حاضرین کی قلبی کیفیات کو الفاظ بیان کرنے سے یکسر قاصر ہیں۔ دیکھنے والوں نے دیکھا کہ آپ کے چہرہ انور کا روحانی و نورانی منظر اس امر کی واضح نشاندہی کر رہا تھا کہ منہاج القرآن کی عظیم تحریک سے وابستہ اسلام کے فرزندوں مایوس ہرگز نہیں ہونا میں ہر لحہ تمہارے ساتھ ہوں اور اس تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے کے لئے اپنا تن من دھن لٹانے کے اپنی کوشش تیز تر کر دو تاکہ یوم آخرت میں آپ کو اپنے جد امجد آقائے تاجدار ختم المرسلین حضرت محمد ﷺ اور اپنے نانا حضور حضرت غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں آپ کو قابل فخر انداز میں پیش کر سکوں۔

Marfat.com

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے
ان کے پیر طریقت کے متعلق گفتگو

محبوب جاوید

تحریک منہاج القرآن کے ساتھ سیدنا طاہر علاؤالدین کا تعلق روحانی سرپرست کا تھا اور ہے۔ سیدنا طاہر علاؤالدین ادارہ منہاج القرآن کے بانی و نگران اعلیٰ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے پیر طریقت بھی تھے۔ اور اس ادارے کا سنگ بنیاد 1983ء میں انہیں کے مبارک ہاتھوں سے رکھا گیا تھا۔

طاہر القادری صاحب سے جب یہ سوال کیا گیا کہ ان کے موجود مقام و مرتبے تک پہنچنے میں ان کے پیر طریقت حضرت طاہر علاؤالدین نے کیا کردار ادا کیا ہے تو انہوں نے جواباً کہا "میں نے رسول اللہ ﷺ کے لطف و کرم اور عنایات سے جو روحانی فیوض و برکات حاصل کیے ہیں۔ میں بہ دل و جان یہ محسوس کرتا ہوں کہ میرے لئے ان تمام تر فیوض و برکات کا ذریعہ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری کی ذات گرامی رہی ہے۔ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین قادری نے مجھے ہر قدم پر روحانی اعتبار سے سنبھالا ہے میں نے اپنے جھنگ کے زمانہ قیام کے دوران جب اپنی زندگی میں یہ عزم کیا تھا کہ میں احیائے اسلام اور اتحاد امت کے لئے ایک عالمگیر تحریک کا آغاز کروں گا تو اس وقت حضرت طاہر علاؤالدین القادری کی رہائش کوئٹہ میں تھی۔ میں نے مرشد کے انتخاب کے لئے سات یوم کا استخارہ کیا تھا اور اس استخارے کے پہلے ہی دن سیدنا طاہر علاؤالدین کا چہرہ زیارت میں مجھے دکھایا گیا تھا۔

استخارہ کے دوران مجھے تین مرتبہ ان کی زیارت ہوئی اور بالاخر حضرت غوث اعظم نے زیارت میں آ کر مجھے سیدنا طاہر عطاؤالدین کے ہاتھ پر بیعت ہو جانے کا حکم دے دیا۔ میں کوئٹہ میں ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کے دست اقدس پر بیعت ارادت کے بعد ایک اور بیعت کی میں اس دوسرے بیعت کو بیعت انقلاب کا نام دیتا ہوں۔ سیدنا طاہر علاؤالدین کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ دے کر میں نے رب جل شانہ'

Marfat.com

سے عہد کیا کہ میں اپنی زندگی احیائے اسلام کے لئے وقف کر دوں گا۔ سیدنا طاہر علاؤالدین ظاہرا" بھی اور باطنا" بھی اپنی صحبتوں میں ہمیشہ مجھے دین اسلام کی خدمت کے لئے کمربستہ رہنے اپنی گراں قدر ہدایات اور دعاؤں سے نوازتے رہتے تھے اور میں نے کئی بار محسوس کیا ہے کہ مجھے زندگی میں ہر لمحہ حضرت کی تائید حاصل رہی ہے۔ انہوں نے بعض معاملات میں مجھے اکثر اس وقت متنبہ کیا۔ جب مجھے ان معاملات میں پیش آنے والے حالات کا گماں تک بھی نہیں تھا۔ لیکن کافی وقت گذرنے کے بعد وہ صورت حال اسی طرح لور اسی وقت سامنے آئی جس کی نشان دہی وہ بہت پہلے کر چکے تھے ادارہ منہاج القرآن کا سنگ بنیاد انہیں کے ہاتھوں سے رکھا گیا تھا دراصل انہوں نے ادارہ منہاج القرآن کا سنگ بنیاد ہی نہیں رکھا تھا بلکہ اس تحریک کا آغاز بھی فی الحقیقت انہیں کے ایما پر کیا گیا تھا میں نے ان کی ہدایت پر کراچی میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا تو میرے سب سے پہلے درس قرآن کا افتتاح بھی انہوں نے ہی کیا اور بحمد للہ دیکھتے ہی دیکھتے کراچی میں. میرے درس قرآن کو اس قدر مقبولیت ملی کہ سب انگشت بدنداں رہ گئے۔ کوئٹہ میں بھی میرئے درس قرآن کا افتتاح بھی انہی کے ہاتھوں سے ہوا۔ جب ہم نے ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے لئے قطعہ ارضی خریدا' اس وقت ہمارے پاس پچیس ہزار روپے کے علاوہ کوئی رقم نہیں تھی۔ جبکہ وہ قطعہ اراضے جس کے خریدنے کا ہم نے عزم کیا تھا دس لاکھ روپے کا تھا۔ جب سیدنا طاہر علاؤالدین سے مالی مشکالت کے بارے میں بتا کر دعا کرنے کو کہا گیا تو انہوں نے فرمایا "جو اللہ پر توکل کرتا ہے' اللہ اس کے لئے کافی ہو جاتا ہے" انہوں نے مزید فرمایا۔ "اللہ آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے ایسے اسباب پیدا کرے گا کہ آپ اس کا گمان تک نہیں کر سکتے۔"

اس کے بعد میں ادارہ منہاج القرآن کے سلسلہ میں کبھی مالی مشکلات پر پریشان نہیں ہوا۔ جب سے میرے مرشد نے اس اوارے کا سنگ بنیاد رکھ کر دعا فرمائی ہے۔ اس کے بعد سے اللہ جل شانہ نے اپنے غیبی دروازے کھول دیئے ہیں اور اب ادارہ منہاج القرآن کا پراجیکٹ تکمیل کی منزل سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس وقت تک

Marfat.com

پانچ کروڑ سے زیادہ رقم خرچ ہو چکی ہے۔

اخراجات کا سلسلہ جاری ہے اور ان اخراجات کے لئے وسائل اور اسباب خود بخود پیدا ہوتے جا رہے ہیں' احیائے اسلام کی جو تحریک ادارہ منہاج القرآن کی صورت میں شروع کی گئی ہے۔ میں سمجھتا یہ تحریک اللہ جل شانہ' کے فضل و کرم رسول اللہ ﷺ کی نظر عنایت اور میرے شیخ طریقت کی روحانی سرپرستی کے باعث ہی ممکن ہوئی ہے۔

اسلامی تصوف کو آج کے دور میں زندہ شکل میں دیکھنا ہو تو میں سمجھتا ہوں حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین کی ذات گرامی میں وہ سب اوصاف حسنہ موجود ہیں۔ ''جو صرف اولیائے عظام کی شخصیتوں میں ہو سکتے ہیں۔ تزکیہ نفس' تصفیہ باطن صدق و اخلاص' زہد و ورع' تقوی اور طہارت وہ ایک ولی کامل تھے اور ان کے زہد و ورع کے باعث اللہ جل شانہ' نے انہیں کشف و کمالات سے نواز رکھا تھا۔ بہت سے واقعات ہیں' جو ورطہ حیرت میں ڈال دینے کے لئے کم نہیں ہیں۔ ان کے کشف و کمالات کو جن لوگوں نے قریب سے دیکھا ہے۔ وہ اس امر کی گواہی دیں گے کہ حضرت سے گاہے بگاہے جو کمالات سامنے آئے' انہیں عقل کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو یہ سب ناقابل تسلیم ہوں گے حضرت کے عرفان و آگہی کا دائرہ بہت وسیع تھا۔ میں چونکہ ان کے ہاتھ پر بیعت ہوں اس لئے وہ روحانی طور پر مجھے قریب رکھتے تھے۔

ایک واقعہ بیان کر رہا ہوں' چونکہ اس واقعہ کا تعلق خود میری ذات سے ہے لہٰذا اس کی صداقت کا میں خود شاہد ہوں۔ میں جب پنجاب یونیورسٹی میں ایم اے کا طالب علم تھا۔ میری رہائش نیو کیمپس ہوسٹل میں تھی۔ انہی دنوں ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت کے در دولت پر حاضر ہوا ہوں میں برآمدے میں کھڑا ہوں۔ اچانک بڑی تیزی کے ساتھ دروازہ کھلا اور آپ اندر سے باہر تشریف لائے حضرت کی یہ تیز رفتاری خلاف معمول تھی۔ میں ان کی اس کیفیت پر حیران رہ گیا۔ دست بوسی کی۔ انہوں نے مجھے کندھے پر تھپکی دی۔ اور کہا ''طاہر گھبرانا نہیں' اللہ تعالٰی فضل کرے گا۔ اللہ کرم کرے گا' کوئی نقصان نہیں ہو گا۔'' ایسے ہی کلمات

Marfat.com

حضرت نے مجھے تھپکی دیتے ہوئے کہے اور واپس اپنے کمرے کی طرف مڑ گئے۔ اچانک میری آنکھ کھل گئی میں دو روز تک اسی خواب کے متعلق سوچتا رہا۔ میرے ذہن میں ایک سوالیہ نشان سا بن گیا کہ حضرت کا خواب میں آکر مجھے بار بار تسلی و تشفی دینا کیا معنی رکھتا ہے۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟

تیسرے روز یونیورسٹی میں کچھ ہنگامہ سا ہو گیا یونیورسٹی بند ہو گئی اور میں نے اپنے شہر جھنگ جانے کا فیصلہ کر لیا۔ میں عصر کی نماز پڑھ کر یونیورسٹی سے نکلا اور جھنگ جانے کے لئے نیو خان ٹرانسپورٹ کی ایک بس پر سوار ہو گیا۔ جھنگ سے پندرہ میل موچی والا کے قریب ایک دم حضرت کے خواب میں کہے ہوئے الفاظ ایک بار پھر مجھے اپنی سماعت میں اترتے ہوئے محسوس ہوئے ہاں ہاں' بالکل وہی الفاظ' حضرت کہہ رہے تھے۔ طاہر گھبرانا نہیں' اللہ تعالی فضل کرے گا۔ اللہ کرم کرے گا' کوئی نقصان نہیں ہو گا۔" اور عین اسی لمحے ہماری بس ایک موڑ کو کراس کرتے ہوئے جھنگ سے آنے والی ایک دوسری بس سے ٹکرا گئی' اس وقت ساڑھے دس بجے کا وقت ہو گا۔ دونوں بسوں کا ٹکراؤ اس قدر ہولناک تھا کہ ہماری بس پہلو کے بل بائیں جانب لڑھک گئی۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ بس کا دروازہ ایک کھڈ کے اوپر اس طرح کھل گیا کہ بس کے اندر کی سواریاں رینگ رینگ کر باہر نکل آئیں۔ بس کا فرنٹ بالکل تباہ ہو گیا' مگر ہماری بس کے مسافروں میں سے کسی کو خراش تک نہیں آئی۔ حالانکہ بس کے شیشے ٹوٹ کر بس کے اندر کچرا سا پھیل گیا تھا اور بس کا منظر دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ اس حادثے میں ڈرائیور سمیت بس کے تمام مسافر بحفاظت بس کے اندر سے نکل آئے ہوں گے اور کسی کو ضرب نہیں آئی ہو گی۔ میں نے اپنے کانوں سے سنا ہر شخص یہ کہہ رہا تھا۔ "آج کوئی نہ بچتا' اللہ تعالی نے کسی نیک بندے کے طفیل سب کو بچا لیا ہے۔" اس وقت ہر شخص کی زبان پر یہی الفاظ تھے جب کہ میں اپنے دو روز پیشتر کے خواب کو یاد کر کے حضرت پیرو مرشد کے اس کشف کو ایک حقیقت کے طور پر اپنے سامنے دیکھ رہا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ حضرت نے اپنے عرفان کی آنکھ سے اس حادثے کو دیکھ لیا تھا اور اس بس کے مسافروں کے لئے جن میں' میں

Marfat.com

خود بھی شامل تھا' اپنی دعاؤں کی ڈھال آگے کر دی تھی۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بتایا کہ وہ جسمانی اور روحانی دونوں طرح سے اپنے پیر طریقت کی حفاظت میں ہیں جس طرح حضرت نے بس کے حادثہ میں انہیں اور بس کے دوسرے مسافرون کو بچانے کے لئے اپنی دعاؤں کی ڈھال کو زندگی اور موت کے درمیان دیوار بنا کر حائل کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین نے ایک مرتبہ انہیں روحانی طور پر بھٹک جانے سے بھی بچا لیا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے یہ واقعہ یوں بیان کیا "یہ میرے قیام جھنگ کے زمانے کی بات ہے جھنگ شہر سے کچھ فاصلے پر ایک بزرگ کا قیام تھا۔ یہ پابند صوم و صلوۃ بزرگ تھے اور اکثر خدا کی عبادت میں مصروف رہتے تھے۔ مریدوں اور مداحوں کا ہر وقت ان کے ڈیرے پر جمگھٹا رہتا تھا۔ یہ بزرگ جنات کو قابو میں رکھنے کا عمل بھی کرتے تھے نوجوانی کی عمر تھی میں بھی ان سے متاثر ہو گیا۔ اور اپنی راتیں اکثر ان کے ڈیرے پر عبادت میں گزارنے لگا۔ میں نے بھی جنات کو قابو کرنے کے لئے چلہ وغیرہ کرنے میں دلچسپی لینی شروع کر دی۔ اس زمانے میں میں حضرت سیدنا طاہر علاؤ الدین کے ہاتھ پر بیعت کر چکا تھا اور وقتی طور پر ان کی طرف سے غافل ہو کر اس نئے راستے پر چل نکلا تھا۔

اسی دوران ایک روز جھنگ شہر کی ایک پابند صوم و صلوۃ شخصیت نے مجھ سے رابطہ قائم کر کے کہا کہ ان کے پاس میرے لئے ایک پیغام ہے میرے استفسار پر انہوں نے بتایا کہ میرے روحانی مرشد نے تین راتوں تک مسلسل ان کی زیارت میں آ کر انہیں کہا ہے کہ میں "طاہر کو گمراہ ہونے سے روکوں وہ جس راستے پر چل نکلا ہے وہ راستہ اس کی منزل تک نہیں جاتا۔" یہ صاحب میرے لئے اجنبی تھے اور ان کا کہنا تھا کہ وہ زیارت میں آنے والے بزرگ سے زندگی میں کبھی نہیں ملے اور انہیں نہیں پہچانتے۔ یہ صاحب تہجد گزار تھے اور نماز تہجد کے بعد دیر تک ذکر الہی میں مصروف رہتے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جب وہ ذکر الہی میں مصروف ہوتے تھے تو دو روز تک غنودگی کی ایک لہر کے دوران ایک نورانی چہرہ ان کو دکھائی دیتا تھا۔ تیسری شب انہوں

Marfat.com

نے اپنے بند کمرے میں اپنے علاوہ کسی کی موجودگی محسوس کی۔ مگر کمرے میں کوئی نظر نہیں آیا۔ چند لمحے بعد انہوں نے ایک نرم اور ملائم ہاتھ اپنے کندھے پر محسوس کر کے چہرہ اوپر اٹھایا تو زیارت میں آنے والے بزرگ کا چہرہ دکھائی دیا۔ اس بزرگ نے مجھے بتایا کہ میں طاہر علاؤالدین القادری ہوں۔ تم محمد طاہر کو مل میرا پیغام دو کہ جس راستے پر وہ چل نکلا ہے' وہ درست نہیں ہے۔ ان صاحب کو میرا حلیہ اور میرے معمولات کے متعلق بھی حضرت نے ہی بتایا تھا۔ یہ صاحب مجھ سے ملے اور یہ ساری تفصیل انہوں نے میرے گوش گذار کر دی۔ میں عبادت الٰہی کا وہ انداز بدل کر دوبارہ اپنے پہلے معمولات پر گامزن ہو گیا۔ آج سوچتا ہوں تو دل کی انتہا گہرائیوں سے حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری کے لئے دعا اٹھتی ہے کہ انہوں نے طریقت میں مجھے اتباع سنت کے راستے سے بھٹک جانے سے بچالیا۔ میرا عقیدہ ہے کہ مجھے آج تک جتنی علمی و روحانی کامیابیاں ملی ہیں یہ سب حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین کی روحانی سرپرستی اور توجہات کے باعث ہی ممکن ہیں۔

سیدنا طاہر علاؤالدین مستجاب الدعا بزرگ تھے ان کی دعائیں بارگاہ ایزدی میں اکثر مستجاب ہوتی تھیں۔ اور یہ منظر ادارہ منہاج القرآن کے سنگ بنیاد رکھے جانے کی تقریب میں سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ جب جلسے کے شرکاء نے حضرت سے بارش کے لئے دعا کرنے کی درخواست کی تھی اور حضرت کے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہی لاہور میں ابرباراں کا آغاز ہو گیا تھا۔ ایک اور واقعہ سن لیجئے تاکہ آپ کو یہ اندازہ بھی ہو جائے کہ حضرت کتنے صاحب نظر تھے اور ان کی روحانی توجہات کا کیا عالم تھا؟

ایک دفعہ میں کوئٹہ میں حضرت کے پاس ذکر کی ایک محفل میں شریک تھا۔ سب کی زبان پر ذکر جاری تھا۔ میرے دل میں آیا کہ کاش حضرت طاہر علاؤالدین' مجھ پر کچھ ایسی توجہ فرمائیں کہ میرے دل کی زبان بھی ذکر الٰہی کے ذائقے سے روشناس ہو جائے۔ صاحب' یقین کیجئے' ادھر میرے دل میں اس خواہش نے جنم لیا۔ اسی لمحے حضرت نے نگاہ اٹھا کر میرے سینے کی طرف دیکھا۔ میرا دل اس قدر زور سے دھڑکا کہ جیسے سینے میں کوئی برقی رو دوڑ گئی ہو۔ یہ کیفیت کئی لمحے مجھ پر طاری رہی۔ اور پھر میرا دل بولنے

Marfat.com

لگا۔ میرے دل کی زبان پر ذکر جاری ہو گیا میں پسینے سے شرابور ہو گیا حضرت اس محفل میں سے اٹھ کر چلے گئے وہ اٹھ کر گئے تو باقی لوگ بھی چلے گئے میں کمرے میں تنہا رہ گیا میرا دل بولتا رہا اس قدر بلند آواز میں ذکر الٰہی میں محو رہا کہ میں اس ذکر کی آواز خود اپنے کانوں سے سنتا رہا۔ یہ ایک عجیب کیفیت تھی۔ شاید میں اس کیفیت کو صحیح طور پر بیان نہیں کر سکوں گا۔ اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کیا ہی نہیں جا سکتا۔ صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔ میں بیس منٹ تک اسے بہت واضح طور محسوس کرتا رہا۔

قرآن مجید تصدیق کرتا ہے ان چیزوں کی احادیث میں بھی اس قسم کے واقعات کی تصدیق موجود ہے خدا اپنے مقرب بندوں کی ہر خواہش ہر طلب پوری کرتا ہے۔ انسان کے عقیدے میں پختگی ہونی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی یہ عنایتیں اپنے بندوں پر آج بھی قائم ہیں۔

سیدنا طاہر علاؤالدین انتہائی عالم و فاضل شخصیت دنیا کے ہر علم پر انہیں دسترس حاصل تھی کشف حالات حضرت کی بہت بڑی کرامت تھی وہ اپنے نیازمندوں کے دلوں کا حال جان لیتے تھے اور ان کے معاملات کو سدھارنے میں مدد فرماتے۔

ادارہ منہاج القرآن کی حد تک تو حضرت کی توجہات کا یہ عالم کہ وہ کہیں بھی ہوں اس ادارے کے مسائل سے بے خبر نہیں ہوتے تھے۔ آپ کو تازہ ترین بات بتاتے ہیں ہم یہاں اپنے اسی آفس میں میٹنگ کر رہے تھے۔ (بسلسلہ ختم نبوت کانفرنس) میٹنگ میں یہ بات زیر بحث آئی کہ حضرت کا جو قیام پانچ روز تک لاہور میں ہو گا۔ اس دوران ملک بھر سے حضرت کے مریدین و معتقدین اور ادارے کے اراکین آئے ہوئے ہوں گے۔ انہیں رہائش اور کھانے کی سہولت درکار ہو گی۔ طے یہ پایا کہ پانچ دن تک مسلسل لنگر چلنا چاہئے بعض احباب کا خیال تھا کہ اگر پانچ دن لنگر چلتا رہا تو اس سلسلہ میں بہت سے اخراجات ہو جائیں گے ادارے پر اتنا بڑا خرچہ نہیں ڈالنا چاہئے اور پانچ دن کا یہ لنگر ادارے کے مخیر حضرات کو باہم بانٹ کر اپنے ذمے لے لینا چاہئے۔ میں نے کہا ادارہ کے فنڈ سے تو ایک پائی خرچ نہیں ہو گی۔ تاہم مجھے یقین ہے کہ خدا کوئی نہ کوئی سبب بنا دے گا۔ میں نے احباب سے کہا کہ وہ پانچ دن دونوں وقت

Marfat.com

کا لنگر شیڈول میں رکھ لیں۔ حضرت لاہور تشریف لا رہے ہیں۔ ان کی دعا سے کوئی راستہ نکل آئے گا۔ طے یہ پایا کہ روزانہ کم از کم چھ دیگیں پکیں گی۔ اور اس طرح پانچ دنوں میں ساٹھ دیگوں کا اسٹیمیٹ لگایا گیا ہم نے میٹنگ برخاست کی اٹھے اور ظہر کی نماز ادا کی ظہر کی نماز کے بعد میں نے روحانی طور پر حضرت سے رجوع کر کے انہیں سلسلہ میں مدد کرنے کے لئے کہا نماز پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے تو ادارہ منہاج القرآن کے ایک رفیق ملاقات کے لئے تشریف لے آئے وہ بیرون ملک سے آئے ہوئے تھے اور واپس جانے سے پہلے مجھ سے ملنے آ گئے تھے ان سے کھڑے کھڑے ملاقات ہوئی تو کہنے لگے میں ایک بات علیحدگی میں کہنا چاہتا ہوں۔ میں ان کے ساتھ ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا وہ کہنے لگے میں حضرت طاہر علاؤالدین کے مریدوں میں سے ہوں۔ مجھے اذن ہوا ہے اور میں آپ کو یہ بتانے آیا ہوں کہ حضرت کے قیام لاہور کے دوران پانچ دن کے لنگر میں ساٹھ دیگوں کے اخراجات میرے ذمے رہے میں پاکستان سے واپس جا رہا ہوں۔ جانے سے پہلے تمام چیزیں خرید کر سٹور میں رکھوا دوں گا۔

منہاج القرآن اپنی روحانی تحریک کے اعتبار سے آج کے نوجوانوں میں آج کے افراد میں اسی قسم کے روحانی انقلاب کو قائم کرنے کا خواہاں ہے کہ پھر سے وہ روحانی قدریں لوٹ آئیں وہ قدریں جو حضرت داتا گنج بخش ہجویری حضرت خواجہ معین چشتی اور حضرت خواجہ بہاؤالدین ذکریا نے عام کی تھیں۔ یہ قدریں حضرت غوث الاعظم کی تعلیم میں یہی ان کے سلوک کی تعلیمات ہیں اگر روحانی تحریک کے اعتبار سے پھر وہی لذت اور سرور ہمارے دل و نظر کو سرشار کر دے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہو گی منہاج القرآن میں تصوف کی تعلیمات کا اہتمام اسی پہلو سے کیا جاتا ہے۔ سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی بغدادی بلاشبہ اس دور کے زندہ ولی ہیں۔ شنید ہے کہ عراق کے صدر کی طرف سے انہیں دس مرتبہ نقیب الاشراف کے عہدہ پر فائز ہو کر بغداد واپس آ جانے کی پیش کش ہوئی۔ مگر چونکہ وہ اپنے جد امجد اور پیران پیر حضرت غوث الاعظم جیلانی کے حکم پر برصغیر میں اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لئے آئے تھے۔ اور سنت

Marfat.com

کے مکمل اتباع میں طریقت اور سلوک پر کاربند تھے اس لئے انہوں نے نقیب الاشراف کے عہدہ کی پابندی قبول نہیں کی۔ وہ ایک بحرِ بے کراں کی طرح دنیا کو فیض یاب کرنا چاہتے تھے' سب سے پہلے حضرت داتا گنج بخش کے مزار پر حاضر ہوئے تھے اور انہیں وہیں سے کوئٹہ میں جا کر رہائش پذیر ہونے کا حکم ملا تھا۔ ان دنوں ان کا قیام زیادہ تر کوئٹہ اور کراچی میں رہتا تھا۔

Marfat.com

تحریک منہاج القرآن پر آپ کی نوازشات

حاجی عبدالرشید

حضور پیرو مرشد شیخ المشائخ قدوہ الاولیاء حضرت پیر طاہر علاء الدین القادری الگیلانی رضی اللہ عنہ کے علمی کمالات' روحانی درجات اور فیوض و برکات پر سیر حاصل گفتگو تو ان کے مرید خاص پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب ہی فرما سکتے ہیں تاہم میں تعمیل حکم کے مطابق تحریک منہاج القرآن پر حضور پیر صاحب کی نوازشات کے موضوع پر ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں چند معروضات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔ اس حوالے سے میں چند مشاہداتی واقعات کا تذکرہ کروں گا جس سے حضور پیر صاحب کا تحریک منہاج القرآن سے گہرا تعلق آشکار ہوتا ہے۔

مجھے 1967ء میں فیصل آباد میں حضور پیرو مرشد رضی اللہ عنہ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل ہوا اور ہر سال کوئٹہ آپ کے در دولت پر حاضری کی سعادت ملتی یہ غالباً" 73-72ء کا واقعہ ہے کہ ہم 14' 12 پیر بھائی کوئٹہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ برآمدہ میں حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ ہمارے ساتھ محو گفتگو تھے کہ حضور رحمتہ اللہ علیہ کے خادم نے اطلاع دی کہ جھنگ سے طاہر القادری آئے ہیں۔ حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر خوش آمدید فرماتے ہوئے خیر مقدم فرمایا اور قائد محترم کو اپنے گلے لگالیا۔ ہم نے اس سے قبل حضور کو کسی سے معانقہ فرماتے نہ دیکھا تھا۔ بڑی بڑی قد آور شخصیات کو آپ کی دست بوسی کرتے دیکھا۔ آپ ان سے کھڑے ہو کر خیر مقدم فرماتے مگر معانقہ نہ فرماتے تھے۔ ہم سب حیران تھے کہ نوجوان لڑکا ہے۔ لاغر سا جسم ہے ابھی ٹھیک سے ریش مبارک بھی نہیں آئی یہ کون خوش قسمت ہے' قادری صاحب سیاہ کراکری ٹوپی پہنے ہوئے تھے۔ حضور پیر صاحب رحمت اللہ علیہ نے آپ کو ساتھ والی سیٹ پر بٹھایا اور ہم تمام سے توجہ ہٹا کر قادری صاحب سے دیر تک خیرو عافیت دریافت فرمائی۔ جب حضور اندر تشریف لے گئے تو ہم سب ساتھی جناب قائد محترم کے گرد جمع ہو گئے تعارف حاصل کیا اور

Marfat.com

ہم سب نے برملا حیرانی کا اظہار کیا تو قائد محترم نے کمال انکساری سے فرمایا کہ یہ سب ان کا کرم ہے ورنہ مجھ میں کیا ہے۔

وہ رات ہم نے مہمان خانہ میں اکٹھی بسر کی' دیر تک گفتگو چلتی رہی اس وقت بھی قائد محترم کے اندر احیائے دین کا ایک ولولہ موجزن پایا۔

اسی طرح 1983ء میں حضور پیرو مرشد رحمت اللہ علیہ فیصل آباد تشریف لائے تو میرے غریب خانہ کو رونق بخشی اسی دوران تینوں دن قبلہ قائد محترم ہر دعوت و تقریب میں حضور کے ہمراہ رہے۔ اس وجہ سے اگر کبھی قائد محترم آگے پیچھے ہو جاتے تو جب تک حضور پیر صاحب انہیں بلا کر اپنے ساتھ نہ لیتے اس وقت تک تمام کارروائی رکی رہتی۔

مئی 1985ء میں ہم نے فیصل آباد میں ایک پروگرام "قرآن کانفرنس" کے نام سے ترتیب دیا۔ صدارت کے لئے حضور پیر صاحب کی خدمت میں التجاء کی جو انہوں نے مان لی لیکن بعد میں خرابی صحت کی بنا پر تشریف لا نہ سکے۔ اس کانفرنس میں قائد محترم کا خصوصی خطاب تھا۔ لیکن ان کے ساتھ قاری خوشی محمد الازھری اور حضرت پیر سید محمود احمد ہزاروی بھی مدعو تھے۔ ہم نے ٹیلیفون پر حضور پیر صاحب کی خدمت اقدس میں پروگرام عرض کیا کہ پیر سید محمود احمد ہزاروی اور قاری خوشی محمد الازھری بھی تشریف لا رہے ہیں تو آپ نے ٹیلیفون پر سختی سے تلقین فرمائی کہ خبردار طاہر القادری کے مقابلہ میں کسی اور کو اہمیت نہیں دینی۔ اس سے حضور پیرو مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفقت بھری نگاہوں میں جناب قائد محترم کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

ایک مرتبہ غالباً 1987ء میں ہم بڑی گیارہوں شریف پر کوئٹہ حاضر ہوئے۔ جالی والے برآمدے میں ہم آپ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپ کا منشی محمد شعبان کافی خطوط لے کے جواب لکھوانے کے لئے حاضر ہوا۔ حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہماری موجودگی میں جوابات لکھوانے شروع کر دیئے۔ منشی صاحب چٹھی پڑھ کر سناتے تو آپ حضور چند لفظوں یا جملوں میں جواب فرما دیتے۔ اکثر خطوط پر پریشانیوں کا ذکر اور دعا کی درخواست تھی۔ ان میں ایک چٹھی سرگودھا سے تھی۔ لکھنے والے کا نام اب یاد نہیں رہا۔ اس

Marfat.com

نے لکھا تھا کہ مجھے شیخ کامل کی تلاش تھی۔ ایک رات ڈاکٹر طاہر القادری کا سرگودھا میں خطاب سنا جو دل کو خوب لگا۔ جستجوئے شیخ کی غرض سے استخارہ کیا تو جناب طاہر القادری صاحب کی عالم خواب میں زیارت ہوئی دوبار مزید استخارہ کیا ہر بات جناب طاہر القادری کی زیارت ہوتی رہی۔ لاہور ان کی خدمت میں پہنچا بیعت کرنا چاہی تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے زندگی بھر پیری مریدی نہ کرنے کا حلف اٹھا رکھا ہے۔ میرے اصرار کرنے پر انہوں نے آپ حضور کا نام لیا ہے۔ اجازت ہو تو مرید ہونے کے لئے حاضر ہو جاؤں۔ حضور پیر صاحب چٹھی سننے کے دوران مسکراتے رہے فرمانے لگے " طاہر القادری بھی ہمارا بیٹا ہے میں نے کئی بار خلافت لینے کو کہا ہے مگر وہ مانتا نہیں لکھ دو اجازت ہے"

ایک دفعہ ہم قائد محترم سمیت کوئٹہ حاضر تھے۔ حضور پیر صاحب اسی دن کراچی سے تشریف لائے تھے۔ قائد محترم خصوصی مہمان خانہ میں تھے اور اہم لان میں دست بستہ کھڑے تھے۔ خادم نے آواز دی کہ مجھے اور حاجی عنایت اللہ کو قبلہ طاہر القادری صاحب بلا رہے ہیں ہم حاضر ہوئے، کمرہ میں قائد محترم، حاجی عنایت اللہ اور ہم دونوں کل چار آدمی تھے کہ حضور قبلہ پیرو مرشد رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے ہم نے دست بوسی اور سلام عرض کیا۔

حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ نے قائد محترم سے گزشتہ ملاقات سے اب تک کے تمام پروگراموں کے حالات پوچھنے شروع کئے میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ جس طرح ایک آفیسر اپنے ماتحت سے مکمل کارگزاری طلب کرتا ہے یہاں بھی یہی صورتحال تھی۔ ہم حیران تھے حضور پیرو مرشد رحمت اللہ علیہ کی تحریک منہاج القرآن کے پروگراموں کے ساتھ کتنی دلچسپی ہے اور کس طرح ہر حال سے واقف ہیں۔ اسی دوران مولانا ابوداؤد (گوجرانوالہ) کا ذکر بطور خاص حضور رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ "وہ میرے متعلق اپنے پیر خانہ سے رجوع کیوں نہیں کرتا مولوی صرف حسد کرتے ہیں۔"

پہلے بیان کر چکا ہوں کہ 1967ء سے بیعت ہوں اور تقریباً ہر سال کوئٹہ حاضری کا شرف حاصل رہا۔ اس کے علاوہ کراچی بھی متعدد بار حاضری ہوئی۔ کئی بار یہ بات

Marfat.com

مشاہدہ میں آئی کہ بڑی بڑی قدر آور شخصیات اپنی اپنی مذہبی کانفرنسوں عرس اور دیگر تقریبات میں برائے صدارت یا مہمان خصوصی کی دعوت لے کر حاضر ہوئیں۔ آرام و قیام کی ضمانتوں کے ساتھ انتہائی منت ساجت کرتیں مگر آپ حضور نے کسی کو دعوت کی شرف قبولیت نہ بخشا۔

بعض دفعہ کئی تنظیموں نے اشتہاروں میں آپ کا نام چھاپ دیا جس پر اکثر آپ نے فرمایا "دیکھو میرا نام بیچتے ہیں جب کہ میں نے دعوت قبول نہیں کی بغیر اجازت نام کیوں چھاپا" مگر قربان جائیں تحریک منہاج القرآن کے ساتھ آپ کی شفقت پر کہ قبلہ قائد محترم کی ایک دعوت بھی مسترد نہ ہوئی 1984ء میں سنگ بنیاد سے لے کر آخری وقت تک ہر پروگرام کی مکمل سرپرستی' کانفرنس کی صدارت' انٹرنیشنل ویمبلے کانفرنس کی صدارت کی تمام عمارت کا سنگ بنیاد اور افتتاح اور آخری مرتبہ انتہائی کمزور صحت کے باوجود چوبرجی لاہور عظیم الشان کانفرنس کی صدارت' تقریباً ہر سال لاہور تشریف آوری حتی کہ آخری آرام گاہ کے لئے بھی ادارہ کے ایجوکیشنل کمپلیکس کی مسجد جامعہ المنہاج کے احاطہ میں جگہ پسند آئی اس سے بڑھ کر تحریک منہاج القرآن کی مکمل سرپرستی کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔

مجھے یاد ہے کہ آخری مرتبہ بڑی گیارہویں شریف کے موقع پر جب قائد محترم نے چوبرجی لاہور میں غوثیہ کانفرنس کی صدارت کے لئے دعوت عرض کی تو حضور کی صحت انتہائی کمزور تھی' بغیر سہارے کے اٹھنا بیٹھنا دشوار تھا۔ مگر علالت طبع کے باوجود حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے کچھ دیر کی خاموشی کے بعد ہاں کر دی۔ اس پر فیصل آباد کے احباب نے مشورہ کیا کہ اس دفعہ لاہور کے سبب فیصل آباد بھی پروگرام پر حضور سے عرض کریں۔ چنانچہ ہم سب اکٹھے ہو کر حاضر ہوئے۔ عرض کی تو حضور نے فرمایا کہ طاہر القادری ہے کہ جس کی بات ماننی پڑتی ہے وگرنہ آپ میری صحت تو دیکھ ہی رہے ہیں۔ صرف ایک رات کا پروگرام ہے اگلی صبح واپسی ہے۔

آخر میں میں اپنا ایک تاثر بیان کرتا ہوں کہ جب قائد محترم خطاب فرما رہے ہوتے ہیں تو مجھے چشم تصور میں گم ہو کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضور پیرو مرشد

Marfat.com

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لطف و عنایت قائد محترم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ میرے نزدیک پروفیسر طاہر القادری صاحب کی ذہانت' خطابت میں اثر انگیزی قائدانہ صلاحیتوں اور کامیابیاں حضور پیرو مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سایہ لطف و عنایت کی بدولت ہیں جو امین ہیں فیض غوثیت کے اور فیضان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

Marfat.com

یادوں کے چراغ

سعید احمد سعید

یہ 17 فروری 1984ء کا جمعہ تھا۔ اتفاق مسجد میں پروفیسر محمد طاہر القادری صاحب نے جمعہ کے خطاب کے دوران فرمایا کہ آج کا دن بڑا مبارک اور یادگار دن ہے کہ قدوۃ الاولیا شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی البغدادی تشریف لائے ہوئے ہیں اور آج بعد نماز عصر مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن کا سنگ بنیاد رکھیں گے۔ اب راقم کی سمجھ میں بات آئی آج اتنی بھاری تعداد میں لوگ جمعہ کی ادائیگی کے لئے کیوں آئے ہیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد لوگوں کا جوش و خروش دیدنی تھا۔ لوگوں کے دل عقیدت سے لبریز تھے۔ اور سب کے چہرے فرط مسرت سے ٹمٹا رہے تھے۔ ایسے لگتا تھا کہ آج کا دن واقعی بڑا مبارک دن ہے اور یہ جمعہ غیر معمولی جمعہ ہے۔

جمعہ کے اختتام پر لوگ ایک بڑے جلوس کی شکل میں مرکزی سیکرٹریٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ جس طرف نظر اٹھتی سر ہی سر نظر آتے۔ معلوم ہوتا تھا کہ سارا شہر آج اس طرف امڈ پڑا ہے۔ لوگوں کا یہ قافلہ شوق ایک جم غفیر کی صورت منزل کی طرف رواں تھا۔ راہ شوق کے مسافروں میں مریدوں' عقیدت مندوں اور عام لوگوں کے علاوہ بھاری تعداد میں مشائخ و علماء بھی شامل تھے۔ سب شریک جلوس تقریب میں شمولیت اپنی سعادت سمجھ رہے تھے۔ کہتے ہیں اللہ کے محبوب بندوں کی زیارت عبادت سے کم نہیں ہوتی۔ یہ شوق راقم کو کشاں کشاں اس قافلے کے مسافروں کا ساتھ دینے پر اکسا رہا تھا۔

یہ بڑا جلوس' یہ جم غفیر' یہ قافلہ شوق شہادت تھا۔

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوق یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

ایسا کیوں نہ ہوتا جبکہ خود خالق کائنات فرماتا ہے۔

"جو میرے بندوں سے محبت کرتا ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں۔"

Marfat.com

اور یہ کہ۔

"میں ان کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے یہ پکڑتے ہیں۔ میں ان کے کان بن جاتا ہوں جن سے یہ سنتے ہیں۔ میں ان کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتے ہیں۔ میں ان کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے یہ چلتے ہیں۔"

لوگ کاروں میں' لاریوں پر' موٹر سائیکلوں پر' سکوٹروں پر سوار جا رہے تھے۔ ایک بڑی تعداد پیدل رواں دواں تھی۔ میں ابھی سوچ رہا تھا کہ پیدل جاؤں یا کسی سے لفٹ لوں کہ مولانا مفتی محمد حسین نعیمی صاحب کی نظر مجھ پر پڑی انہوں نے گاڑی رکوا کر مجھے اپنے ساتھ بیٹھا لیا۔ سبحان اللہ! جب یہ قافلہ عقیدت و شوق منزل یعنی موجودہ سیکرٹریٹ کی عمارت پر پہنچا تو وہاں ایک بہت بڑے شامیانے کے نیچے نظر پڑی اور خوبصورت سٹیج بنائی گئی تھی۔ اسی اطراف میں کرسیاں ترتیب اور قرینے سے رکھی گئی تھیں۔ جب تک شیخ المشائخ تشریف نہ لے آئے تب تک تمام حاضرین با ادب کھڑے رہے۔ شہزادہ غوث الوری کے سٹیج پر تشریف لاتے ہی فضا انجانی خوشبو سے معطر ہو گئی۔ اللہ اکبر کی گونج دار صدائیں بلند ہوئیں۔ ان کا عقیدت بھرا جوش و خروش لفظوں میں بیان نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک کیفیت تھی جو بیان نہیں کی جا سکتی تھی۔ سید السادات اپنی نشست پر تشریف فرما ہوئے تو تمام حاضرین بھی اپنی نشستوں پر بیٹھ گئے۔ یہاں بھی شیخ کی نظر کام آئی اور قسمت نے یاوری کی باوجودیکہ میں ان سے بہت پیچھے تھا لیکن جو نشست ملی اس کا تصور کر کے آج بھی رشک آتا ہے۔

حضور کی جانب کرسیوں کی جو پہلی رو تھی سٹیج کے قریب ایک شت مل گئی۔ حالانکہ ابھی لوگ بھاری تعداد میں تقریب گاہ میں داخل ہو رہے تھے۔ لیکن ایسے لگتا تھا کہ یہ نشست اس گنہگار' عاصی' خاکسار کے لئے خالی رکھی گئی تھی۔ میری خوش بختی کا اندازہ کیجئے کہ میرے ایک جانب مفتی محمد خاں قادری دوسری جانب مفتی محمد حسین نعیمی صاحب اور درمیان میں یہ بندہ پر تقصیر خاکپائے اولیا!---- بس پھر کیا تا جی بھر کے دیدار ہوا۔ جی بھر کر پیاسی نگاہوں کی پیاس بجھی جی بھر کر دل کے بے تابی نے قرار پایا۔ بے اختیار زبان پر یہ الفاظ آ گئے۔

Marfat.com

؎ واہ کیا جودو سخا ہے شہؐ بطحیٰ تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

زینت القراء محترم قاری غلام رسول صاحب کی سحر انگیز تلاوت کے ساتھ تقریب کا آغاز ہوا۔ مختلف جید علماء کرام اور مشائخ نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ سب سے آخر میں محترم پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری مدظلہ نے خطاب فرمایا جو تقریباً ڈیڑھ گھنٹے پر محیط تھا۔ دعائیہ کلمات کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا اور ساتھ ہی اعلان کیا گیا کہ حاضری ابھی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں تبرک حاصل کریں اور اس کے بعد سنگ بنیاد کی تقریب میں شمولیت کریں۔ بعد میں تمام حاضرین کو ان کی نشستوں پر مٹھائی کا ایک ایک پیکٹ اور ایک کوک کی بوتل پہنچائی گئی---- دوران تقریب حاضرین نے باران رحمت کا مشاہدہ بھی کیا۔

اب باری تھی اصل تقریب یعنی سنگ بنیاد رکھنے کی۔ حضور نے سٹیج سے اتر کر اپنے قدم مبارک سنگ بنیاد کی جگہ کی طرف بڑھائے ہی تھے کہ تمام حاضرین برق رفتاری سے اسی جگہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ حضور کے قریب موجود ہو۔ یہاں بھی حضور نے بندہ پر تقصیر کو دور نہ رہنے دیا اور اپنے قریب تقریباً چار فٹ کے فاصلے پر بلا لیا۔ لیکن اس خاکسار کی خوش بختی اس وقت انتہا کو پہنچ گئی جب حضور اپنے دست مبارک سے سنگ بنیاد رکھنے کے بعد نماز کی امامت کے لئے تشریف لے جانے لگے۔ اب نقشہ یہ تھا کہ سب سے آگے حضور تھے۔ آپ کے پیچھے قبلہ پروفیسر صاحب اور قبلہ پروفیسر صاحب کے بالکل ساتھ یہ عاجز---- پشت مبارک کو جی بھر کر دیکھا اور شاید چومنے کی سعادت بھی نصیب ہوئی۔ بظاہر یہ خاکسار قدوۃ الاولیا کی پشت مبارک دیکھ رہا تھا۔ لیکن درحقیقت آنکھوں کے سامنے منظر آقائے دو جہاں تاجدار مدینہ سرور کائنات (ﷺ) کی پشت مبارک کا تھا۔ لیکن اپنے تصور کی آنکھ سے جو منظر دیکھ رہا تھا اسے لفظوں میں بیان نہیں کر سکتا۔ وہ ایک کیفیت تھی جو میری زندگی بھر کا سرمایہ رہے گی۔

اب جو بات آگے چل کر بیان کرنے والا ہوں اس کی شہادت وہ حاضرین ضرور

Marfat.com

دیں گے جو اس سنگ بنیاد کی تقریب میں شامل تھے۔۔۔۔ مرکزی سیکرٹریٹ کے بالمقابل پارک (جو اب منہاج القرآن پارک) بن چکا ہے۔ میں حضور شیخ المشائخ مغرب کی نماز کی امامت کے لئے تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے مغرب کی نماز کی امامت فرمائی خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہوں نے ایک درویش کامل کی اقتدا میں نماز پڑھی اور آپ کو یہ جان کر تعجب ہو گا کہ عین اس جگہ جس جگہ حضور کی نماز جنازہ کے لئے میت لا کر رکھی گئی۔ بالکل اسی مقام پر آپ نے نماز کی امامت فرمائی تھی اور یہ نکتہ خالی ازمعرفت نہیں ہے۔ اس کا کچھ نہ کچھ مقصد ضرور ہے۔ حالانکہ دونوں مواقع پر میرے کسی ارادہ کو اس میں دخل نہ تھا۔ قدم خود بخود اس طرف اٹھ گئے۔ جا کسی اور طرف رہا تھا۔ لیکن میرے قدم بلا ارادہ مجھے منہاج القرآن پارک لے آئے۔ نماز جنازہ کے لئے صفیں سیدھی کی جا رہی تھیں اور میری نگاہوں کے سامنے وہ منظر تھا جب آپ نے صفیں بنانے کے لئے بار بار اعلان کیا جا رہا تھا۔ پارک میں کھڑے ہوئے میرے خیالات و تصورات آپس میں گڈمڈ ہو رہے تھے۔ کبھی تصور میں آپ کی شبیہہ مبارک اس طرح ابھرتی کہ آپ سنگ بنیاد نصب فرما رہے ہیں۔ تو کبھی یہ آیت خیالات کے پردے پر آ جاتی۔ " الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ " دوسرے ہی لمحے آپ جامع منہاج القرآن میں مریدین کو حلقہ ارادت میں شامل کرتے نظر آتے تو کبھی شادمان کی مسجد جامع رحمانیہ میں۔۔۔۔ نماز جنازہ پڑھی جا چکی تو آپ کے چاہنے والے ایک بڑے جلوس کی شکل میں آپ کے جسد خاکی کو بصد احترام ہچکیوں اور آنسوؤں کے درمیان آپ کے آخری آرام گاہ کی طرف روانہ ہوئے اور یوں رات کے اڑھائی بجے کے قریب ٹاؤن شپ (بغداد ٹاؤن) آپ کے جسد خاکی کو آپ کی ابدی آرام گاہ کے سپرد کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دوسری مرتبہ حضور قدوۃ الاولیا کے دیدار فیض یاب سے مشرف ہونے کا موقع اس وقت ملا جب آپ 1985ء میں لاہور تشریف لائے شہر میں مختلف جگہوں پر آپ کے دیدار اور استقبال کے لئے پروگرام ترتیب دیئے گئے تھے۔

گو کہ راقم اتفاق اسلامک اکیڈمک سے ملازمت چھوڑ چکا تھا۔ پھر بھی کبھی کبھار

Marfat.com

بگاہے قبلہ پروفیسر صاحب اور دیگر مہربانوں کو سلام عرض کرنے کے لئے حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ یہ غالباً 1985ء کی ایک صبح تھی میں کسی اور کام سے جاتے ہوئے اتفاق مسجد کی طرف مڑ گیا۔ میرے قدم خود بخود اتفاق اسلامک اکیڈمی کی طرف اٹھ گئے۔ قبلہ پروفیسر صاحب سے ملاقات کے بعد جب میں لائبریری میں آیا کہ اس وقت یہ کمرہ بیک وقت (استقبالیہ) اور لائبریری کا کام دیتا تھا۔ وہاں دوران ملاقات میز پر ایک ہینڈ بل رکھا نظر آیا جس نے خود بخود مجھے اپنی طرف متوجہ کیا۔ اور یوں رانا جاوید صاحب سے اجازت حاصل کر کے بیگ میں رکھ لیا کہ گھر جا کر تفصیل سے مطالعہ کروں گا۔ شام کو گھر پہنچ کر سب سے پہلا کام جو کیا وہ اسی کتابچے کا مطالعہ تھا۔ کتابچہ میں حضور سید السادات شہزادہ غوث الوری کے اعزاز میں ترتیب دیئے گئے پروگراموں کی ترتیب سے تاریخ اور تفصیل درج تھی۔ میں نے ایک پروگرام پر نشان لگایا اور کھانا کھا کر سو گیا۔

اگلے روز کام سے فارغ ہو کر میں ٹاؤن موڑ سے ریلوے سٹیشن جانے والی وین میں سوار ہو گیا۔ شام کے تین یا چار کا وقت ہو گا میں شمع کے بس شاپ پر اترا۔ پروگرام کا کارڈ میرے پاس تھا۔ اسے کھول کر ایک مرتبہ دیکھ کر منزل کی سمت کا تعین کیا اور چوک کراس کر کے شادمان جانے والی سڑک پر پیدل ہو لیا۔ چوک فوارہ سے پہلے گندہ نالہ کے پل کو عبور کرتے ہوئے میری آنکھوں نے جو منظر دیکھا وہ اس بات کی شہادت تھا کہ یہی وہ مقام ہے جہاں سردیوں کی یخ بستہ ٹھٹھرتی شام میں عقیدت مند ایک بھاری تعداد میں آنکھوں میں عقیدت و احترام کے چراغ ہاتھوں میں پھولوں کی پتیاں تھامے دو رویہ با ادب کھڑے تھے۔ خاکسار بھی مانند قطرہ دریا میں شامل ہو گیا۔

فرد قائم ربط ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں

انتظار کے لمحات مختصر ہوئے حضور والا کی کالے رنگ کی مرسڈیز عاشقوں کے درمیان کھڑی تھی۔ حضور پیر صاحب آگے ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر تشریف

Marfat.com

رکھتے تھے۔ جبکہ قبلہ پروفیسر صاحب پچھلی نشست پر ـــــ جیسے ہی گاڑی عاشقوں کے ہجوم میں رکی اضطراب اور بے قرار لہریں اٹھنے لگیں۔ گاڑی کا دروازہ کھلا اور شہزادہ غوث الوری چہرے پر دلاویز مسکراہٹ لئے گاڑی سے باہر آئے۔ اور جیسے ہی آپ نے اپنے چاہنے والوں پر غوثیت بھری نگاہ ڈالی عاشقوں کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا۔ آپ میں قبلہ پروفیسر صاحب کے بنگلہ کے اندر چلے گئے۔ ہجوم پرسکون ہو گیا اور میں کھڑا خیالات کے تانے بانے بنتا بالاخر ایک فیصلہ کر کے حضور کی گاڑی کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ میرا خیال تھا کہ حضور تشریف لائیں گے دست مبارک کو بوسہ دے لوں گا۔ تھوڑی ہی دیر بعد حضور اہل خانہ کے لئے دعائے خیر کر کے واپس تشریف لے آئے۔ لیکن اس سے قبل کہ خاکسار اپنے منصوبے کو عملی جامہ پہناتا۔ ہجوم میں سے ایک زوردار ریلا آیا اور دوسرے ہی لمحے یہ سنگل پسلی ناچیز حضور سے بہت دور تھا۔ حضور گاڑی میں بیٹھ گئے۔ اور ساتھ ہی قبلہ پروفیسر صاحب بھی۔ آپ کی گاڑی کا رُخ مسجد رحمانیہ کے بالمقابل ڈاکٹر شجاع (غالباً یہی نام ہے) کی رہائش گاہ کی طرف تھا ہجوم بھی پیچھے لپکا۔ معلوم ہوتا تھا عاشقوں نے اپنے پاؤں میں جوگنگ ٹریک کے پہیے باندھ رکھے ہیں۔ راقم نے بھی ہمت نہ ہاری اور یوں یہ ناچیز اگلے چند لمحوں میں ڈاکٹر شجاع صاحب کی کوٹھی کے سامنے پہنچ چکا تھا۔ حضور اہل خانہ کے ساتھ اندر تشریف لے جا چکے تھے۔ میں بے قرار سا محو انتظار تھا۔ میں نے پھر دوبارہ قسمت آزمائی کا فیصلہ کیا۔ اپنی بچی کچھی ہمت کو اکٹھا کیا اور حضور کی گاڑی کے گیٹ کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن برا ہو لالچ کا مجھ سے کچھ فاصلے پر ایک تنومند شخص میرا یہ منصوبہ شاید بھانپ چکا تھا۔ جیسے ہی حضور کی واپس آمد کا شور بلند ہوا وہ شخص تیزی سے میری طرف آیا اور مجھے دھکا دے کر خود گیٹ پکڑ کر کھڑا ہو گا۔ میرے تصور کی نگاہوں کے سامنے ممتاز مفتی صاحب کے رپوژتاژ "حج بیت اللہ" کا اقتباس گیا۔

ممتاز مفتی صاحب لکھتے ہیں۔

"میں کئی روز سے ایک مجذوب نما شخص کو باب رحمت کے نیچے کھڑے ہوتے دیکھ رہا تھا۔ وہ روز گھنٹوں بارش کے انتظار میں پرنالے کے نیچے کھڑا ہوتا اور شام

Marfat.com

ہوتے چلا جاتا۔ ایسا کرتے کئی روز ہو گئے تھے۔ بالآخر ایک روز میں نے دیکھا کہ اس کے ہونٹ ہل رہے ہیں۔ وہ بار بار آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتا' پھر کالے کوٹھے کی طرف دیکھتا اور بڑبڑاتا۔ میں نے دیکھا یکایک آسمان پر بادل آئے اور برسنا شروع ہو گئے۔ ابھی بارش کا پانی میزاب رحمت سے اس پر نہیں آیا تھا کہ دور کھڑا ایک شخص تیزی سے بھاگتا ہوا آیا اور اسے دھکا دے کر خود میزاب رحمت کے نیچے کھڑا ہو گیا۔"

نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضور پیر صاحب نماز کی ادائیگی کے لئے مسجد کے اندر تشریف لے جا چکے تھے۔ میں باہر گیٹ پر کھڑا خیالات میں گم ہو گیا۔ سوچ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ کس طرح اپنی آرزو کی تکمیل کی جائے۔ اسی سوچ اور یاس و امید کی کیفیت میں مسجد کی گیٹ سے ذرا ہٹ کر جنگلے کے ساتھ ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ دل کی عجیب کیفیت تھی۔ دل کہتا تھا کہ آج تمہاری یہ آرزو پوری نہ ہو سکے گی اور میں دل کو یہ سمجھا رہا تھا کہ ظالم تمہارا کیا جاتا ہے۔ اگر

اس باغ میں اک پھول کھلا میرے لئے بھی ؎
خوشبو کی کہانی میں مرا نام تو آیا

جنگلے کے ساتھ کھڑے مجھے صدیاں بیت گئیں۔ یکایک شور بلند ہوا۔ میں نے مڑ کر دیکھا۔ حضور لوگوں کو دست مبارک کے اشارے سے پرے ہٹاتے ہوئے اپنے دیوانے کی طرف بڑھ رہے تھے اور اگلے چند لمحوں بعد جو کچھ ہوا میں نے کبھی خواب میں بھی ایسا نہیں سوچا تھا۔ میرے دل کی دھڑکن اور تیز ہو گئی۔ مجھے یقین نہیں آ رہا تھا۔ حضور اس عاصی گنہگار کے قریب تشریف لے آئے۔ اور اپنا دست مبارک میری طرف بڑھاتے ہوئے "السلام علیکم" کہا بس پھر کیا تھا۔ سل کی سوکھی کھیتی ہری ہو گئی۔ پیاسی نگاہوں کی پیاس بجھی۔ دل کی بے قراری کو قرار آ گیا۔

اب حضور پیر صاحب کی گاڑی قافلہ عشاق کے جلوس میں (جو غالباً لوہے کے تاجر تھے) کی اقامت گاہ کی طرف رواں تھی جہاں حضور پیر صاحب اور حضور کے چاہنے والوں کے لئے کھانے کا اہتمام تھا۔ کوٹھی کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ پر تکلف کھانے کا اہتمام تھا۔ اہل خانہ نے دل کھول کر حضور کے عاشقوں کی خدمت کی۔

Marfat.com

دوسروں کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن میری کیفیت یہ تھی کہ میں چند لمحے پیشتر والی کیفیت کے سرور میں ڈوبا ہوا تھا۔۔۔۔ رات نو بجے کے قریب تقریب کے اختتام کا اعلان ہوا۔

دیگر لوگوں کے ساتھ راقم بھی کیف و سرور کی مستی میں ڈوبا ہوا گھر کی طرف رواں تھا۔

اتنے برس گزر جانے کے باوجود آج بھی کبھی خاکسار کو حضور قدوۃ الاولیا کی عنایت کا خیال آتا ہے۔ تو راقم محسوس کرنے والی کیفیت میں ڈوب جاتا ہے۔

ع۔ خدا رحمت کنہ ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

کشف و کرامات

مریدین کے خطوط سے اقتباسات

تلخیص و ترتیب : عابد علوی

یصل آباد سے حاجی محمد رشید قادری عرصہ دراز سے تحریک منہاج القرآن سے منسلک ہیں۔ آپ نے 14 مارچ 1967ء بروز جمعۃ المبارک حضور پیر صاحبؒ کے دست اقدس پر بیعت کی۔ آپ حضور پیر صاحبؒ کے ساتھ بیتے ہوئے لمحوں کا ذکر ان الفاظ میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

حضور پیر صاحب کی خدمت میں پہلی حاضری

اگست 1968ء کو حضور سیدی و مرشدی کی روحانی کشش نے ہمیں کوئٹہ حاضری پر مجبور کیا۔ بیعت کے بعد ڈیڑھ سال زیارت کی محرومی نے ایک تڑپ پیدا کی کہ ضرور حاضری ہونی چاہیے۔ حکیم منظور محسن سے تعارفی چٹھی حاصل کی۔ راستہ میں کئی وسوسے کہ شنشہاہ ولائت کے حضور پہلی حاضری ہے پہلے سے کوئی تعارف نہیں۔ خدا معلوم کیسا سلوک ہو! ہم چار آدمی تھے۔ جونہی کوئٹہ میں آپ حضور کی کوٹھی کے گیٹ سے داخل ہوئے تو حضور برآمدہ میں جلوہ افروز تھے۔ آپؒ نے ہمارے علیحدہ علیحدہ نام لے لے کر خیرمقدم فرمایا۔ اپنے پاس بٹھایا۔ بڑی شفقت سے خیرو عافیت دریافت فرمائی۔ ہم حیران تھے کہ وقت بیعت صرف ناموں کا تذکرہ ہوا تھا اور ہم جیسے کتنے مریدین بیعت ہوئے تھے۔ عرصہ کے بعد پہلی ملاقات اور ایسے معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آپؒ صدیوں سے جانتے ہیں۔ یہ صاحب کشف ولی کامل کے سوا ممکن ہی نہیں۔

پیدائش سے قبل بیٹے کی خوش خبری

بھائی حاجی محمد عنایت اللہ قادری کے بڑے لڑکے محمد اشرف کے ہاں مسلسل تین

Marfat.com

بچیاں پیدا ہوئیں۔ عزیزم محمد اشرف نے سال 1985ء کراچی حاضری کے وقت آنسو بہاتے ہوئے گلوگیر آواز میں حضور سیدی و مرشدی کی خدمت میں نرینہ اولاد کے لئے خصوصی دعا کی التجا کی تو قبلہ حضور نے حکم فرمایا کہ اس دفعہ جب اللہ کی رحمت ہو تو مجھے اطلاع کرنا۔ چنانچہ جب اس کی بیوی امید سے ہوئیں تو حسب حکم بذریعہ چٹھی اطلاع دی گئی۔ حضور نے فوری جوابی چٹھی ارسال فرمائی کہ "انشاء اللہ بیٹا پیدا ہو جائے گا۔" اور نام "محمد" رکھنا۔ محمد اشرف نے اپنے والد گرامی حاجی محمد عنایت اللہ قادری کو چٹھی دکھائی۔ تو انہوں نے چٹھی کو اخفا میں رکھنے کا مشورہ دیا۔ چٹھی کے سات ماہ بعد اشرف کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ نام "محمد" رکھا گیا تو اشرف نے ہم سب کو حضور کی پیشگی خوش خبری اور چٹھی سے مطلع کیا کہ کس یقین اور اعتماد سے حضور مرشدی نے 7 ماہ قبل فرما دیا کہ بیٹا پیدا ہو گا اور نام بھی ایڈوانس تجویز فرما دیا۔

حادثہ سے بال بال بچانا

غالباً سال 1987ء کا واقعہ ہے کہ بڑی گیارھویں شریف کے موقعہ پر فیصل آباد سے حسب معمول اڑھائی تین سو آدمی حاضر ہوئے۔ اور فیصل آباد کو یہ اعزاز حاصل تھا کہ بڑی گیارھویں سالانہ عرس پاک پر فیصل آباد سے ہر سال سب سے زیادہ مہمان حاضر ہوتے تھے اور حضور بھی عقیدت مندان فیصل آباد پر خصوصی شفقت فرماتے اور سب سے پہلے فیصل آباد کے مہمانوں کو تبرک دیا جاتا۔

محفل گیارھویں شریف کے دوسرے دن ہم نے آپ سے اجازت چاہی تو حضور نے حکم فرمایا کہ آج دوپہر کا کھانا کھا کر جانا۔ ہمیں خوشی ہوئی مگر عرض کی کہ حضور پونے دو بجے گاڑی کی روانگی ہے۔ جس پر ہماری بوگی اور سیٹیں بک ہیں۔ حضور نے خانساماں کو بلا کر کھانا جلدی تیار کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

ساڑھے بارہ بجے کے قریب ہم سب مہمان خانے میں بیٹھ گئے تو خادم نے بتایا کہ حضور آپ کے ساتھ کھانے میں شریک ہوں گے۔ ہمیں مزید خوشی ہوئی۔ لیکن وقت کی کمی کا احساس لحہ بہ لحہ ہو رہا تھا۔ ہر کسی نے اپنا سامان سمیٹنا اور سٹیشن پر پہنچنا

Marfat.com

تھا۔ ایک بجے حضورؒ تشریف لے آئے اور ہمارے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔ کھانا لگا دیا گیا اور حضور قبلہؒ نے سب کو شروع کرنے کا حکم فرمایا۔ پونے دو بجے گاڑی کی روانگی اور سٹیشن پر پہنچنا تھا۔ ہم بار بار گھڑیوں کو دیکھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو گھڑیاں دکھا دکھا کر اشارے کر رہے تھے۔ ڈیڑھ بج گیا۔ ہماری سانسیں تیز ہو رہی تھیں۔ میں تمام احباب کو منہ پر انگلی رکھ کر اشارے سے سمجھا رہا تھا کہ سکون سے بیٹھیں۔ ضرور کوئی راز ہے۔ کھانے کے بعد حضور نے فروٹ طلب فرمایا۔ تو سب مہمانوں کو کینو تقسیم کئے گئے۔ حضور خود بھی کینو تناول فرماتے رہے حتی کہ دو بجے حضور قبلہ نے اختتامی دعا فرمائی۔ دعا کے بعد اجازت دی ہم نے باری باری مصافحہ کیا اور بھاگم بھاگ سٹیشن کی طرف روانہ ہوئے۔

سٹیشن پر پہنچے تو پلیٹ فارم خالی تھا۔ گمان ہوا کہ گاڑی نکل گئی۔ مگر معلوم ہوا کہ ابھی گاڑی پلیٹ فارم پر آئی ہی نہیں۔ وجہ دریافت کی تو معلوم ہوا کہ واشنگ یارڈ سے جب گاڑی کو پلیٹ فارم پر لایا جا رہا تھا تو ایک بوگی پٹڑی سے اتر گئی ہے اور جب یہ پتہ چلا کہ وہ بوگی وہی تھی جو ہمارے لئے بک تھی تو حضور کی دیر تک بٹھائے رکھنے کی حکمت سمجھ میں آئی۔ کیونکہ ہر سال ہوتا یوں تھا کہ ہم یارڈ ہی میں بستر سیٹوں اور سامان سیٹ کرنے کے لالچ میں گاڑی میں سوار ہو جایا کرتے تھے اور لازمی امر ہے کہ اس دفعہ بھی ایسے ہی کرنا تھا۔ مگر قربان جائیے مرشد کامل پر کہ کھانے اور اپنی صحبت میں مشغول رکھ کر ایک بڑے حادثہ سے بال بال بچا لیا۔

دل کی بات سے آگاہی

بڑی گیارہویں شریف کے عرس پاک پر آخری بار پروفیسر صاحب کے ہمراہ لاہور سے بذریعہ فلائیٹ کوئٹہ حاضر ہوئے۔ ایئر پورٹ پر حضور قبلہؒ نے اپنی گاڑی خاص پروفیسر صاحب کے لئے بھیجی تھی اور ساتھ ہی دوسرے مہمانوں کے لئے بہت سواریاں تھیں۔ ہم سب حضورؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضورؒ نے پہلے تو پروفیسر صاحب سے کافی دیر خیرو عافیت دریافت فرمائی۔ پروفیسر صاحب حضورؒ کے قریب والی

Marfat.com

نشست پر بیٹھے تھے اور راقم حضور کے بالکل سامنے والی نشست پر۔ حضور قبلہ لاہور سے آنے والے ساتھیوں کا نام لے لے کر خیریت دریافت فرمانے لگے۔ اس دوران اچانک میرے دل میں وسوسہ آیا کہ حضور نے میرا نام نہیں پکارا۔ ابھی یہ وسوسہ دل میں پوری طرح گذر بھی نہ پایا تھا کہ فوراً حضور نے شفقت فرماتے ہوئے پکارا "شیخ رشید آپ کا کیا حال ہے۔ فیصل آباد والوں کا کیا حال ہے۔ شیخ رشید مسکین آدمی ہے۔" میں ساتھ ہی ساتھ جواب دیتا رہا اور فرط حیرت سے میں آنکھوں میں آنسو تیرنے لگے۔

ویسے تو آپ حضور قبلہؒ سیدی مرشدی کی روحانی صحبت کے تذکرے اتنے ہیں کہ ایک ضخیم کتاب لکھی جا سکتی ہے۔ ابھی صرف انہی چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

یہ سامان غوث الاعظمؒ کا ہے

ہائی ویکب (انگلینڈ) سے شیخ عبدالحمید قادری بیان کرتے ہیں۔

ادارہ منہاج القرآن لندن کانفرنس کے موقع پر حضورؒ ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائے۔ میں نے حضورؒ سے عرض کیا کہ بچے گرمیوں میں کراچی جا رہے ہیں۔ میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں بھی کوئٹہ حاضری دوں۔ حضورؒ نے دعا فرمائی میں نے عرض کی کہ حضورؒ کا اضافی سامان جو کہ حاجی حکم داد صاحب کے پاس ہے۔ اگر میرے سفر کا بندوبست ہو جائے تو سامان جتنا بھی ہو گا' میری ذمہ داری ہو گی۔ حضورؒ کی واپسی کے چند دن بعد مجھے چھٹی مل گئی۔ حاجی حکم داد صاحب کو اطلاع دی گئی۔ وہ جامع مسجد ہائی و یکمب میں اپنی کاروں میں سامان دے گئے۔ میں اس دوران بچوں کو پڑھا رہا تھا۔ سامان دیکھا تو بہت زیادہ تھا۔ بہرکیف روانگی کے روز میرے بچوں اور اہلیہ کے ٹکٹ OK تھے۔ ان کا سامان بھی چلا گیا۔ فلائٹ BA146 برٹش ایئرویز تھی۔ میرے دو ساتھی ایک ٹریولر ایجنٹ اور دوسرا حاجی عبدالرشید گواہ ہیں۔ مجھے کہا گیا کہ 10 بجے آپ کو بلائیں گے۔ سامان 2 عدد ٹرالوں پر تھا۔ سب کو تشویش تھی جب مجھے بلایا گیا تو ایک انگریز خاتون اور مرد اندر سے آئے اور سامان کا وزن کئے بغیر مجھے ٹکٹ دے گئے۔

Marfat.com

کراچی پہنچا تو حضورؒ کو فون کیا۔ کوئٹہ کا ٹکٹ واپسی کا نہیں مل رہا تھا۔ چونکہ عیدالاضحی کے دن تھے۔ عید کے تیسرے دن ٹکٹ ملا۔ واپس پسنی اور گوادر تھا۔ کراچی ایئر پورٹ پر پھر سامان تین مسافروں کے سامان جتنا تھا۔ جب میرا نمبر آیا تو اندر سے دو مرد حضرات آئے۔ اور سامان اٹھا کر مجھے ٹکٹ دے دیا۔ جب میں حضورؒ کی خدمت میں کوئٹہ ایئر پورٹ سے دربار غوثیہ پہنچا تو حضورؒ انتظار فرما رہے تھے۔ سامان مہمان خانہ میں رکھا۔ حضورؒ نے میرا ٹکٹ چیک کرایا اور فرمایا "اس فلائیٹ سے آپ کو ہم نہیں بھیجیں گے۔" تیسرے دن مجھے صبح کراچی سے لاہور PK132 سے جانا تھا۔ جب ڈرائیور مجھے تیسرے دن کوئٹہ ایئر پورٹ پر لے کر پہنچا۔ تو موسم خراب ہونے کی وجہ سے وہ جہاز ہی نہ آیا PIA والوں نے کہا۔ آپ دربار غوثیہ واپس جائیں ہم آپ کو فون کر کے بلا لیں گے۔ میں ڈرائیور کے ساتھ واپس دربار غوثیہ پہنچا۔ حضورؒ کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ پھر اس دوران میں ایئر پورٹ سے فون آ گیا۔ کہ لاہور سے جہاز آ گیا ہے وہ سیدھا کراچی جائے گا۔ اس طرح حضورؒ کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی بات پوری ہو گئی۔

ہاسٹل میں سیٹ کی الاٹمنٹ

ستمبر1990ء کی بات ہے۔ میرے بیٹے اظہر حمید کو اسکاٹ لینڈ میں سینٹ انڈریوز یونیورسٹی PMBBS داخلہ UNCONDIONALL مل گیا۔ حضورؒ کو فون کیا اور مبارک باد دی۔ حافظ قرآن ہونے کی وجہ سے حضورؒ کا بچے سے بہت لگاؤ تھا۔ رہائش کا مسئلہ تھا۔ یونیورسٹی والوں نے ایسا کمرہ دیا جس میں دو طلباء کو رہنا تھا۔ اور کمرہ نمبر 19-A تھا۔ میں اس پریشانی کی وجہ سے صبح جب فیکٹری سے واپس گھر پہنچا۔ تو تھوڑی دیر کے لئے بستر پر لیٹ گیا۔ خواب میں حضورؒ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کمرہ نمبر 11 کا دروازہ کھول کر دعا فرمائی۔ میں فوراً بیدار ہوا۔ اور نوافل ادا کر کے اسکاٹ لینڈ چلا گیا۔ 10 گھنٹوں کا سفر تھا۔ سارا دن یونیورسٹی کے مختلف امور سے گزرے۔ شام کو رہائش کے انچارج سے رابطہ کیا۔ اسے بتلایا کہ بچہ مسلمان ہے۔ نمازی ہے' دوسرے ساتھی کو

Marfat.com

تکلیف ہو گی۔ سردی بہت زیادہ تھی۔ وہ میرا ہاتھ پکڑ کر ایک سنگل کمرے کی طرف لے گیا۔ جب نمبر دیکھا تو 11 تھا۔ ہم نے وہاں پر فوراً کے لئے ایک کمرہ حاصل کیا دوسرے دن جمعہ تھا۔ تمام مسلمان طلباء کو اکٹھا کر کے جمعہ پڑھایا۔ پھر حضور کو فون کیا۔ حضورؒ فرمان لگے۔ "شیخ صاحب! آپ کو میں نے صبح تو کمرہ دکھا دیا تھا۔ پھر گھبراتے کیوں تھے۔"

کامل بزرگ آج بھی موجود ہیں

مفتی محمد رفیق الحسنی جامعہ اسلامیہ گلزار حبیب سولجر بازار کراچی سے فرماتے ہیں۔ جب مجھے پتہ چلا کہ آپ "کراچی ڈیفنس کے علاقہ میں رہائش پذیر ہیں تو آپ کی زیارت کے لئے تڑپ پیدا ہوئی۔ دور دراز تک آپ کی زیارت کا شرف حاصل نہ ہو سکا' لیکن آپ کے فیوضات و برکات کے تذکرے سنتا تھا۔ شوق ملاقات مزید بڑھتا رہا۔ آخر ایک دن پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی رفاقت میں آپ کے مکان پر حاضری نصیب ہوئی۔ آپ سے پہلی زیارت کے وقت عجیب کیفیت تھی۔ میں اپنی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہوں۔ پروفیسر صاحب نے مختصر تعارف کرایا لیکن آپ نے میری 1975ء سے دارالسلام امجدیہ کی تدریس افتاء کے دور سے لے کر گلزار حبیب کے جامعہ اسلامیہ میں 1987ء کے تمام زندگی کے نشیب فراز اور کراچی کے علماء اور مولانا محمد شفیع اوکاڑویؒ اور ان کے صاحبزادوں کے ساتھ میرے تعلقات اور کیفیات سب کچھ اشاروں میں بیان فرما دیا۔ مجھے ایسے لگا جیسا کہ مجھے مدتوں سے آپ جانتے تھے۔ آپ کے کشف سے بے حد متاثر ہوا۔ آج تک مجھے کسی ایسے پاکباز صاحب کشف و کرامت اور متبع شریعت انسان سے ملاقات کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ میں تو کامل اور بزرگ مشائخ' اصحاب شریعت و طریقت کے وجود سے دور حاضر کے لئے مایوس ہو چکا تھا کہ آپ کی رفاقت میں حضور پیر صاحب زیارت سے شرف حاصل ہوا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جو استفادہ پروفیسر صاحب کی رفاقت میں زیارت سے ہوتا تھا' وہ کسی دوسرے کی رفاقت میں زیارت سے نہیں ہوتا۔ اگرچہ میں آپ کی طبیعت کے جلال کی

Marfat.com

وجہ سے اکیلے زیارت کے لئے جانے میں خوف محسوس کرتا تھا لیکن دو دفعہ جرات کرتے ہوئے جانا نصیب ہوا

پروفیسر صاحب سے خصوصی تعلق کی ایک جھلک

ایک دفعہ پروفیسر طاہر القادری کی کسی تقریب کے سلسلہ میں بینرز لگانے کے سلسلہ میں ایک مقامی تنظیم اور ہمارے طلباء کا تصادم ہو گیا تو میں نے نہایت رنجیدہ ہو کر کہا کہ یا اللہ پروفیسر صاحب تو اس دور کے فاضل دین اور نہایت مخلص عاشق رسول انسان ہیں۔ اگر انہیں وقت کا رازی اور غزالی کہا جائے تو مبالغہ نہیں ہو گا لیکن یہ جاہل خطباء خواہ مخواہ ان کے خلاف کیوں ہو گئے ہیں آپ جواباً" یہ آیت کریمہ تلاوت فرمانے لگے۔ فدمدم علیھم ربھم بذنبھم فسوھا ولا یخاف عقبھا۔ میں آپ کے اس کشف سے اور دعا سے بے حد مطمئن ہوا۔ شام کو گھر واپس آ گیا۔ اللہ تعالی نے ان کے شر سے محفوظ فرما دیا۔ اسی طرح دوسری بار ایک پلاٹ جو کہ بڑی مشقت اور محنت سے مسجد و مدرسہ کے لئے حاصل کیا تھا' کینسل کر دیا گیا۔ مجھے بے حد افسوس ہوا۔ پہلے حاضری دی۔ آپؒ نے دعا فرمائی۔ آج تک اللہ تعالی کے فضل سے اور آپ کی دعا سے اس پلاٹ پر صرف قبضہ ہی نہیں بلکہ خوبصورت مسجد میں جمعہ اور پانچوں نمازیں ادا کی جا رہی ہے۔

سیدنا غوث الاعظمؓ کی بارگاہ میں حضور پیر صاحبؒ کی حاضری

حاجی ولی محمد لشکر والا جو کہ آپ کے 1955ء سے مرید ہیں اور ہفتہ میں ایک دفعہ آپ کی زیارت اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے۔ دو دفعہ حضور پیر صاحبؒ کے ساتھ حج کرنے کی بھی انہیں سعادت حاصل ہے' بیان کرتے ہیں کہ حاجی عبدالرؤف ایوب اینڈ کمپنی والا نے مجھے بتایا کہ بغداد شریف حضور پیرؒ صاحب کے ساتھ دربار حضرت غوث اعظمؒ پر حاضری دی۔ حضور پیر صاحبؒ کی جوانی کا عالم تھا۔ آپؒ نے غوث پاکؒ کے

Marfat.com

مزار کی جالیوں سے پکڑ کر کھینچا اور زور کی آواز سے فرمایا "غوث کیا بولتا ہے" سارا دربار لرز اٹھا۔ ایسا لگا جیسے زلزلہ آگیا ہے۔ لوگ خوف زدہ ہو کر باہر بھاگ نکلے۔ جب تک حضور پیر صاحبؒ کا جذبہ ختم نہیں ہوا' اس وقت تک گنبد اور مزار ہلتے رہے۔

حضور پیر صاحبؒ کا کشف

حاجی موصوف بیان کرتے ہیں ایک دن صبح میں مارکیٹ کے لئے گھر سے نکلا۔ خیال آیا حضور پیر صاحبؒ کی زیارت کرتا جاؤں۔ ڈیفنس مکان پر پہنچا۔ آپؒ نے فرمایا "کیسے آنا ہوا" میں نے عرض کی خیال آیا تو حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا "اچھا ہوا آ گئے۔ آپ کا سالا ہاشم ہندوستان سے پاکستان آ رہا ہے اسے کہہ دیں بمبئی سے افلاطون اور اگر کا عطر میرے لئے لیتا آئے" میں نے عرض کی "حضورؒ، اس کے ساتھ تین ماہ سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ اگر آپ کا حکم ہے تو میں اس کو خط لکھ دوں گا۔" آنے والی رات میں گھر پہ ایک میٹنگ میں تھا۔ بچے نے آ کر کہا' آپ کا بمبئی سے فون آیا ہے۔ میں لاپرواہی میں رہا۔ میں نے خیال کیا شاید مذاق ہو گا۔ بمبئی سے اس وقت مجھے کون فون کرتا ہے۔ آدھ گھنٹے کے بعد پھر فون کے لئے بچے نے بلایا کہ بمبئی سے فون آیا ہے۔ فون سنا تو ہاشم بھائی بول رہے تھے۔ اس وقت میرے ذہن میں پیر صاحبؒ والی بات لوٹ آئی۔ میں نے یہ نہ پوچھا کہ کیسے فون کیا بلکہ میں نے از خود کہہ دیا کہ تم پاکستان آ رہے ہو تو حضور پیر صاحبؒ کے افلاطون اور اگر کا عطر لیتے آنا۔ اس نے حیران ہو کر پوچھا میں نے تو آپ سے نہ کسی دوسرے سے بلکہ گھر والوں سے بھی پاکستان آنے کا ذکر نہیں کیا' آپ کو میرے پاکستان آنے کا کیسے پتہ چلا۔ میں دہلی گیا تھا وہاں اچانک خیال آیا کہ پاکستان جا کر حضور پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ سے بیعت کروں تو ویزا لے لیا۔ آج بمبئی پہنچا اور آٹھ دن بعد کے لئے ٹکٹ اوکے کرا لیا ہے۔ تو میں نے کہا ہاشم! مجھے صبح ہی حضور پیر صاحبؒ نے آپ کے آنے کی اطلاع دی وہ حیران و متعجب ہوا۔ حسب پروگرام ہاشم بھائی آئے۔ مرید ہوئے۔ حضور پیر صاحبؒ کو افلاطون اور اگر کا عطر پیش کیا۔ حضورؒ نے بغیر پیسے کے لینے سے انکار کر دیا۔ حضور

Marfat.com

پیر صاحبؒ کی ہمیشہ عادت تھی' وہ جو کچھ کسی سے منگواتے تھے' چاہے دس روپے کی ہو یا لاکھوں کی' اس کی رقم ادا کرتے تھے۔ اسی طرح گیارہویں شریف کے عرس کے لئے جو چندہ جمع ہوتا تھا اس کو الگ رکھتے تھے۔ ذاتی استعمال میں کبھی نہیں لاتے تھے۔

حاجی ولی صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضور پیر صاحبؒ کچے پتھر کے اندر موجود ہونے والی اشیاء بتا دیتے تھے اور توڑنے پر بارہا مشاہدہ کیا ایسے ہوتا تھا جیسا آپ فرماتے تھے۔ یقیناً آپ غوث پاک رحمتہ اللہ علیہ کے صحیح جانشین اور نقیب تھے۔ دور حاضر کے قطب تھے ہم نے آج تک آپ جیسا کامل انسان نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے فیوضات و برکات سے تاقیامت ہمیں مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

امریکہ میں کاروباری خسارے پر مریدوں کو آگاہ فرمانا

ڈاکٹر اقبال (حضور پیر صاحبؒ کے معالج خاص) فرماتے ہیں۔

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ 2 بھائی حضور پیر صاحبؒ کے ساتھ کھانے پر شریک تھے۔ وہ دونوں بھائی امریکہ سے آئے تھے۔ آپؒ نے اچانک ان دونوں کو کہا کہ آپ امریکہ اب جلدی پہنچیں۔ ساتھ ساتھ آپ نے یہ بھی کہا کہ "بلی" جب گھر میں نہیں ہوتی تو چوہا شیر ہوتا ہے" یہ بات ان دونوں بھائیوں کی سمجھ میں نہ آئی۔ میں نے کھانا کھانے کے بعد ان دونوں بھائیوں سے کہا کہ پیر صاحبؒ نے جو فرمایا وہ آپ کی سمجھ میں آیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ جس پر میں نے انہیں کہا کہ پیر صاحبؒ کا اشارہ آپ کے امریکہ میں کاروبار کی طرف ہے اور جس شخص کے پیچھے آپ کاروبار چھوڑ کر آئے ہیں' میرے خیال سے وہ چوری کر رہا ہے۔ جس پر ان دونوں بھائیوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہو سکتا' جس کو ہم چھوڑ کر آئے ہیں وہ ہمارے اعتماد اور بھروسے کا آدمی ہے۔ بہرحال کچھ دنوں میں جب وہ امریکہ پہنچے اور اپنے کاروبار کا جائزہ لیا تو پتہ چلا کہ جس ملازم پر وہ بھروسہ کرتے تھے' وہ 40 سے 50 ہزار ڈالر تک کا غبن کر چکا تھا۔ اگر پیر صاحبؒ ان کو جلد جانے کا مشورہ نہ دیتے تو ان کا کاروبار ہمیشہ کے لئے بند بھی ہو سکتا تھا۔

Marfat.com

پیر نادر شاہ کا واقعہ

پیر نادر شاہ جو پیر پگاڑا صاحب کے چھوٹے بھائی ہیں اور کافی عرصہ سے میرے زیر علاج ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور پیر صاحبؒ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ میں نے پیر صاحبؒ سے اجازت لی۔ حضور پیر صاحبؒ نے ان کو دوپہر کے کھانے پر مدعو کیا اور میں پیر صاحبؒ کے گھر پیر نادر شاہ کو لے کر پہنچا۔ پیر نادر شاہ نے مجھے کہا تھا کہ میں آپ کے پیر صاحبؒ سے کوئی بات کرنا چاہتا ہوں۔ جب ہم پہنچے تو پہلے سے حضور پیر صاحبؒ کے پاس کچھ مہمان بیٹھے تھے۔ دعا سلام کے بعد کچھ دیر باتیں ہوتی رہیں۔ دوسرے مہمانوں نے اجازت طلب کی۔ پیر صاحبؒ نے انہیں اجازت دے دی۔ میں نے حضور پیر صاحبؒ کے قریب جا کر درخواست کی کہ پیر نادر شاہ آپؒ سے کچھ بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ان کو پہلی منزل پر جو ڈرائنگ روم ہے اس میں لے جائیں۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ پھر حضور پیر صاحبؒ تشریف لائے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ 45 منٹ تک پیرؒ صاحبؒ گفتگو کرتے رہے۔ آپ نے علم نجوم اور ASTROLOGY پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔

کھانے کا وقت ہوا اور گفتگو کا سلسلہ بند ہوا۔ پھر کھانے کے بعد پیر نادر شاہ نے اجازت طلب کی۔ آپ نے اجازت دی۔ راستے میں گھر واپسی کے دوران میں نے پیر نادر شاہ کو سوال کیا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ مجھے آپ کے پیر صاحبؒ سے کچھ بات کرنی ہے۔ لیکن آپ نے نہ تو پیر صاحبؒ سے کوئی سوال کیا اور نہ ہی کوئی بات کی۔ اس پر پیر نادر شاہ نے جواب دیا کہ میرے سب سوالات کا جواب انہوں نے دوران گفتگو ہی دے دیا تو میں ان سے کیا سوال کرتا۔

پیر نادر شاہ نے کہا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے ایک بزرگ ترمذی صاحب نے مجھے کہا تھا کہ آپ کی عمر کے اندر ایک ایسے بزرگ سے ملاقات ہو گی جو اپنے وقت کا بادشاہ ہو گا اور جس کا کرہ ارض پر کوئی ثانی نہیں ہو گا۔ پیر نادر شاہ نے کہا کہ میں سو فیصد وثوق سے کہتا ہوں کہ وہ بزرگ پیر سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانیؒ ہیں جن سے آج

Marfat.com

آپ نے میری ملاقات کرائی۔

پیر نادر شاہ کئی مرتبہ علیل ہوئے اور میں ان کو دیکھنے کے لئے جاتا تو سب سے پہلے وہ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کی خیریت دریافت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ کے پیر وقت کو اپنے ساتھ لے کر چلتے ہیں۔ وہ دریا کے بہاؤ کو پھیر سکتے ہیں۔

اب تو کوئی گلہ نہیں؟

کوئٹہ سے پیر محمد اکرم بیان کرتے ہیں۔

لورالائی سے ٹرانسفر کوئٹہ میں ہوئی۔ خوش قسمتی سے ہمارا نیا دفتر پیرو مرشد کے آستانہ عالیہ کے ساتھ ہی الگیلانی روڈ پر تھا۔ صبح و شام پیرو مرشد کی زیارت نصیب ہوتی رہتی تھی۔

کوئٹہ میں قیام کے دوران میرا یہ معمول ہو گیا کہ اکثر عصر کے وقت روزانہ پیرو مرشد کے حضور حاضری دیتا اور آپ کے فیض سے فیضیاب ہوتا۔ دوران گفتگو یہ احساس ہوا کہ ایک شفیق باپ کی شفقت اور ایک ماں کا پیار مل رہا ہے۔ بہت کم ایسا ہوا کہ میری حاضری کے معمول میں فرق آیا ہو۔ ایک دن ایک ساتھی کے ساتھ دربار حاضری کے لئے جا رہا تھا نہ جانے مجھے دل میں کیا خیال آیا کہ میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ بھائی کئی سال گذر گئے پیرو مرشد نے کبھی نہیں کہا کہ اکرم بھائی تم ہماری گاڑی میں سیر کر لو۔ یہ باتیں کرتے ہم مرشد کے ہاں حاضر ہو گئے۔ دعا سلام کے بعد پیرو مرشد نے فرمایا کہ نہ جانے اکرم ڈرائیور کہاں رہ گیا ہے۔ میرے کراچی سے مہمان آئے ہوئے ہیں' ان کو بازار لے جانا ہے۔ میں نے عرض کیا "حضور! میرا ساتھی میرے ساتھ ڈرائیور ہے اگر آپ حضور کی اجازت ہو تو اس کے ساتھ مہمان کو بازار روانہ کر دیں۔" ذرا دیر توقف کے بعد آپ نے فرمایا کہ "تم خود بھی ان کے ساتھ بازار جاؤ" اور ایک سو روپیہ گاڑی میں پٹرول کے لئے عنایت فرمایا کہ یہ خرچ کر کے آنا ہے۔ رات نو بجے کے قریب واپس آئے تو آپ تشریف رکھتے تھے۔ مہمانون سے فارغ ہو کر مسکراتے مجھے فرمایا "اکرم بھائی! اب تو گلہ نہیں۔"

Marfat.com

فکر مت کرو' خداوند کریم خیر کریں گے

4 اپریل 1977ء کو ایک رات مسلم باغ میں قیام تھا۔ بسوں کی ہڑتال کی وجہ سے لورالائی جانا ممکن نہ تھا۔ راقم اپنے ایک سب انجینئر اور ایک ٹھیکیدار دوست کے ہمراہ بازار میں گھوم پھر رہا تھا کہ کوئٹہ سے ایک بس آئی۔ اس کے ڈرائیور شاہ صاحب میرے دوست تھے۔ کہنے لگے' چلو' میں لورالائی جا رہا ہوں۔ دوسرے مسافروں کے ساتھ ہم بھی بس میں سوار ہو گئے۔ قلعہ سیف اللہ کے قریب بس ڈرائیور نے مشورہ دیا کہ شہر میں چل کر چائے وغیرہ پیتے ہیں۔ جب کہ مسافروں کا تقاضا تھا لورالائی جا کر چائے پئیں گے۔ چنانچہ بس سیدھا لورالائی روانہ ہوئی۔ تین چار کلومیٹر کے فاصلے کے بعد ندی کے راستے میں اترتے ہی بس پر فائرنگ شروع ہو گئی۔ ڈرائیور نے بس کھڑی کر دی اور مسافر بس سے اتر گئے۔ ڈاکو ایک ایک کر کے مسافروں کی تلاشی لے رہے تھے۔ میرے ساتھ سب انجینئر اور ٹھیکیدار عالم پریشانی میں تھے۔ میں نے اپنے پیرو مرشد کو دل ہی دل میں پکارا۔ آواز آئی "اکرم بھائی! فکر مت کرو' خداوند کریم خیر کریں گے۔" اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور پیرو مرشد کی دعا سے کسی بھی مسافر کا کوئی نقصان نہیں ہوا۔ بلکہ ایک دو مسافروں کی کلائی کی گھڑیاں بھی ڈاکوؤں نے واپس کر دیں۔

سیدنا غوث الاعظمؒ کا نام اور حضور پیر صاحبؒ کی توجہ

ایک دفعہ چند ساتھیوں کے ساتھ منی بس میں ژوب سے کوئٹہ کے لئے آ رہے تھے۔ ایک محترم دوست کے یہاں دوپہر کے کھانے کی دعوت تھی۔ ڈرائیور اس وجہ سے وہاں جانا نہیں چاہتا تھا۔ کہ مین روڈ سے گاؤں دور ہے اور اسے گاڑی کے لئے تیل نہیں ملے گا۔ میرے ایک ساتھی نے کہا کہ جب سیدنا غوث الاعظمؒ کا مرید ہمارے ساتھ ہے تو تیل کا بندوبست بھی ہو جائے گا۔ بہرحال ہم اپنے دوست کے ہاں کھانے کے لئے چلے گئے۔ جب روانہ ہونے لگے تو ڈرائیور نے کہا میں تیل چیک کرتا ہوں۔

Marfat.com

چھوٹی سی چھڑی لے کر اس نے ٹینکی میں ڈالی تو کہنے لگا کہ گاڑی میں تیل نہیں ہے۔ میں نے ڈرائیور سے کہا کہ یہاں سے تیس چالیس کلومیٹر مین روڈ پر تیل مل جائے گا۔ مین روڈ پر جا کر بھی تیل نہ ملا۔ اس جگہ سے کوئٹہ تقریباً 45 کلو میٹر دور تھا۔ ہم خدا کے فضل و کرم اور پیرو مرشد کی نظر شفقت و عنایت سے بخیریت منزل مقصود پر پہنچ گئے۔ جب ڈرائیور نے چیک کیا تو ابھی تک ٹینکی میں کافی تیل موجود تھا۔

ہم کسی کا قرض اپنے سر نہیں لیتے

ایک دفعہ راقم کو حضورؒ نے فرمایا کہ میرے پوسٹ بکس کی نئے سال کے لئے RENEWAL FEE جمع کرا دو۔ میں نے دو تین روز بعد رسید لے جا کر پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا۔ "اکرم بھائی! کتنے پیسے ہیں۔" میں نے عرض کی۔ "حضور! میں آپ کا خادم ہوں۔ صرف دعا کا طالب ہوں۔" آپ نے دعا دی۔ میں خوش ہو کر گھر لوٹ آیا۔ دو تین روز بعد ایک بھائی تشریف لائے اور کہا کہ یہ پندرہ سو روپے کی رقم پیر صاحبؒ نے آپ کو بھجوائی ہے۔ میں حیران ہوا کہ میں تو روزانہ حضورؒ کے پاس جاتا ہوں پھر یہ کیا مقصد ہے کہ یہ بھائی صاحب رقم لائے ہیں۔ بعد میں معلوم ہوا کہ حضورؒ نے ان بھائی صاحب کو خواب میں تاکید کی تھی کہ اکرم بھائی ضرورت مند ہے ہم کسی کا قرض اپنے سر نہیں لیتے۔"

ایک عجیب واقعہ

ایک دن حضورؒ کے پاس بیٹھا تھا۔ فرمایا اکرم بھائی! تمہارے پاس کوئی پرائز بانڈ ہے۔ میں نے عرض کی۔ "حضور! میرے پاس نہیں ہے" میرے بچوں نے کہیں سے ہلال احمر کا دس روپے کا ٹکٹ خرید رکھا تھا' وہ میں نے سنبھال کر رکھ لیا۔ جب انعامات کے نمبر اخبار میں شائع ہوئے تو پتہ چلا کہ ہمارے ٹکٹ نمبر پر ایک ہزار روپے نقد کا انعام نکلا ہے۔ یہ سب میرے آقا پیر طریقت کی دعاؤں کی وجہ سے تھا۔

طریق تربیت کا حکیمانہ انداز

Marfat.com

ایک دن بازار سے گزرتے ہوئے دل میں آیا کہ حضورؒ کے لئے PERFUME لے چلوں۔ پھر خیال آیا کہ نہ جانے کون سا PERFUME پسند کریں' کون سا ناپسند کریں۔ بہرحال میں نے PERFUME نہ خریدا۔ جمعۃ المبارک کا روز تھا۔ میں بازار سے سیدھا حضورؒ کے دربار حاضر ہوا۔ گیارہ بجے کا وقت تھا۔ دعا سلام کے بعد پیرو مرشد نے دریافت کیا "اکرم بھائی! تم نے کبھی PERFUME استعمال کی ہے" میں نے عرض کی "آقا میں اکثر PERFUME لگاتا ہوں۔" آپ نے فرمایا "سب قسم کے پرفیومز میں اسپرٹ ہوتی ہے اور اس سے کپڑے مکروہ ہوتے ہیں۔" قربان جاؤں حضرتؒ کے طریق تربیت پر۔ میری اصلاح کر دی اور PERFUME لانے سے بھی نہایت احسن طریقہ سے منع فرما دیا۔

آمدہ حالات سے آگاہی

آپ جناب کے حضور ایک دن حاضر تھا دل میں مایوسی تھی اور یہ خیال آ رہا تھا کہ حضورؒ سے اجازت لے کر موجودہ ملازمت سے پنشن لے لوں۔ حضورؒ فرمانے لگے۔ "اکرم بھائی! ایک چڑیا جو آپ کے ہاتھ میں ہے اسے اس امید پر چھوڑ دینا عقلمندی نہیں کہ درخت پر بیٹھی ہوئی دس چڑیاں میں پکڑ لوں گا۔" اس بات کے دوسرے روز ہی میرے پروموشن کے آرڈر ہو گئے۔ جو کہ گزشتہ تقریباً پانچ سال سے معرض التواء میں تھے۔

اب تو خوش ہو!

مجھے یہ سعادت حاصل رہی کہ اکثر و بیشتر آپؒ کے پاس حاضری کے لئے جاتا رہتا۔ دل میں اکثر یہ خیال آتا کہ آپؒ کے پاؤں دباؤں۔ مگر اس کی قطعاً اجازت نہیں تھی۔ دل میں ارمان تھا کہ آپ نے فرمایا "میں سو جاتا ہوں اکرم بھائی! میرے پاؤں دبا دو۔" دوسرے روز جب میں حاضر ہوا تو آپؒ نے فرمایا۔ "اکرم بھائی! اب تو خوش ہو۔"

Marfat.com

آپ کی بے شمار کرامات ہیں' مگر بقول شاعر

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدہ دل وا کرے کوئی

لال کتاب

جھنگ سے غلام سرور قادری لکھتے ہیں۔

دربار غوثیہ کوئٹہ کا معمول یہ تھا کہ قبلہ پیر صاحبؒ کی آمد سے قبل زائرین و مریدین دربار میں ایک کمرے میں انتظار کرتے تھے۔ تمام حاضرین کو "کافی" پلائی جاتی تھی۔ ایک دفعہ راقم الحروف اور عبدالحمید قادری دونوں دربار غوثیہ کوئٹہ میں قبلہ پیر صاحبؒ کے آنے سے قبل نشست میں بیٹھے وظائف کی کتاب کا تذکرہ کر رہے تھے کہ قبلہ پیر صاحبؒ تشریف لائے اور اور آتے ہی احوال پوچھنے کے بعد خادم کو اپنے مخصوص انداز میں آواز دی "عثمان" (محمد عثمان کا طریق گفتگو ہمیشہ جی حضور تھا) "جی حضور" آپؒ نے فرمایا "لال کتاب چار دانے لے کر آؤ" تھوڑی دیر بعد عثمان 4 عدد کتب (جن کا ذکر ابھی چند لمحے پہلے ہم کر رہے تھے) لے آیا۔ یاد رہے ابھی ہم نے قبلہ پیر صاحبؒ سے اس کتاب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا۔ قبلہ پیر صاحبؒ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا ایک کتاب آپ کے لئے' ایک کتاب عبدالحمید قادری کو عنایت فرمائی۔ بقیہ دو کتب آپ نے پروفیسر صاحب کے لئے ہمیں امانتاً" عطا فرمائیں۔ اور اپنے پیارے انداز میں فرمایا "آپ ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو جانتے ہیں۔" ہم دونوں نے بیک زباں ہو کر عرض کیا "جی حضور) آپ نے فرمایا "یہ دو کتب طاہر القادری کو دے دینا" جو جھنگ آکر ہم نے قائد انقلاب کو دی دیں۔ قبلہ صاحبؒ قائد انقلاب کو ہمیشہ ڈاکٹر کہہ کر پکارتے تھے' جبکہ قائد انقلاب نے ابھی پی۔ ایچ۔ ڈی نہیں کی تھی۔

مریدین پر خصوصی نظر

ہمارے پیر بھائی عبدالحمید قادری کے سسرال سکھر میں رہتے ہیں۔ کوئٹہ جاتے

Marfat.com

ہوئے اکثر وہ سکھر جاتے تھے۔ ایک دفعہ عبدالحمید قادری نے ہمیں بھی سکھر ٹھہرنے کی دعوت دی۔ ہم لوگ رات سکھر گزارنے کے بعد جیکب آباد کے لئے روانہ ہوئے تاکہ وہاں سے چلتن ایکسپریس پر سوار ہو سکیں۔ ہمارا جیکب آباد پہنچنے سے قبل چلتن ایکسپریس روانہ ہو چکی تھی۔ سخت گرمی تھی۔ جمعہ کا دن تھا۔ جمعتہ المبارک جیکب آباد میں ادا کیا۔ سبی کے لئے گاڑی ملی۔ اسی کو غنیمت جانتے ہوئے اس میں سوار ہو گئے۔ سبی پتہ چلا کہ گاڑی تقریباً سات آٹھ گھنٹے کے بعد آئے گی۔ سبی ریلوے سٹیشن پر شام ہو گئی۔ وہاں گرمی کی وجہ سے طبیعت پر بڑا بوجھ ہوا۔ سارے ساتھی پریشان ہو گئے۔ میں سٹیشن پر چھوٹی سی بغیر چھت والی مسجد میں لیٹ گیا۔ خواب میں قبلہ پیر صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی۔ آپؒ کار پر تشریف فرما ہیں ہمیں فرماتے ہیں۔ "آپ لوگ پریشان کیوں ہوتا ہے۔ ہم آپ کے لئے کار لے کر آیا ہے"

مریضہ کی صحت یابی

1981ء کی بات ہے ہمارے پیر بھائی مقصود احمد قادری کی بیوی اس قدر سخت بیمار ہو گئی کہ ڈاکٹر نے جواب دے دیا اور کہا کہ مریضہ زیادہ سے زیادہ 2 گھنٹے تک زندہ رہ سکے گی۔ آپ تمام رشتہ داروں کو بلا لیں۔ مجھے بھی بلایا گیا۔ قبلہ پیر صاحبؒ کے لنگر کا بچا ہوا روٹی کا ٹکڑا، جو کہ قبلہ پیر صاحبؒ نے چھوڑا میرے پاس گھر پر پڑا تھا۔ میں اس میں سے کچھ توڑ کر لایا۔ اس کو پیس کر مریضہ کو کھلایا گیا۔ قبلہ صاحبؒ کے خط پر آپ کی مہر لگی ہوئی ہوتی ہے اس کو کاٹ کر پانی میں گھول کر مریضہ کو پلایا۔ دم کیا نمک کھلایا گیا۔ یقین کیجئے مریضہ ایک گھنٹہ کے بعد ٹھیک ہو گئی۔ اور مزید پانچ سال تک زندہ رہی۔ 1986ء میں اس کا انتقال ہوا۔ یہ واقعہ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔

فضول خرچی پر گفتگو

ایک دفعہ ہم چھ ساتھی کوئٹہ قبلہ پیر صاحبؒ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ دربار شریف معمول کے مطابق دن کو گیارہ بجے کھول دیا جاتا۔ لوگ آنا جانا

Marfat.com

شروع ہو جاتے۔ ہم گیارہ بجے تک بازار کا چکر لگاتے۔ اگر کسی ساتھی نے کچھ خریدنا ہوتا تو اپنی ضرورت کی چیزیں خرید لیتا۔ ایک دن خریداری میں دیر ہو گئی۔ جب ہم دربار میں پہنچے تو قبلہ پیر صاحبؒ نے مثبت اندازا میں ہماری تربیت فرمائی۔ اس دن کے بعد کبھی دیر سے دربار نہ پہنچے اور نہ ہی کبھی خریداری کی۔

دوران ذکر قبلہ پیر صاحبؒ کی زیارت

ایک دفعہ راقم الحروف کے مکان پر ایک روحانی اور پر رونق محفل ذکر ہوئی۔ دوران ذکر غنودگی کے دوران قبلہ پیر صاحبؒ کی زیارت ہوئی۔ آپ کا چہرہ اقدس اتنا زیادہ حسین جیسے ہزار ٹیوب لائٹس روشن ہوں۔ دنیا کی کسی چیز کی مثال آپ کے چہرہ اقدس سے نہیں دی جا سکتی۔

قبلہ پیر صاحبؒ کے دست اقدس میں ایک لمبی فہرست تھی۔ پتہ چلا کہ یہ عشاقان رسول ﷺ کی فہرست ہے۔ میں نے جب فہرست پڑھی تو مجھے بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس لسٹ میں میرا نام بھی موجود تھا۔

اولاد کو اچھی تربیت کی تلقین کرنا

ایک دفعہ قبلہ پیر صاحبؒ کی اہلیہ محترمہ کے رشتہ داروں میں سے کسی کا بچہ گم ہو گیا۔ بچہ جب گھر واپس آیا تو انہوں نے اس کو بہت مارا۔ وہ آدمی' جس نے بچے کو مارا تھا' جب کوئٹہ دربار میں حاضر ہوا تو قبلہ پیر صاحبؒ نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا ''اتنا مارتے ہیں؟ آپ نے کیوں اس کو مارا؟ بچوں کو مارنے کی بجائے ان کی اچھی تربیت کرتے ہیں۔'' جب قبلہ پیر صاحبؒ تشریف لے گئے۔ تو انہوں نے بھرے دربار میں سب کو یہ بات بتائی کہ ہمارا گھر یہاں سے بہت دور پہاڑوں پر ہے۔ پیر صاحبؒ کو کسی نے نہیں بتایا مگر میں حیران ہوں کہ آپ کو تمام واقعہ کا کیسے علم ہو گیا۔

جوتوں کی صنعت سے متعلق گفتگو

Marfat.com

ایک دفعہ کراچی میں شوز فیکٹری کا مالک راقم کے ساتھ تھا۔ قبلہ پیر صاحبؒ کی زیارت کے لئے گئے دوران ملاقات گفتگو شروع ہوئی تو نئے جوتے بنانے کا تذکرہ چھڑ گیا۔ قبلہ پیر صاحبؒ نے لندن کی بڑی بڑی مارکیٹوں میں فروخت ہونے والے مختلف جوتوں کا بالتفصیل ذکر فرمایا۔ قبلہ پیر صاحبؒ اپنے مخصوص انداز میں فرمانے لگے۔ ''آپ کو پتہ ہے فلاں جوتا کیسے بنتا ہے۔ اس کے چڑے کو دودھ میں بگھویا جاتا ہے۔ پھر اس کو ملائم کر کے اتنے دن پانی میں رکھا جاتا ہے۔ پھر اس کو ایسے بنایا جاتا ہے۔'' غرضیکہ آپ نے کئی جوتوں کی قسمیں گنوائیں اور ان میں سے کئی جوتوں کے بنانے کے طریق کار کو اس طرح تفصیل سے بتایا کہ شوز فیکٹری کا مالک میری طرف اور قبلہ پیر صاحبؒ کی طرف حیرانی سے دیکھتا رہا۔ آپ کی گفتگو سے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے آپ دنیا بھر میں شوز کے بہت بڑے تاجر ہیں۔ دنیا کے کسی بھی مسئلہ پر بھی گفتگو ہوتی تو ایسا محسوس ہوتا کہ قبلہ پیر صاحبؒ اس موضوع پر اتھارٹی ہیں۔

دربار غوثیہ میں چند احباب کی حاضری

ایک دفعہ جھنگ سے ہم کچھ ساتھی کوئٹہ گئے تو جب ہم دربار غوثیہ میں حاضری کے لئے گئے تو آپ کے خادم نے بتایا کہ قبلہ پیر صاحبؒ آپ کے آنے سے قبل گفتگو فرما رہے تھے کہ ''آج جھنگ سے مرید لوگ آ رہا ہے۔'' حالانکہ ہم نے نہ ہی فون کے ذریعے اور نہ ہی خط کے ذریعے آپ کو اطلاع دی۔

Marfat.com

سیدنا طاہر علاؤالدین اور تحریک منہاج القرآن
(خصوصی تعلق)

ترتیب : محمد جاوید نقشبندی

شیخ المشائخ قدوۃ الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین' الگیلانی' البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دنیائے ولایت کے اس آفتاب درخشاں کا نام ہے جس کی تابدار کرنوں کے فیض سے بحالی غلبہ اسلام کی عظیم تحریک "تحریک منہاج القرآن" کا آغاز ہوا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے بہت قلیل عرصے میں اس مشن کو وہ تحریک (MOMENTUM) ملا کہ آنے والا ہر لحہ اس تحریک کی مقبولیت اور وسعت کا پیامبر بن گیا۔ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایسی عبقری اور نابغہ روزگار شخصیت کی تمام تر علمی' فکری' تحریکی اور انقلابی سوچ دراصل اس روحانی بیعت کا نتیجہ ہے جو انہوں نے حضرت رحمتہ اللہ علیہ کے دست اقدس پر کی۔

روحانی اقدار کی بحالی کے لئے تحریک منہاج القرآن نے اپنے آغاز سے ہی بھرپور جدوجہد کی ہے۔ بانی تحریک منہاج القرآن کا تحریک شروع کرنے سے پہلے ہی کسی عظیم روحانی بزرگ کی بیعت کرنا اس کا بین ثبوت ہے۔ قائد انقلاب نے بیعت کے لئے مسنون طریقہ پر باقاعدہ استخارہ کیا۔ جس کے نتیجے میں آپ کو حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت نصیب ہوئی اور آپ کو حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کی بیعت کرنے کی بشارت دی گئی کہ آپ کوئٹہ جا کر سیدنا طاہر علاؤالدین کی بیعت کر لیں۔ بیعت کا واقعہ خود قائد انقلاب نے اس طرح بیان کیا۔

"میں نے 1967ء میں قدوۃ الاولیاء کے دست حق پرست پر بیعت براہ راست سیدنا غوث الاعظمؓ کے حکم سے کی تھی۔ میں مرشد کی تلاش میں تھا۔ حضور داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کی کتاب کشف المحجوب میں پڑھا تھا کہ استخارہ کرنا ان کا معمول تھا اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرامؓ کی سنت بھی ہے۔ چنانچہ میں نے بیعت کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے راہنمائی لینے کے لئے استخارہ کیا۔ یہ مسنون استخارہ میں

Marfat.com

نے سات دن تک کیا دل میں خواہش یہ تھی کہ سیدنا غوث الاعظمؓ خواب میں اپنے دیدار سے نوازیں گے اور حکم دیں گے اور مرشد کی زیارت بھی ہو گی تب بیعت کروں گا۔ پہلی بار استخارے پر حضور پیر صاحبؒ کی زیارت نصیب ہوئی مگر چونکہ ذہن میں یہ خیال رکھا تھا کہ حضور غوث الاعظمؒ کی زیارت اور آپ کے حکم سے بیعت کروں گا۔ لہٰذا میں نے استخارہ سات روز تک جاری رکھا۔ ساتویں رات حضور سیدنا غوث الاعظمؒ کی زیارت نصیب ہوئی تو میں نے دیکھا کہ کوئٹہ کی ایک سڑک ہے اس پر جا رہا ہوں سڑک پر جاتے ہوئے اچانک ایک گلی کا موڑ آتا ہے' حضور غوث اعظمؓ اچانک تشریف لاتے ہیں' میں آپ کی دست بوسی کرتا ہوں آپ میرا بازو پکڑ کر فرماتے ہیں کہ آؤ ہم نے طاہر علاؤالدین کو کہہ دیا ہے کہ بیعت کر لو۔ چنانچہ میں بیعت کے سلسلے میں کوئٹہ چلا گیا۔ وہاں پہنچ کر میں نے حضرت کا معلوم کیا پتہ چلا کہ خداداد روڈ پر رہتے ہیں۔ جب میں خداداد روڈ پر پہنچا تو دیکھا وہ منظر جو میں خواب میں دیکھا تھا وہ نہیں تھا۔

آپ کے گھر کے دروازے پر پہنچا' سامان لادا جا رہا تھا اور حضرت تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے مجھ سے پوچھا کون؟ میں نے عرض کیا حضور پنجاب سے آیا ہوں' محمد طاہر میرا نام ہے۔ فرمایا کیا چاہتا ہے؟ عرض کیا حضور بیعت کے لئے آیا ہوں۔ فرمایا کل شارع الجیلانی آ جاؤ اب ہم یہ مکان چھوڑ کر دربار غوثیہ شارع الجیلانی جا رہے ہیں۔ میں وہاں سے آ گیا۔ نماز مغرب پڑھ کر اسی وقت پھر خیال آیا چلو زیارت کے لئے تو چلتے ہیں پتہ معلوم کر کے شارع الجیلانی گیا لٹن روڈ پر آیا تو وہی سڑک اور وہی گلی جس کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ خلاف معمول مغرب کے بعد اچانک تشریف لائے اور پوچھا کون؟ اندھیرا تھا۔ میں نے عرض کیا میں طاہر ہوں۔ فرمایا کس لئے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور بیعت کے لئے۔ آپ نے خود ہی فرمایا کل بیعت کرے گا۔ میں نے عرض کیا' ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے عرض کیا حضور میرا نام محمد طاہر ہے۔ آپ مسکرا پڑے۔ میرا بازو پکڑا' فرمایا۔ آؤ ہمارا ہم نام ہے۔ ابھی بیعت کرتا ہوں۔ آپ نے اسی وقت بیعت کر لیا پھر آپ سے تعلق قائم ہو گیا آپ کی خدمت میں ہمیشہ جاتا رہا۔

یہ بانی تحریک منہاج القرآن قائد انقلاب پر قدوۃ الاولیاء کی خصوصی شفقت تھی

Marfat.com

اس کے بعد آپ نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں تک ظاہری اور بعداز وصال باطنی طور پر تحریک منہاج القرآن کے جملہ معاملات میں روحانی سرپرستی کی۔

1984ء میں آپ ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کے لئے بنفس نفیس تشریف لائے اور تحریک منہاج القرآن کی حوصلہ افزائی کی اور روحانی شفقت فرمائی۔ آپ نے اپنے اس دورے میں ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا اور ادارے میں ہونے والے دیگر جملہ پروگراموں میں بنفس نفیس شرکت فرمائی۔

اس دورے کے بعد قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدینؒ 1987ء میں لاہور تشریف لائے۔ حضور پیر صاحبؒ 10 مارچ 1987ء کو بذریعہ تیزگام کراچی سے لاہور تشریف لائے آپ کے چہیتے مرید قائد انقلاب پروفیسرڈاکٹر محمد طاہرالقادری' جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے طلبہ ' اورہ منہاج القرآن کے رفقاء و اراکین کی کثیر تعداد نے قدوۃ الاولیاء کا اسٹیشن پر استقبال کیا۔ آپ اس دورے میں پانچ دن لاہور تشریف فرما رہے اور آپ نے کمال شفقت اور سرپرستی فرماتے ہوئے 10 مارچ سے 15 مارچ تک ادارہ کے تمام پروگراموں میں شرکت فرمائی۔ اس موقع پر آپ کے دو صاحبزادگان سید محمد ضیاء الدینؒ اور سید عبدالقادر جمال الدین بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ 10 مارچ کو غوثیہ پارک میں محفل میلاد میں آپ کی تشریف آوری نے محفل کی رونق کو دوبالا کر دیا۔ 11 مارچ 1987ء کو جامع مسجد منہاج القرآن میں سینکڑوں کی تعداد میں خواتین و حضرات نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ نے حضور داتا گنج بخشؒ کے دربار عالیہ پر حاضری دی بعد نماز مغرب اکبر چوک جوہر ٹاؤن میں مزمل مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اس کے بعد آپ "کاشانہ غوثیہ" ٹاؤن شپ تشریف لے گئے جہاں پر آپ نے غوث الاعظم کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ مریدین کی عقیدت کا عالم یہ تھا کہ آپ نے جس راستے سے آنا تھا اس راستے سے جلسہ گاہ تک 30 گز لمبا قالین بچھایا گیا تھا اور اوپر سنہری تاروں سے آرائشی چھت بنائی گئی تھی۔ غوث الاعظم کانفرنس رات گئے تک جاری رہی اور آپ کی خصوصی دعا پر اس کانفرنس کا اختتام ہوا۔

12 مارچ 1987ء قبلہ شیخ المشائخ نے برانڈرتھ روڈ پر دکان کے افتتاح کے بعد

Marfat.com

چوک شادمان کالونی میں جامع مسجد تجلی کعب کا افتتاح فرمایا۔ صبح 11 بجے آپ نے ہزاروں افراد کی موجودگی میں ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کا افتتاح فرمایا۔

قومی پرچم اور ادارے کا پرچم لہرانے کے بعد قبلہ پیر صاحبؒ نے غلبہ اسلام اور استحکام پاکستان کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔ بعدازاں آپ نے جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا افتتاح فرمایا۔ جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ آپ کی ایک خصوصی نشست ہوئی۔ تمام طلباء آپ کے سامنے فرش پر بیٹھے تھے۔ آپ نے طلباء کو عربی زبان میں پندو نصائح سے نوازا اور دریافت فرمایا کہ آیا وہ ان کی بات سمجھ گئے ہیں یا نہیں۔ اس پر پروفیسر صاحب نے درخواست کی کہ چند ناصحانہ کلمات اردو زبان میں بھی ارشاد فرما دیجئے۔ چنانچہ آپ طلبہ سے گویا ہوئے۔

"آپ اس ملت کا مستقبل ہیں آپ نے دور حاضر کی اڈتی ہوئی گمراہیوں کا مقابلہ کرنا ہے۔ خود کو علم و عمل میں اس چیلنج کا مقابلہ کرنے کے قابل بناؤ۔"

اس مرحلے پر پروفیسر محمد طاہر القادری کی نیاز مندی اور عقیدت کا عالم یہ تھا کہ یہ عرض کرتے ہوئے قدوۃ الاولیاء کے قدموں میں گر گئے۔

"حضور! آپ ہمارے مستقبل کی عزت اور وقار ہیں"

درد و سوز کی کیفیت چھا گئی۔ طلباء اور اساتذہ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اور وہ اس قدر روئے کہ ہچکیاں بندھ گئیں۔ ان آنسوؤں' آہوں اور سسکیوں کی فضا میں سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہوئی اور آپ نے فرمایا:

"تم ہی کامیاب ہو گے۔ اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ تمہارے ذریعے اسلام کو غلبہ ملے گا۔ اس کے بعد مرکزی سیکرٹریٹ میں سینکڑوں کی تعداد میں منتظر خواتین و حضرات نے آپ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ قادریہ سے منسلک ہونے کا شرف حاصل کیا۔

بعد نماز عشاء پہلی دو روزہ مرکزی منہاج القرآن کانفرنس تھی جس میں پاکستان سے اور بیرون ممالک سے کثیر تعداد میں علماء مشائخ نے شرکت کی۔ قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤالدین رحمتہ اللہ علیہ نے تحریک منہاج القرآن کے روحانی سرپرست کے طور پر اس کانفرنس کی صدارت فرمائی۔ کانفرنس کے اختتام پر شیخ المشائخ نے نہایت پرسوز

Marfat.com

انداز میں تحریک اور غلبہ اسلام کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

13 مارچ 1987ء کو بھی سینکڑوں خوش نصیب حضرات نے حضور پری صاحبؒ کے دست حق پرست پر جامع مسجد منہاج القرآن میں شرف بیعت حاصل کیا۔ جبکہ خواتین کی ایک کثیر تعداد کو حضور پیر صاحبؒ نے مرکزی سیکرٹریٹ کے کانفرنس ہال میں شرف بیعت سے سرفراز فرمایا۔

مجلس بیعت کے بعد آپ سوک سنٹر بغداد ٹاؤن (ٹاؤن شپ) تشریف لے گئے جہاں قبلہ شیخ المشائخ نے منہاج القرآن یونیورسٹی کمپلیکس اور جامع المنہاج کا سنگ بنیاد رکھا اور ادارہ منہاج القرآن کی کامیابی کے لئے انتہائی خشوع و خضوع سے دعا فرمائی۔ اسی روز آپ نے جامع مسجد اتفاق میں منہاج القرآن کانفرنس کے دوسرے سیشن کی صدارت فرمائی۔ کمال شفقت فرماتے ہوئے نماز جمعہ کی امامت سیدنا طاہر علاء الدین رضی اللہ عنہ نے خود فرمائی۔ ایک لاکھ سے زائد فرزندان توحید نے آپ کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے اختتام پر قبلہ شیخ المشائخ نے اتحاد امت اسلامیہ' استحکام و سلامتی پاکستان اور تحریک منہاج القرآن کی کامیابی کے لئے خصوصی دعا فرمائی۔

14 مارچ کو حضور پیر صاحبؒ مراڑیاں شریف ضلع گجرات تشریف لے گئے جہاں آپ نے مدرسہ مراڑیاں شریف (ضلع گجرات) کے سالانہ جلسہ کی صدارت فرمائی۔ حاضرین جلسہ کو دعاؤں سے نوازا اور اسی روز واپس لاہور تشریف لے آئے۔

15 اگست کو صبح قبلہ پیر صاحبؒ نے مرکزی منہاج القرآن کانفرنس کی مختلف انتظامی کمیٹیوں سے الگ الگ ملاقاتوں کے بعد جامعہ اسلامی منہاج القرآن کے طلباء کے ساتھ ایک خصوصی نشست فرمائی جس میں آپ نے طلبہ کو انمول ناصحانہ کلمات سے نوازا۔ اسی روز آپ بذریعہ تیزگام واپس کراچی تشریف لے گئے۔

1987ء میں جب قائد انقلاب پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے یورپ اور کویت کا کامیاب دورہ کیا تو مخالفین بلبلا اٹھے۔ اور انہوں نے تحریک منہاج القرآن کی عالمی سطح پر اٹھان کو دیکھ کر معاندانہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا۔ قائد انقلاب کی ذات اور تحریک منہاج القرآن کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش حتی کہ سلسلہ قادریہ کے بہت سے وابستگان بھی اس پروپیگنڈہ کی رو سے بہہ گئے اور خود قائد انقلاب کے

Marfat.com

کئی پیر بھائیوں نے جب تحریک منہاج القرآن کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرنے کی کوشش کی تو حضور سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادی رضی اللہ عنہ کا کرم دیکھیں کہ آپ نے پاکستان میں موجودہ سلسلہ قادریہ کے وابستگان اور علماء و مشائخ کے نام ایک پیغام جاری کیا جس میں آپ نے ادارہ منہاج القرآن کے کام پر اطمینان کا اظہار کیا اور علماء و مشائخ' سلسلہ قادریہ کے وابستگان کو آپس میں محبت کے ساتھ رہنے کی تلقین فرمائی اور ادرہ کو نقصان پہنچانے والوں کو آپ نے سلسلہ قادریہ سے خارج فرما دیا۔ اور تمام مشائخ علماء اور مریدوں سے سچے دل سے ادارے کی خدمت کی اپیل کی۔ یہ تحریک منہاج القرآن پر شیخ المشائخ کا کتنا بڑا کرم تھا کہ آپ باطنی اور روحانی طور پر بھی بانی تحریک کو نوازتے رہے اور ظاہری طور پر بھی تحریک منہاج القرآن اور بانی تحریک کی دلجوئی اور سرپرستی فرماتے تھے۔ اس چیز کا اندازہ آپ کے اس خط سے بخوبی مترشح ہوتا ہے۔

Marfat.com

علماء و مشائخ اور وابستگان سلسلہ قادریہ کے نام

قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادیؒ کا پیغام

کافی حضرات پاکستان میں ہم سے مرید اور خلافت لیا ہے۔ اور جو مرید بنایا اور اس کو خلافت ہم نے عطا فرمائی ہے۔ وہ تقویٰ اور اشاعت اور مسلمان کے درمیان اصلاح دی گئی ہے۔ اور میں کسی ادارہ یا انجمن کی تکفیر کرنے والا نہیں۔ چنانچہ ہم لوگ کا امام ابوحنیفہ امام اعظم کی مخالفت لوگوں نے کی۔ جلد پنجم تاریخ بغداد خطیب بغدادی مخالفت برائے مخالفت اس امام اعظم کی ایک سو صفحات پر مشتمل کتاب میں مخالفت کی جوکہ ہم سب حنفیوں کے امام ہیں۔ اور مجھے افسوس ہے کہ ایک مسلک ایک مکتبہ فکر بھائی بھائی کے اوپر تکفیر اور کفر کے فتوے لگا رہا ہے۔ چنانچہ میں تمام علماء اور مشائخ سے کہوں گا کہ وہ اسلام کی ظاہرو باطن خدمت کریں۔ اور تقویٰ اختیار کریں اور دل کو حسد اور کینہ سے پاک کر دیں بغض اور منافرت اور اپنے پیر بھائیوں کے درمیان منافرت اور مشائخ عظام پر کیچڑ اچھالنا علماء کی تکفیر کرنا مسلک کے لئے نقصان دہ ہے۔ ہر انسان کے اندر خوبی اور خامی موجود ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہر انسان کو کفر اور بدی سے بچائے۔ تحقیق اور جہاد اور فتویٰ اس کے لئے کبھی موافقت اور کبھی مخالفت ہے عالم اور محقق اگر اس میں خطا کرے۔ تو اسے ایک ثواب مل جاتا ہے اور اگر درست کیا تو اسے دو ثواب ملیں گے۔ ادارہ منہاج القرآن کے کام سے ہم بہت مطمئن ہیں طریقہ قادریہ اور مذہب اسلام کی عالمگیر سطح پر خدمت کر رہا ہے اس کی خدمات سے سلسلہ قادریہ اور اسلام کو فائدہ ہے اس پر کیچڑ اچھالنا اور اس کے اوپر تکفیر کرنا سخت ناگوار اور نقصان دہ کوشش ہے۔ ہر کسے باشد جو بھی اس ادارہ کو نقصان پہنچا رہا ہے وہ خود طریقہ قادریہ پر نہ سمجھے اور یہ بھی نہ خیال کرے کہ وہ اس کی کوئی خدمت کر رہا

Marfat.com

ہے۔ بلکہ مذہب کو سخت نقصان دے رہا ہے۔

چنانچہ تمام علماء کرام، مشائخ عظام اور سنی حنفی برادران بالخصوص مریدان حضرت غوث الاعظم دستگیر سے التماس ہے کہ وہ دل کی گہرائیوں سے ادارہ منہاج القرآن سے وابستگی اختیار کریں اور اس کی خدمت کریں۔

پیر سید طاہر علاؤالدین

19 جون 1988ء کو لندن میں ہونے والی منہاج القرآن انٹرنیشنل کانفرنس کی صدارت قبلہ حضور شیخ المشائخ نے فرمائی اور یہ آپ کی ہی روحانی توجہات اور فیوضات کا اثر تھا کہ یہ کانفرنس بین الاقوامی سطح پر ایک منفرد رنگ اختیار کر گئی اور اس میں دنیا کے 36 ممالک کے نمائندوں نے شرکت کی۔ ملت اسلامیہ کی آنکھوں نے ایک بار پھر اتحاد و یگانگت اور غلط دین حق کی بحالی کے لئے امت کے نمائندہ افراد کو ایک پلیٹ فارم پر دیکھا۔

حضرت قبلہ سیدنا حضرت طاہر علاؤالدین رضی اللہ عنہ نے تحریک منہاج القرآن پر اپنی ظاہری حیات میں جتنا کرم فرمایا اس پر تحریک منہاج القرآن جتنا بھی فخر کرے کم ہے تحریک منہاج القرآن نے اپنے اس عظیم روحانی سرپرست کی توجہات اور فیوضات سے اپنے کٹھن سے کٹھن مرحلے طے کئے ہیں۔ اس تحریک کو چونکہ یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہ اس گئے گذرے دور میں بھی صالحین امت اور روحانی پیشواؤں کی صحبتوں سے خوشہ چینی کرتے ہوئے ان کی تعلیمات کو عام کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس تحریک نے ہمیشہ مشائخ کا ادب سکھایا ہے۔ اور جس کسی نے مشائخ اور بالخصوص خانوادہ غوث الاعظمؓ کے ساتھ غلط رویہ اپنایا اس کے خلاف سینہ سپر ہو گئی اور اس پر یہ واضح کر دیا کہ آج بھی غوث جلی کے پروانے تحفظ ناموس خانوادہ غوث الاعظمؓ کی خاطر اپنی جانیں تو وار سکتے ہیں مگر ناموس خانوادہ غوث الاعظمؓ پر کوئی حرف نہیں آنے دیں گے۔

5 اپریل 1988ء کی اندوہناک رات جب خانوادہ غوث الاعظمؓ کے دو شہزادوں یعنی شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کے جگر گوشے سید محمود محی الدین اور سید

Marfat.com

عبدالقادر جمال الدین کو رعونت و خود سری کے نشے میں بدمست ایک ہندو نواز نواب کے بیٹے نے ایک بے بنیاد مقدمے کی آڑ میں پولیس اور اپنے ذاتی محافظوں کی مدد سے اغوا کر لیا پھر ان اغوا کرنے والوں میں سے ہی پولیس کو جب علم ہوا تو وہ خود اس فرعون کی اس سازش کو بے نقاب کر کے اس کی راہ میں مزاحم ہو گئی اور ان کو واپس پہنچا دیا گیا مگر تحریک منہاج القرآن نے اس ملزم کو گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کے لئے پورے ملک میں احتجاج کیا اور بالخصوص 20 جولائی 1988ء کو لاہور میں پہلا احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس مظاہرے میں از اول تا آخر نظم و ضبط برقرار رہا بلاشبہ یہ مظاہرہ غوث الاعظمؒ کی زندہ کرامت تھا۔ اور اس مظاہرے میں اعلان کیا کہ اگر ملزم کو گرفتار نہ کیا گیا تو 4 اگست 1988ء کو لاکھوں عقیدت مندان غوث الاعظمؒ کفن بردار جلوس نکالیں گے۔ اس مظاہرے کے اعلان سے حکومت شدید دباؤ میں آ گئی اور اس نے بالآخر 2 اگست 1988ء کو ملزم کو گرفتار کر لیا۔ بہرحال 4 اگست کو احتجاجی جلوس کی بجائے حضرت داتا گنج بخشؒ پر عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس میں بدل دیا گیا۔ القصہ تحریک منہاج القرآن نے تحفظ ناموس خانوادہ غوث الاعظمؒ کی تحریک چلا کر نہ صرف اس سرچشمہ روحانیت کے ساتھ اپنی روحانی وابستگی کا ثبوت دیا بلکہ اس عظیم روحانی خانوادے کی عزت کے لئے سب کچھ داؤ پر لگا دیا۔

اگر خانوادہ غوث الاعظمؒ اور عصر حاضر میں فیضان غوث الاعظمؒ کے امین شیخ المشائخ سیدنا طاہر علاؤ الدینؒ کی تحریک منہاج القرآن کے بانی اور تحریک منہاج القرآن پر اس قدر شفقتیں اور عنایات ہیں تو منہاج القرآن بھی آپ کی عزت کی خاطر جان چھڑک سکتی ہے۔ بہرحال یہ ایمان افروز حقائق ہیں جن کو محبت اور اہل دل خوب سمجھتے ہیں۔

تحریک تحفظ ناموس خانوادہ غوث الاعظمؒ کے دوران ہی قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد کی طرف سے مباہلہ کا چیلنج دیا گیا تھا۔ جس کو قبول کر لیا گیا۔ اور 24 اکتوبر 1988ء 12 ربیع الاول میلاد النبی ﷺ کے موقع پر مرزا طاہر احمد کو للکارا گیا کہ میدان میں آ جاؤ مگر وہ نہ آیا۔ حضور ﷺ کے میلاد کے اس پر مسرت

Marfat.com

موقع پر ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں حضور پیر صاحبؒ نے تحریک منہاج القرآن پر ایک بار پھر کرم فرمایا اور قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے اس معرکہ کو بنفس نفیس تشریف لائے۔ اور اس تاریخ ساز کانفرنسوں کی صدارت فرمائی۔

حضور قدوۃ الاولیاء لاہور میں تحریک منہاج القرآن پر کرم فرمانے کے لئے نومبر 1990ء پر تشریف لائے اور آپ کے دم قدم سے چوبرجی کوارٹر گراؤنڈ میں غوث اعظم کانفرنس کو چار چاند لگ گئے۔

14 نومبر 90ء کو حضور تشریف لائے۔ آپ کا بڑا والہانہ اور دیوانہ وار استقبال کیا گیا۔ رات دس بجے آپ نے غوث اعظمؒ کانفرنس میں شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس میں آپ کے علاوہ کئی اور مشائخ نے بھی شرکت کی۔ جن میں سید کبیر علی شاہ مدظلہ اور سید غضنفر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ بھی آپ کی زیارت اور آپ سے محبت کے نتیجے میں کشاں کشاں آئے۔ مولانا سعید مجددی نے بھی اس میں خطاب کیا۔ اس کانفرنس کے انعقاد میں برادر طریقت الحاج محمد سلیم قادری اور ادارہ کی تنظیمات نے بھرپور محبت و عقیدت اور بہترین انتظام و انصرام کا مظاہرہ کیا۔ 15 نومبر 90ء کو غوثیہ پارک ماڈل ٹاؤن میں حضور پیر صاحب کے دست حق پرست پر ہزاروں مرد و زن نے شرف بیعت حاصل کیا۔ اسی روز آپ ڈیڑھ بجے تشریف لے گئے۔

آپ نے بعد از وصال بھی تحریک منہاج القرآن پر اتنا کرم فرمایا کہ تحریک منہاج القرآن اس کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ وصال کے بعد اپنا جائے مدفن لاہور کو بنا لیا اور وہ بھی جامع مسجد المنہاج بغداد ٹاؤن جس کا سنگ بنیاد 1987ء میں حضور پیر صاحبؒ نے اپنے دست اقدس سے رکھا تھا' آج آپؒ اسی جگہ آرام فرما ہیں۔

Marfat.com

سید السادات ؒ کے انٹرویوز

آپ عالم اسلام کی ایک عظیم دینی و روحانی شخصیت تھے جن کا وجود مسعود دنیا کے لئے بالعموم اور پاکستان کے لئے بالخصوص کسی نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا آپ کی حیات مقدسہ میں ادارہ منہاج القرآن صوبہ سندھ کے سابق صدر جناب ملک نور خاں ایڈووکیٹ صوبائی ناظم اور سابق ناظم خواجہ محمد اشرف نے آپ سے خصوصی انٹرویو لیا تھا۔ جس میں سے چیدہ چیدہ مواد قارئین کرام کے علمی و روحانی استفادہ کے لئے شامل کیا جارہا ہے۔

سوال : اپنے بچپن کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے؟

جواب : میرے بچپن کا زمانہ والدین اور بھائیوں کے ساتھ انتہائی خوش و خرم ماحول میں اور خوشگوار یادوں کے جلو میں بسر ہوا۔

سوال : اپنے والد گرامی کے روحانی و دینی مقام کے بارے میں ارشاد فرمایئے؟

جواب : میں اپنے والد کے بارے میں کیا کہوں۔ کسے باشد اپنے والد کی تعریف تو ہر کوئی کرتا ہے میرے والد بزرگوار کے روحانی مقام اور درجے سے عراق اور عراق سے باہر بشمول برصغیر پاک و ہند اور افریقہ پوری دنیا بخوبی واقف ہے اہل فکرو نظر میں سے ہر شخص ان کے بارے میں جانتا ہے۔

سوال : آپ پاکستان میں کب تشریف لائے اور اس کا بنیادی محرک کیا تھا نیز پاکستان میں آپ نے دربار غوثیہ کے قیام کے لئے کوئٹہ کو خاص کیوں منتخب فرمایا؟

جواب : میں 1956ء میں پاکستان آیا پاکستان میں نقل نکانی کرنے کا واحد محرک تبلیغ و دعوت دین تھا پاکستان حضور غوث پاک کی توجہ کا مرکز ہے۔ یہاں سے لاکھوں کی تعداد میں پاکستانی بغداد آتے جاتے تھے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے وہ اس محبت و عقیدت کی بنیاد پر جو انہیں حضرت غوث اعظم ؓ سے ہے ہمیں پاکستان آنے کی دعوت دیتے رہتے تھے چنانچہ پاکستان کی کشش ہمیں یہاں کھینچ لائی۔

Marfat.com

جب میں پاکستان آیا تو میں نے سب شہروں میں کوئٹہ کو سب سے زیادہ صاف ستھرا آب و ہوا کے اعتبار سے اپنی طبیعت کے موافق پایا اس کے علاوہ یہاں کے لوگ طبیعت کے بہت سادہ اور دین کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت رکھنے والے ہیں کوئٹہ میں پٹھان بلوچ سندھی پنجابی اور مہاجر ہر قسم کے لوگ آباد ہیں۔ جن میں تصنع اور بناوٹ نام کو نہیں۔

سوال : برصغیر میں سلسلہ قادریہ کو سب سے پہلے کس نے روشناس کرایا خانوادہ غوث اعظم میں سب سے پہلے کون یہاں آیا اور ان میں سے کون کہاں کہاں مقیم ہے؟

جواب : برصغیر میں سلسلہ قادریہ کی اشاعت کا کام سید عبدالقادر جیلانی کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا سب سے پہلے غوث اعظمؒ کے سب سے بڑے بیٹے حضرت عبدالرزاقؒ سرزمین پاک و ہند میں آئے اور کچھ عرصہ قیام کے بعد واپس چلے گئے۔ ان کے بعد مختلف زمانوں میں مشائخ اولیاء اور بادشاہ دربار غوث اعظم میں حاضری دیتے رہے وہ حضور غوث اعظم کی اولاد کو ہندوستان آنے کی دعوت دیتے تھے۔

سوال : دنیا بھر میں سلسلہ قادریہ کی ترقی اور پیش رفت کا کام آغاز سے اب تک کس نہج پر ہوا ہے؟

جواب : جیسا کہ میں نے ابھی کہا برصغیر میں سلسلہ قادریہ کا کام تو حضرت غوث اعظمؒ کے زمانے سے ہی شروع ہو گیا تھا اس دور میں اندلس (سپین) انڈونیشیا اور بالخصوص مکہ میں قادریہ سلسلہ کی اشاعت کے کام کا آغاز ہو گیا تھا مکہ المکرمہ میں سلسلہ قادریہ کے پانچ سو کے لگ بھگ مراکز قائم ہو گئے تھے۔ اس طرح مدینہ منورہ میں بھی سلسلہ قادریہ کو پذیرائی حاصل ہوئی۔ عرب' مشرق وسطی افریقہ' مغربی افریقہ' مشرقی افریقہ میں سلسلہ قادریہ سے وابستگان کی تعداد 88 فیصد کے برابر ہے جنوبی افریقہ میں دوغ اور پر تکیری لوگوں نے آکر اسلام کے سیلاب کے آگے بند باندھ دیا اور یوں سلسلہ قادریہ کی تبلیغ کوششوں میں رکاوٹ پیدا ہو گئی۔ اللہ کے فضل و کرم سے پاکستان اور بھارت میں اس وقت لوگوں کی ایک بڑی تعداد طریقہ قادریہ سے فیض حاصل کر رہی ہے۔ سلسلہ قادریہ دین اسلام ہے اور اس کی تعلیمات کتاب و سنت پر مبنی ہے۔ انیسویں اور

Marfat.com

بیسویں صدی میں کام کی رفتار کافی حد تک سست رہی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا شکر ہے۔ کہ سلسلہ قادریہ ہر جگہ موجود ہے اور اسلام کی خدمت بجا لا رہا ہے۔

سوال : سلسلہ قادریہ سے کس کس نے فیض حاصل کیا اور کیا ہر سلسلے کی اس سے وابستگی ضروری ہے؟

جواب : یہ ایک مبہم سا سوال ہے۔ اس بات کا تعین کرنا کہ سلسلہ قادریہ سے کس کس نے فیض حاصل کیا ہے امر محال ہے اور کسی اور سلسلے کا سلسلہ قادریہ سے منسلک ہونا ضروری ہے ایسی کوئی بات نہیں یہ بات سمجھ لینا چاہئے ہر سلسلہ اپنی جگہ ٹھیک کام کر رہا ہے لیکن ایک بات کی طرف ہر سلسلے کی توجہ ہونا چاہئے کہ جتنا تبلیغ کا کام ہونا چاہئے اتنا نہیں ہو رہا۔

سوال : حکومت عراق اب تک کئی مرتبہ آپ سے بغداد واپسی کی درخواست کر چکی ہے اس سلسلے میں آپ کا ردعمل کیا تھا؟

جواب : اس سے پہلے جو حکومت تھی۔ اس نے ہم سے کئی مرتبہ کہا کہ واپس بغداد آ جائیں۔ ہم آپ کی مرضی کے مطابق سب کچھ دیں گے۔ لیکن اس درویش کی طبیعت ایسی ہے۔ کہ اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اور کسی دنیا دار پر خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو بھروسہ نہیں کرتا۔

سوال : یہ بات سننے میں آئی ہے کہ آپ کے دادا کو حضرت سیدنا غوث اعظمؓ سے براہ راست خلافت حاصل ہوئی۔ اس بارے میں کچھ ارشاد فرمایئے؟

جواب : حضرت غوث اعظمؓ سے خلافت بالواسطہ اور بلاواسطہ دونوں طریقوں سے ملی۔ یہ بات سمجھ لیجئے کہ طریقت میں ایسا ہوتا ہے کہ کبھی بالواسطہ (INDIRECT) یعنی باپ دادا میں فلاں سے فلاں کو روحانی فیضان یا خرقہ خلافت منتقل کرنے کی اجازت ملتی ہے اور کبھی بلاواسطہ یعنی خواب یا غنودگی میں کشف کے ذریعے یہ اجازت حاصل ہو جاتی ہے۔

سوال : آپ ہر موضوع پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کر لیتے ہیں حالانکہ بعض مسائل

Marfat.com

ایسے ہیں جن کے بارے میں گمان ہوتا ہے کہ آپ نے انہیں نہیں پڑھا ہو گا لیکن جب آپ ان پر اظہار خیال کرتے ہیں تو یوں لگتا ہے جیسے سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہو۔ کیا آپ اس کے متعلق کچھ کہنا پسند فرمائیں گے؟

جواب : اس ضمن میں دوسرے جو چاہیں میرے بارے میں کہیں لیکن مجھے اپنی ہیچمدانی کا اعتراف ہے اور میرا اپنے متعلق یہی خیال ہے کہ ۔ من آنم کہ من دانم۔ بہت علم کی مالک باری تعالیٰ کی ذات ہے وہ جسے چاہے عطا کر دے۔

سوال : تصوف و طریقت کیا ہے؟ اس دور زوال میں اسے کیسے زندہ کیا جا سکتا ہے؟

جواب : تصوف و طریقت شریعت کی پابندی اور تقویٰ اختیار کرتے ہوئے خدا کو حاضر و ناظر سمجھنے کا نام ہے۔ تصوف کا احیاء اس طرح ممکن ہے کہ شعائر اسلام اور شرع محمدیہؐ کی پاسداری کی جائے۔ جب آپ اپنے بھائی کو اپنی جان سے مقدم سمجھیں اور دل میں محبت اور اخوت کا جذبہ موجزن ہو جائے تو حالات میں جو بگاڑ واقع ہو گیا ہے اس کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

سوال : آپ کے زیر سایہ چلنے والی تحریک منہاج القرآن کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

جواب : میں ادارہ منہاج القرآن کے کام سے بہت خوش ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کا حامی و ناصر ہو اور اسے مزید کامیابیوں سے نوازے۔ میں یہ بھی دعا کرتا ہوں کہ اللہ دوسرے اداروں کو بھی اسلام کی خدمت کی توفیق دے۔ منہاج القرآن کی اسلامی خدمات کسی اور ادارے سے کم نہیں ہیں۔

ہمارے مولوی حضرات میں بہت سے (الا ماشاء اللہ) خود غرض ہیں اسلام کے نام پر چندے بٹور کر کھاتے ہیں مدرسوں میں دوسروں کے دیئے گئے عطیات و خیرات پر پلتے ہیں اور ایک قسم کی بھیک پر ان کا گزارہ ہوتا ہے۔ ان حالات میں منہاج القرآن کی وقعت بہت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

Marfat.com

سوال : آپ نے کون کون سی کانفرنسوں میں شرکت فرمائی ہے اور کتنی تقریبات کی صدارت فرمائی؟

جواب : بحمد اللہ انڈوپاک میں ہماری صدارت میں بہت سی دستار بندی اور اسلامی و دینی نوعیت کی کانفرنسیں ہوئی ہیں۔ دو دفعہ لندن (انگلستان) میں بھی ایسی کانفرنسوں کا انعقاد ہماری صدارت میں ہو چکا ہے۔

سوال : کون کون سی تنظیمیں آپ کے زیر سایہ کام کر رہی ہیں۔ ان میں سے کتنی تنظیموں نے آپ کو اعزازی رکنیت دی ہے؟

جواب : بفضلہ تعالیٰ پاک و ہند میں بہت سے دینی مدارس اور یتیم خانے ہماری سرپرستی میں چل رہے ہیں کولمبو (سری لنکا) میں MUSLIM ORPHANAGE) (FIRST کے تاحیات سرپرست (LIFE PATRON) بھی ہوں۔ اس پر مستزاد سری لنکا' بنگلہ دیش اور سیلون میں بہت سے دینی مدارس کو بھی ہماری سرپرستی حاصل ہے۔ متعدد سٹیمپس کولیکٹنگ ایسوسی ایشنز ASSOOCIATIONS) (STAMPS COLLECTING سے بھی ہمارا تعلق ہے۔

ہاں اعزازی رکنیت کا سوال تو بہت سی تنظیموں نے ہمیں اعزازی رکنیت دی ہے لیکن بہت سوں کو ہم نے قبول نہیں کیا۔

سوال : کون کون سی اہم شخصیات آپ کے دست اقدس پر بیعت کر چکے ہیں۔ ان کے ناموں سے متعارف کرائیے نیز یہ فرمائیے کہ ان میں سے آپ نے کس کس کو خلافت دی ہے؟

جواب : دنیا کے بہت سے ممالک جن میں عراق' شام' اردن' مصر' نائجیریا اور پاکستان شامل ہیں' کے بہت سے علماء' فضلاء اور دینی شخصیات نے اسلام کی تبلیغ و ترویج اور دین کی خدمت کے لئے اجازت مانگی اور ہم نے انہیں دے دی۔

Marfat.com

علاوہ متعدد مشائخ، علماء، اساتذہ و مدرسین، مفتی، قبائل کے سردار اور پیر حضرات کو بیعت کے بعد ہم نے خلافت دے رکھی ہے۔

ہندوستان کے اندر بریلی، رام پور، مراد آباد اور حیدر آباد دکن میں مساجد میں بھی ہمارے خلیفہ ہیں۔ تاہم اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ میں خود کسی کو مرید یا خلیفہ بننے کے لئے نہیں کہتا۔ یہ کوئی کاروبار (BUSINESS) والی بات نہیں ہے۔ جس کے اندر دین سے کوئی دلچسپی اور اخلاص ہوتا ہے اسے اجازت دے دی جاتی ہے اور کبھی کوئی اعتراض (OBJECTION) یا قدغن نہیں لگائی جاتی ہمارے پاس ان کا کوئی شیڈول نہیں ہے۔ نام لینا مناسب نہیں، خبر نہیں کہ ان میں سے کون حیات ہیں اور کون وفات پا چکے ہیں۔

سوال : کون کون سی اہم شخصیات آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل کر چکی ہیں؟

جواب : ایسی شخصیات جن سے ملاقات ہوئی یا جن سے ہماری جان پہچان ہے لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ ہمارے پاس اور ہمارے خاندان کے بزرگوں کے پاس بے شمار لوگ آتے ہیں اور دعوت کرتے ہیں جو ہم قبول کر لیتے ہیں ویسے ہم اپنی طرف سے کبھی کسی کے پاس نہیں گئے۔ ان شخصیات میں کوئی ایسا نہیں ہے جس نے کہا ہو ہم آپ سے بالاتر ہیں اور نہ ہی ہم نے کبھی کسی سے بالاتر ہونے کا دعوی کیا ہے۔

اپنی جوانی کے زمانے میں 1948ء سے 1953ء تک میں بغداد میں دربار عالیہ کا ایڈمنسٹریٹر رہا ہوں۔ اس حیثیت (CAPACITY) میں بہت سے محکموں کے سربراہان (HEADS OF DEPARTMENTS) اور وزراء (MINISTERS) سے ملاقات ہوتی رہی۔ اس دوران لاکھوں پاکستانی اور دیگر احباب ملنے کے لئے آئے پھر خاندانی وجوہ کی بنیاد پر ہم نے یہ سب کچھ چھوڑ دیا۔

سوال : آپ کے مریدین کی تعداد کتنی ہے۔ عالم اسلام کے نام آپ کیا پیغام دینا پسند فرمائیں گے؟

جواب : مریدین کی تعداد کے بارے میں کوئی بات حتمی طور پر کہنا مناسب نہ ہو گا۔

Marfat.com

بس اتنا جان لیجئے کہ جس سے میں نے بیعت لی ہے یا نہیں لی اور متقی و پرہیزگار ہے تو ہر ایسا شخص غوث اعظمؒ کا مرید ہے۔

عالم اسلام کے لئے میرا پیغام یہ ہے کہ سب کے درمیان محبت اور اتفاق ہونا چاہئے اور ہر مسلمان کو دوسرے مسلمان کا ہمدرد و بہی خواہ ہونا چاہئے۔

سوال : صوفیائے کرام عالم اسلام کے اتحاد میں اجتماعی طور پر کیا جدوجہد کر سکتے ہیں؟

جواب : صوفیائے کرام عالم اسلام کی بہتری کے لئے سب سے مفید جو جدوجہد کر سکتے ہیں وہ مسلمانوں کے اندر روحانیت اور ان کے دلوں میں جہاد فی سبیل اللہ کا سچا جذبہ پیدا کرنا ہے۔ روحانیت سے مراد لوگوں کی ایسی اخلاقی اور روحانی تربیت ہے جس سے ان کے دلوں میں صدق اور اخلاص پیدا ہو۔ خشیت الٰہی اور محبت رسولؐ پیدا ہو۔ تقویٰ پرہیزگاری اور ذوق پیدا ہو' رذائل سے پاک کیا جا سکے۔ دلوں میں نفاق' حسد' بغض' عناد اور ریاکاری ہو تو پھر کوئی عمل بھی نیکی کا اجر نہیں پا سکتا۔ لہٰذا صوفیائے کرام کے لئے ضروری ہے کہ وہ شریعت کے ظاہر و باطن کی خدمت کریں چونکہ شریعت اصل ہے اور تصوف و طریقت شریعت کی خدمت کے لئے ہیں۔ اگر تصوف اور طریقت سے مقاصد شریعت کی خدمت نہ ہو تو وہ تصوف و طریقت اسلام میں قابل قبول نہیں ہے۔ صوفیائے کرام اسلامی تاریخ کے ہر دور میں اسلام کی بڑی نمایاں خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ تصوف لوگوں کی دنیا سے الگ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرنے کا درس نہیں دیتا بلکہ بڑے بڑے عظیم صوفیاء نے مسند ارشاد پر بیٹھ کر بھی دین اسلام کی خدمت کی اور میدان جہاد میں بھی دین اسلام کی خدمت کی تصوف شریعت کے ظاہر و باطن دونوں کو یکجا کرنے کا نام ہے۔ لہٰذا صوفیائے کرام کی خدمت اور جدوجہد بھی ایسی ہونی چاہئے۔ کہ وہ دین اور شریعت کے کسی ایک پہلو کی نہیں بلکہ دونوں پہلوؤں کی بیک وقت تازگی کا سامان کرے چونکہ صوفیاء کا پیغام نہ صرف منافرت' فرقہ پروری اور تعصب و انتشار سے پاک ہوتا ہے۔ بلکہ ان کا پیغام سراسر محبت اور شفقت پر مبنی ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی کاوشیں عالم اسلام میں اتحاد کا باعث بن سکتی ہیں اگر یہ اپنا صحیح کردار انجام دیں تو ان کے ہاتھوں اسلام اور عالم اسلام کی وہ انقلابی

Marfat.com

خدمت ہو سکتی ہے جو کسی اور طبقے کے ہاتھوں ممکن نہیں۔

سوال : روحانیت کی جانب رجوع' پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ اور عالم اسلام میں اتحاد اور یکجہتی کے لئے کیا لائحہ عمل اختیار کیا جائے؟

جواب : میرے نزدیک مسلمانوں کے روحانیت کی طرف رجوع اسلامی نظام کے نفاذ کی خاطر آگے بڑھنے اور عالم اسلام میں اتحاد اور یکجہتی پیدا کرنے کی ایک ہی صورت ہے اور وہ یہ کہ نیک نیتی اور خلوص دل کے ساتھ شریعت محمدیؐ کے ظاہر و باطن پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ شریعت محمدیؐ کے ظاہر پر عمل کرنے سے امت مسلمہ میں یگانگت اور وحدت کا رنگ پیدا ہو گا اور اس کے باطن پر عمل کرنے سے مسلمانوں کی منافقت اور ریاکاری سے نجات ملے گی اس طرح قول و فعل کا تضاد بھی ختم ہو جائے گا اور اسلامی تعلیمات کی طرف اٹھنے والا ہر قدم اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے نتیجہ خیز ہو گا۔ اس طرح اللہ کی عبادت کا ذوق اور مخلوق خدا سے مسائل ازخود حل ہو سکتے ہیں۔
ان دنوں جہاں کہیں بھی اسلام کے نفاذ یا امت کے اتحاد و یکجہتی کی کوشش کی جاتی ہے لیکن وہ کارگر ثابت نہیں ہوتی اس کا ایک بنیادی سبب یہ ہوتا ہے کہ دعوت دینے والوں کے قول و عمل میں تضاد ہوتا ہے اور ان کا ظاہر و باطن مختلف بلکہ متصادم ہوتا ہے اگر شریعت محمدیؐ کے حوالے سے ہمارے ظاہر و باطن میں یکسانیت اور اتحاد پیدا ہو جائے تو عالم اسلام میں بھی یگانگت اور اتحاد کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔

سوال : سپر پاورز کے ساتھ عالم اسلام کے تعلقات کی نوعیت اور سپر پاور کے رویئے اور اس کے اثرات پر آپ کیا کہیں گے؟

جواب : اسلام ایک مکمل دین ہے اور قرآن و سنت کی روشنی میں انسانیت کو زندگی بسر کرنے کا کامل ضابطہ عطا کرتا ہے اس ضابطے کی رہنمائی صرف مسلمانوں کی انفرادی زندگی کے لئے ہی نہیں بلکہ قومی اور بین الاقوامی تعلقات استوار کرنے کے لئے بھی کافی ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو ایک الگ قوم' ملت اور امت قرار دیا ہے۔ اس کا زاویہ نگاہ اور طرز زندگی ہر لحاظ سے غیر مسلم سے مختلف ہے۔ اس بنیاد پر مسلمان اگر اپنی دینی تعلیمات کی صحیح روح کے ساتھ متحد ہو جائیں تو وہ دنیا کی کسی بھی طاقت سے

Marfat.com

کم نہیں اور وہ فی الواقع سپرپاور بن سکتے ہیں اور اس کی واضح مثال سنت نبوی میں موجود ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جب اسلامی ریاست کو قائم کیا تو روم اور ایران کی دونوں سپرپاورز کو زیر نگیں کر کے اپنی قوت' تشخص اور انفرادیت کو ابھارا اور خود کو کسی بھی غیر مسلم بلاک میں مدغم نہ ہونے دیا۔ آج بھی عالمی حالات کا تقاضا یہ ہے کہ تمام مسلم ممالک آپس میں کامل اتحاد کے خلاف ایک سپرپاور بن جائیں جو ہر وقت مسلمانوں میں نفاق پیدا کرنے کی مذموم کوششوں میں لگی رہتی ہیں۔

سوال : کمیونسٹ دنیا میں اسلام کی بیخ کنی کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب : اس مسئلے پر میں آپ کو یہ واضح کر دوں کہ کمیونسٹ صرف دین کا دشمن ہی نہیں بلکہ انسانیت کا بھی دشمن ہے چنانچہ کمیونسٹ ممالک میں جہاں جہاں بھی مسلمان بستے ہیں انہیں سخت محرومی اور مظالم کا شکار کیا گیا ہے اور ان کے مومنانہ کردار کو اس حد تک مسخ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کہ وہ اللہ کی بجائے ان کافر طاقتوں سے ڈریں جن کے زیر نگیں وہ زندگی کاٹ رہے ہیں اس طرح ان کی قوت توحید بھی مجروح ہو رہی ہے۔

سوال : غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کی حالت زار پر آپ کیا کہیں گے----؟

جواب : غیر مسلم ممالک میں جہاں جہاں بھی مسلمان آباد ہیں وہ انتہائی شکستہ حالت میں زندگی بسر کر رہے ہیں انہیں ان بنیادی حقوق سے بھی محروم کیا گیا ہے جو ہر کسی کو بطور انسان میسر آنے چاہئیں۔ قیدیوں کو بھی جیل خانے میں اس قدر محرومی اور ظلم و تشدد کا سامنا نہیں کرنا پڑتا جس قدر کہ مسلمان غیر مسلم ممالک میں شہری ہونے کا باوجود برداشت کر رہے ہیں حالانکہ روئے زمین پر کسی بھی مسلم ملک میں غیر مسلم اقلیتوں کے ساتھ ایسا ناروا سلوک نہیں برتا جاتا بلکہ پوری تاریخ اسلام میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ برصغیر میں محمد بن قاسم کے دور حکومت سے لے کر سلطنت کے آخری فرمانروا تک تمام مسلمانوں کے ادوار سلطنت میں غیر مسلم ہندو اقلیتیں موجود رہی ہیں۔ اس طرح خلافت عثمانیہ کے دور حکومت میں بھی بے شمار علاقوں میں اقلیتیں موجود تھیں مگر کہیں بھی غیر مسلموں پر ظلم و زیادتی کی مثال نہیں ملتی یہاں تک کہ صلیبی جنگوں

Marfat.com

کے دو سو سالہ دور میں جب بھی مسلمان فاتح اور غالب ہوئے تو عیسائی شہریوں میں سے کسی ایک کو بھی ناجائز قتل نہیں کیا گیا۔ جب کہ عیسائیوں کو جب بھی غلبہ ملا انہوں نے مسلمان شہریوں کے خون سے بے دریغ ہولی کھیلی۔ اسلام کا نقطہ نظریہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم شہری اپنی کمزوری' ضعف یا بیماری کی وجہ سے حکومت اسلامی کو اپنے واجبات (حفاظتی ٹیکس) ادا کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بھی اسے معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ کی عہد کی مثالیں اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہیں۔ اسلامی معاشرے میں غیر مسلم اقلیتوں کو ان کی جائز ضروریات کی مطابق مذہبی' تعلیمی' سماجی' عائلی' تہذیبی' اقتصادی اور سیاسی تمام حقوق حاصل ہوتے ہیں کسی کو کسی حق سے بلاوجہ محروم نہیں کیا جاتا اور اسلامی حکومت غیر مسلموں کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی مکمل طور پر ذمہ دار ہوتی ہے۔ لیکن افسوس ناک بات ہے کہ وہ قومیں اور ممالک جو خود کو انسانی حقوق اور انسانی آزادیوں کا علمبردار قرار دیتے ہیں ان میں جہاں بھی مسلمان بطور اقلیت کے موجود ہوں ان سے ایک بدحال قیدی کا سا سلوک بھی نہیں کیا جاتا۔

سوال : آپ کی نظر میں اسلامی کانفرنس' عرب لیگ مؤتمر عالم اسلامی اور دیگر اسلامی تنظیموں کا کیا کردار ہے؟

جواب : میرے نزدیک یہ تمام تنظیمیں ایک اچھے مقصد کے لئے وجود میں آئی ہیں وہ ہے اتحاد ملت لیکن وہ موثر کردار جو انہیں ادا کرنا چاہیے۔ یا یہ ادا کر سکتی ہیں۔ ابھی تک منظر عام پر نہیں آیا۔ لہٰذا انہیں اپنے مقصد میں مزید محنت کرنی چاہیے۔ جو ممالک مسلمان ہونے کا دعوی کرتے ہیں لیکن ان تنظیموں میں شامل نہیں یا ان کی مخالفت کرتے ہیں میں انہیں مسلمان بھی تصور نہیں کرتا موجودہ حالات کے پیش نظر مسلمانوں کو ہر اس کوشش کی تائید کرنے چاہیے۔ جو عالم اسلام کے اتحاد اور یگانگت کے لئے کی جائے۔

سوال : اسلام میں سوشلزم' کیمونزم یا کیپیٹلزم کی کس حد تک گنجائش ہے؟

جواب : اسلام میں کسی بھی ازم کی کوئی گنجائش نہیں کیونکہ نہ کوئی طاغوتی ازم اسلام

Marfat.com

کے اصولوں سے متفق ہے اور نہ ہی اسلام اس سے سوشلزم' کمیونیزم' اور کیپیٹل ازم در حقیقت ایک ہی چیز کے تین مختلف روپ اور نام ہیں۔ جیسا کہ خنزیر مختلف رنگوں میں پایا جاتا ہے لیکن مختلف رنگ اس خنزیر کے مختلف روپ ہوتے ہیں رنگ اور روپ کے بدلنے سے اس کی حقیقت میں کوئی فرق نہیں آتا اسی طرح سوشلزم' کمیونیزم اور کیپیٹل ازم کفر اور طاغوت کے تین مختلف رنگ اور مختلف روپ ہیں سوشلزم اور کیپیٹل ازم دونوں ایک ہی چیز اس لئے ہیں کہ ان دونوں میں حقوق کا مطالبہ کرتا ہے۔ جس سے فرد کے انفرادی مفادات پر زد پڑتی ہے اور اپنی نجی آزادیوں کو خطرے میں محسوس کرتا ہے۔ جب کہ کیپیٹل ازم میں فرد جماعت اور معاشرے سے اپنے انفرادی حقوق اور انفرادی آزادیوں کا مطالبہ کرتا ہے جس سے اجتماعی حقوق اور اجتماعی مفادات پر زد پڑتی ہے گویا ان دونوں نظاموں میں فرد اور معاشرے کے باہمی حقوق اور مفادات میں ایک مستقبل تصادم کی فضا موجود رہتی ہے جس سے باہمی منافرت' خود غرضی' اور مفاد پرستی کا ماحول جنم لیتا ہے۔ اور ایک دوسرے کے لئے ایثار اور قربانی کا کوئی تصور وجود میں نہیں آ سکتا جب کہ اسلام میں حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے دوسروں کی حقوق ادا کرنے پر زور تاکید ہے گویا فرد جماعت کے حقوق کی ادائیگی کی ذمہ دار ہے الغرض اسلام کے اندر ہر شخص سے باز پرس اور جواب طلبی اس بات پر ہوتی ہے کہ اس نے دوسرے کے حقوق ادا کئے ہیں یا نہیں' جب معاشرت اور معیشت کی بنیاد حقوق ادا کرنے پر قائم ہو تو صاف ظاہر ہے کہ کسی کو اپنا حق مانگنے اور اپنے حق کے لئے دوسرے سے جھگڑے کی کوئی حاجت نہیں ہوتی اور ادائیگی حقوق کے نظام کی برکلت یہ ہیں کہ اس سے افراد کے درمیان باہمی محبت اور مودت' ایثار اور قربانی کے جذبات جنم لیتے ہیں جس سے معاشرے کا پورا ماحول امن و راحت کا گھوارا بن جاتا ہے جب کہ سوشلزم' کمیونزم' اور کیپیٹل ازم میں معاشرہ امن اور محبت کا گہوارہ نہیں بلکہ طبقاتی کش مکش اور باہمی کشاکش کا منظر پیش کرتا رہتا ہے۔

سوال : آپ کے نزدیک اسلام کا اقتصادی اور سیاسی نظام کیا ہے؟

Marfat.com

جواب : میرے نزدیک اسلام کا اقتصادی اور سیاسی نظام از خود ایک ایسا ہمہ گیر نظام ہے اسلام کے اقتصادی نظام کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ یہ وسائل دولت اور معیشت میں تمام افراد معاشرہ کو شریک کرنا چاہتا ہے۔ کیونکہ اسلام کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے تمام افراد کو بنیادی حق معیشت میں یکساں رکھا ہے۔ جب کہ مراتب میں تفاوت کو گوارا کیا ہے کسی کے غریب ہونے اور کسی کے امیر ہونے کے معنی اسلام کے نزدیک یہ ہرگز نہیں کہ کوئی بے حساب وسائل کی بنا پر عیش کرے اور کوئی بنیادی ضرورتوں کے لئے ترستا رہے۔ اسلام کے اقتصادی نظام میں دولت کے معنی اور مقصد ہی یہ ہے کہ اس میں گردش رہے اور گردش دولت کا یہ نظام موثر طریق پر قائم ہو کہ معاشرے کے کسی فرد کی زندگی میں معاشی تعطل پیدا نہ ہو سکے اس لئے کہ ایسی صورت میں پڑوسی کا دوسرے پڑوسی کا بھوک سے بے خبر ہو کر سو رہنا بھی حرام ہو جاتا ہے اور اسلام کا سیاسی نظام بھی اس اجتماعی بہتری کے تصور پر قائم ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی حاکیت اور برتری کو رسول اللہ ﷺ کی نبوت اور رسالت کی حاکیت کے ذریعے تسلیم کیا جاتا ہے۔ اور ہر اسلامی حکومت یا اسلامی سربراہ نبی اکرم ﷺ کا نائب ہوتا ہے اور حکومت و اقتدار لوگوں کے پاس خالصتاً" امانت کا درجہ رکھتی ہے اسی امانت کو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم کے مطابق صحیح ڈگر پر چلانے کے لئے بعض افراد کو اس کام کا اہل سمجھتے ہوئے منتخب کرتے ہیں اور وہ منتخب افراد کو حکومت اور اقتدار کے منصب پر اسی وقت تک قائم رہ سکتے ہیں جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے احکام کے تابع رہیں۔ اور انہیں نافذ کرتے رہیں گے اگر وہ قرآن و سنت سے روگردانی کرنے لگیں تو عوام کو انہیں برطرف کر دینے کا بھی حق حاصل ہوتا ہے۔ اسلام کے اس طرز حکومت اور نظام سیاسی کو خلافت کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس وقت کسی بھی مسلمان ملک نے اسلام کے اس اقتصادی اور سیاسی نظام کو صحیح معنوں میں نہیں اپنایا اس کا سبب بھی ان لوگوں کے مفادات اور قول و عمل کا تضاد ہے اگر سب لوگ صدق دل اور اخلاص کے ساتھ اسلام کے ان نظاموں کو عملاً" اپنالیں تو امت مسلمہ کو بہت سی پریشانیوں سے نجات

Marfat.com

حل سکتی ہے۔

سوال : فنون لطیفہ اور تفریح کی اسلام میں کس حد تک گنجائش ہے؟

جواب : فنون لطیفہ اور تفریح کی اسلام میں اصلاً" کوئی ممانعت نہیں ہے۔ یہ اس حد تک جائز ہیں جب تک وہ فنون اور تفریح حدود شریعت کے اندر ہوں۔ اگر یہ چیزیں عریانی' بت پرستی' فواحش اوار دیگر شرعی ممنوعات کو چھونے لگیں یا ادھر یا ادھر راغب ہوں تو اسے شریعت اسلامیہ جائز قرار نہیں دیتی۔ لیکن اگر تفریح سے مقصود ذہنی اور جسم کی صحت کو برقرار رکھنا ہو اور فنون لطیفہ کے ذریعے اسلامی تہذیب اور ثقافت کو فروغ دینا ہو تو پھر یہ امور نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہو جاتے ہیں۔

سوال : اسلام میں عورت کے حقوق اور فرائض کس حد تک ہیں؟

جواب : عورت کو جتنے حقوق اسلام نے عطا کئے ہیں اتنے دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دیئے۔ جس وقت اسلام انسانیت کے لئے نجات دہندہ بن کر نبی آخر الزمانؐ کی وساطت سے دنیا میں آیا تو اس وقت عورت بطور خاص دنیا کی ہر تہذیب اور قوم و ملت میں مظلوم ترین ہستی تھی اسے نہ وراثت میں حق ملتا تھا نہ تعلیم اور تہذیب و ثقافت میں اس کا کوئی نمایاں مقام تھا۔ سماج اور معاشرے میں اس کی وہ قدرو منزلت نہ تھی جو اس کا بنیادی حق تھا اسلام نے عورت کو نہ صرف تعلیم کے حاصل کرنے کا حق عطا کیا بلکہ سماج اور معاشرے میں عورت کو ماں' بہن' بیٹی' الغرض کئی حیثیتوں سے واجب الاحترام قرار دیا اولاد کے لئے اس کے قدموں کو جنت سے تعبیر کیا۔ اسے اقتصادی اور معاشی حقوق عطا کئے۔ مال کمانے اور مال خرچ کرنے میں بھی اسلام نے عورت کو وہی حق عطا کیا ہے جو کہ مرد کو بلکہ ایک لحاظ سے عورت مرد پر بھی فائق حق رکھتی ہے۔ کیونکہ مرد جو کچھ کماتا ہے اس کی بیوی کا اس میں سے نان و نفقہ' سکونت اور دیگر ضروریات کی کفالت کے لئے حق ہے اور وہ اس سے زبردستی بھی وصول کر سکتی ہے۔ جبکہ عورت جو کچھ کماتی ہے اس میں اس کی زندگی میں اس کے خاوند کا کوئی حق نہیں ہوتا تاوقتیکہ عورت ازخود اسے نہ دے دے۔ جہاں تک تعلیم اور تربیت اور تہذیب کا تعلق ہے اگر اس کے آداب اور تقاضے سیکھنے کا عورت کو صحیح موقع دیا

Marfat.com

جائے۔ تو بچوں کو تعلیم و تربیت کے خود ایک بہت سکول ثابت ہو سکتی ہے لہٰذا اگر معاشرے میں بہتر نسل تیار کرنا ضروری ہے تو عورت کو بہتر مقام دے کر اسے بہتر دینی اور دنیاوی تعلیم و تربیت پانے کا موقع فراہم کرنا ضروری ہے۔

Marfat.com

نسبت غوثیت نسبت مصطفےﷺ ہے

پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری

حضور سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک بھی اسی روز منایا جاتا ہے جس روز حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرس مبارک منایا جاتا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ جس طرح ظاہری زندگی میں حضور سیدنا طاہر علاؤالدین کو حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ قلبی نسبت اور حبی نسبت میسر تھی اور آپ کو اس نسبت میں فنائیت کا مقام حاصل تھا اسی طرح آپ کا عرس مبارک بھی حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس میں فنا ہو گیا ہے۔

نسبت کی ضرورت

روحانیت میں اکتساب فیض کا سلسلہ نسبت سے استوار ہوتا ہے اور نسبت ہی روحانی فیض کی بنیاد ہوتی ہے۔ جب کسی بھی انسان کے عبادت و ریاضت اور مجاہدات کرنے کی وجہ سے روزے رکھنے کی وجہ سے نفس کا تزکیہ کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ حضورﷺ اور اولیا کرام کی طرف سے اس کو روحانی فیوضات اور برکات نصیب ہوتی ہیں اور یہ عمومی نسبت اور سعادت کی وجہ سے ہر انسان کو حاصل ہوتی ہیں اور ان سے پوری امت میں سے کسی بھی شخص کو محروم نہیں رکھا جاتا ان روحانی فیوض و برکات کی وجہ سے انسان کے دل اور روح کے اندر انوار و تجلیات کا نزول ہونا شروع ہوتا ہے۔ جب انسان رفتہ رفتہ ذکر اذکار اور نوافل میں اضافہ کرتا رہتا ہے اور اس کی روح کا تعلق اللہ کے ساتھ قائم ہونے لگتا ہے لیکن یہ ابتدائی تعلق کچے دھاگے کی مانند ہوتا ہے اور یہ تعلق کبھی قائم ہوتا ہے اور کبھی ٹوٹ جاتا ہے جس طرح نماز میں ایک تصور کو پختہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کبھی تصور جم جاتا ہے اور کبھی ہٹ جاتا ہے کبھی عبادت کی طرف طبیعت راغب ہوتی ہے اور کبھی ہٹ جاتی ہے گویا انسان کی کیفیت آنکھ مچولی کی طرح رہتی ہے لیکن جب انسان محنت کرتا ہے تو اس کا تعلق پختہ

Marfat.com

ہو جاتا ہے اور انوار آنا شروع ہو جاتے ہیں اور خواب میں بھی انبیاء کرام اور اولیائے کرام کی زیارتیں ہوتی ہیں عبادت و ریاضت کے اضافے کے ساتھ ساتھ روح بھی منور اور روشن ہوتی چلی جاتی ہے۔ جوں جوں اکتساب فیض اور نور کی وجہ سے طبیعت میں پختگی آ جاتی ہے توں توں صلاحیت اور استعداد میں بھی اضافہ ہوتا جاتا ہے ہر انسان کی صلاحیت اکتساب میں فرق ہوتا جاتا ہے جیسے ایک انسان سنتا ہے لیکن سمجھتا نہیں ہے اس سے اس کے سننے اور سمجھنے میں فرق واضح ہو گیا جب انسان سننے کے ساتھ ساتھ سمجھتا بھی ہے تو ہر ایک کی سمجھ ایک جیسی نہیں ہوتی بلکہ کوئی زیادہ سمجھتا ہے اور کوئی کم سمجھتا ہے اب اس کے بعد قوت حافظہ کا مقام شروع ہوتا ہے انسان جو دیکھتا سنتا ہے یا سمجھتا ہے اس کو اپنے حافظے میں محفوظ کر لیا ہے۔

اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم ﷺ کے قلب اطہر پر اپنا کلام نازل فرمایا اور حضور ﷺ کی زبان اقدس سے۔اس پڑھا جب پڑھایا تو فرمایا! اے حبیب ﷺ ہم آپ کو ایسا پڑھائیں گے کہ عمر بھر کبھی نہیں بھولو گے یعنی وہ آپ کے دل و دماغ میں محفوظ ہو جائے گا اس عمل میں تین مراحل آتے ہیں پھر کلام کو ودیعت کیا گیا اس کے بعد اسے زبان مبارک سے ادا کروایا پھر اسے محفوظ کروا لیا اسی طرح جب بندہ عبادت و ریاضت کرتا ہے تو اس کا باری تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہو جاتا ہے تو پھر ایک مرحلہ آتا ہے کہ اس کے درجات بلند ہوتے ہیں اسی طرح ایک آدمی کا جسم 20 کلو وزن اٹھانے کی طاقت رکھتا ہے اگر وہ آدمی بیمار اور کمزور نہ ہو تو پھر یہی وزن اٹھانے کی قوت اس کی صلاحیت بن جاتی ہے پھر جب بھی وہ چاہے اس وزن کو اٹھا سکتا ہے۔ اسی طرح جب انسان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ پختہ ہو جائے تو انسانی روح ملکہ میں بدل جاتی ہے۔ اور یہی تعلق پھر روح کی صلاحیت اور استعداد بن جاتا ہے پھر ایسا تعلق قائم ہو جاتا ہے کہ پھر کبھی بھی نہیں ٹوٹتا ہے اور جب تعلق روح کا ملکہ بن جائے تو اس کو نسبت کہتے ہیں اسی لئے نسبت اور تعلق کا فیض اسی صورت میں ملتا ہے جب تعلق پختگی اور مستقل حیثیت میں بدل جائے لیکن جب نسبت کمزور ہو کبھی تو تعلق ٹوٹ جائے اور کبھی قائم ہو جائے اس صورت میں نسبت کا فیض نہیں ملتا۔

Marfat.com

جب تعلق اور نسبت میں استقامت آ جائے اور یہ نسبت روح کے ملکے میں بدل جائے تو پھر اکتساب فیض کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

اب ذرا ہم اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں ہمارا تعلق خدا تعالیٰ اور اس کے نیک و مقرب بندوں کے ساتھ کس طرح کا ہے۔ ہمارا حال تو یہ ہے کہ ہم ایک دو باتیں اپنے شیخ کی مان لیتے ہیں باقی ساری زندگی اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق گزارتے ہیں۔ ایک دو باتیں اللہ کی مان لیتے ہیں اور باقی 98 فیصد اپنے نفس' برادری' معاشرے اور کاروبار کی مانتے ہیں۔ گویا ہم اپنی ساری زندگی اپنے تضادات' نفس کی پیروی اور معاشرے کے رسم و رواج کو پورا کرنے میں گزارتے ہیں لیکن پوری زندگی میں چند لمحات خدا کے لئے وقف کر دیتے ہیں تو کیا اس سے تعلق مضبوط اور پختہ ہو گا اب ایک مکان اگر دس کمرے ہیں تو اس میں نو کمروں میں تو اہم نے غیروں کو بٹھایا ہوا ہے لیکن کمرے کے ایک کونے میں خدا تعالیٰ کو جگہ دی ہوئی ہے یہی حال ہمارے جسم کے ہے ہم نے تن میں تھوڑی سی جگہ اللہ تعالیٰ کو دی ہوئی ہے باقی سارے جسم کو غیر کے حوالے کیا ہوا ہے شیطان اور برائیوں نے ہمارے جسم پر غلبہ کیا ہوا ہے۔ تو پھر ہم کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ ہمیں حقیقی نسبت کا فیض نصیب ہو جائے اب جن کی نسبت ان مذکورہ بالا چار مراحل ہماری نسبت حضور سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کامل ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارا ہاتھ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں نہ ہو اگر حضور سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبت کامل ہے تو سمجھ لیں کہ حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی ہماری نسبت کامل ہے بس درمیان میں واسطہ ایک وجود کا ہی ہے ادھر ہم نے اپنا تعلق قائم کیا قائم کیا ادھر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہماری نسبت جڑ گئی اب آپ کہیں گے کہ درمیان میں سولہ واسطے آتے ہیں بات سمجھنے والی یہ ہے کہ ہمارا واسطہ حضور سیدنا طاہر علاؤالدینؓ ان کا واسطہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے اس کو ہم ایک مثال کے ذریعے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں اس مثال سے ہم نسبت اور واسطے کے کامل اور ناقص ہونے کے بارے میں آسانی سے سمجھ سکتے ہیں آپ ایک لکڑی لیں اور اس لکڑی کے ایک کونے

Marfat.com

کو آگ میں رکھ دیں اور دوسرے کونے کو ہاتھ میں پکڑ کر بیٹھ جائیں وہ ایک کونہ سارا کا سارا جل کر راکھ ہو جائے گا لیکن آپ کے ہاتھ کو تپش تک بھی نہیں پہنچے گی اب اسی طرح کی لوہے کی سلاخ کو آپ لیں اور اس کا ایک سرا آگ میں رکھ دیں اور دوسرے سرے کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیں۔ اب جونہی لوہے کا ایک کنارا گرم ہو گا تو اس کی تپش آپ کو محسوس ہو گی۔ یہی فرق موصل اور غیر موصل کا ہے اور یہی فرق کامل اور ناقص نسبت کے فیض کا ہے۔

موصل کا معنی ہے ملانے والا اب ایک موصل کی وہ قسم ہوتی جو خود تو ملا ہوا ہوتا ہے لیکن کسی دوسرے کو نہیں ملا سکتا اس کی مثال ایک چپڑاسی کی سی ہے۔ وہ خود تو واصل ہے لیکن کسی دوسرے کو ملا نہیں سکتا۔ اب وہ کاملین جو واصل ہونے کے بعد موصل کا مرتبہ حاصل کر لیتے ہیں ان کی کیفیت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود تو ملے ہوئے ہوتے ہیں مگر اگر کوئی ان کے ہاتھ میں ہاتھ دے دے اور نسبت ان سے کامل ہو جائے تو پھر یہ جیسے خود ملے ہوئے ہوتے ہیں ویسے ہی دوسرے کو بھی ملا دیتے ہیں۔ لکڑی غیر موصل تھی موصل ہے لوہا وصال میں کامل ہے اس لئے اس کا اثر دوسرے کو بھی پہنچتا ہے لیکن لکڑی ناقص ہے اس لئے اس کا اثر دوسرے کو نہیں پہنچتا۔ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کا آتش فیض اور نور معرفت موصل ہے اب جو بھی کوئی ان سے اپنی نسبت کو کامل کرے گا اس کو فیض ملتا رہے گا۔ اب بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیعت کا کیا فائدہ ہے۔ اس کو ہم سابقہ مثال کے ذریعے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اب ہر کسی کو مجال نہیں ہے کہ وہ آگ میں رہ سکے۔ اور اس جلوہ حسن کو برداشت کر سکے۔ اور نہ ہی ہر کسی کو حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رعنائیاں اور شادابیاں حاصل ہوتی ہیں۔

خدا تعالیٰ اپنے نور معرفت کو تقسیم کرنے کے لئے چند سینوں کو منتخب فرماتا ہے جن کے سینوں میں عشق کی آگ بھڑک سکے اور پھر وہ اس عشق کی آگ کی چنگاریوں کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کرتے ہیں جو ان کے ساتھ اپنی نسبت کو پختہ کرتے ہیں۔ اسی چیز کو آپ روزمرہ مثالوں سے سمجھ سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جس گھر کے

Marfat.com

چولہے میں آگ جلتی تھی اس کے آس پاس کے لوگ ان سے آگ لینے کے لئے آتے تھے اسی طرح جن گھروں میں گائے اور بھینس ہوتی ہیں ان گھروں میں جاگ لگتی ہے اور لسی بنتی ہے۔ لوگوں کو اس بات کا پتا ہوتا ہے کہ فلاں کے گھر سے جاگ مل جائے گی اب ہر کوئی ان کے گھر سے جاگ لینے آتا ہے۔

Marfat.com

عہد شباب میں ذوق عبادت و ریاضت

خطاب : پروفیسر طاہر القادری

ترتیب و تدوین : عبدالجبار قمر

حضور سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ان لوگوں میں سے ہیں جن کو مقام فنا اور بقا حاصل ہے اور یہ صرف اور صرف عہد شباب میں ساری ساری رات تک کھڑے ہونے اور گریہ و زاری کرنے کی وجہ سے تھا۔

بغداد شریف کے مصنف شیخ ابراہیم عبدالغنی نے ایک کتاب لکھی جس میں اس نے ایک باب حضور سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی کے احوال کے متعلق بھی باندھا ہے۔ اس میں وہ لکھتے ہیں کہ میں حضور سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اوائل عمر میں دیکھا کرتا تھا کہ حجرہ محمد خاں کے سامنے کوئی جگہ ہے اس میں ان کو دیکھا کرتا تھا کہ رات بھر عبادت کے لئے کھڑے رہتے تھے اور گریہ و زاری میں مصروف رہتے تھے۔

مولانا عبدالقدیر بدایونی فرماتے ہیں کہ میں آپ کو دور جوانی میں دیکھا کرتا تھا کہ آپ عشاء سے لے کر فجر تک ساری رات حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں کھڑے رہتے تھے اور ساری ساری رات عبادت و ریاضت میں مصروف رہتے تھے۔ جب 1966ء میں میں بیعت ہوا تو ہر سال گرمیوں کی چھٹیوں میں جایا کرتا تھا اور جو حجرے بنے ہوئے تھے ان میں میں رہتا تھا اور میرا مشغلہ یہ تھا کہ حضور پیر صاحب کے رات کے معمولات کو جاننے کی کوشش کرتا اور اس مقصد کے لئے میں باہر سبزلان میں کھڑا رہتا اور کھڑکی میں لگی ہوئی جالی کے ذریعے حضور پیر صاحب کے حجرے میں دیکھتا تو آپ ساری سری رات قیام و سجود میں مصروف رہتے ہوئے دکھائی دیتے اس سے پتا چلتا ہے کہ دور جوانی سے لے کر آخر دم تک آپ ساری رات خدا کی بارگاہ میں کھڑے رہتے تھے اس چیز کا اس سے پتا چل جاتا ہے کہ 1966ء میں جب بیعت ہوا اور 1992ء میں حضور پیر صاحب کا وصال ہوا۔ یعنی 26 سال میں حضور کی غلامی میں رہا

Marfat.com

اس عرصے میں حضور پیر صاحب کے ساتھ رات دیر دیر تک جاگتا رہا لیکن میں نے ایک دفعہ بھی آپ کو جمائی لیتے نہیں دیکھا حتی کہ جب آپ علیل ہو گئے اور اس علالت کی وجہ سے آپ کے جسم میں نقاہت اور کمزوری بھی آ گئی ہے لیکن اس کے باوجود بھی آپ کا یہ رات کا معمول نہیں چھوٹا تھا۔

نسبت کیسے پختہ ہو

اب ہم بھی ان سے نسبت کا دعوی کرتے ہیں لیکن ہمارا یہ حال ہے کہ ہم ضرورت دین کو بھی پورا نہیں کرتے اور شریعت کے جو بنیادی اعمال مثلاً نماز' روزہ' زکوۃ' اس کو بھی پورا نہیں کرتے اس سے بڑا جھوٹ' دجل اور فریب اور کوئی نہیں ہو گا کہ ہم اہلسنت کہلاتے ہوئے بھی اس نسبت کا حیا نہ کریں نسبت تب پختہ ہوتی ہے جب ہم اپنے معمولات و عبادات کو دین کے مطابق ڈھال لیں اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کما حقہ پورا کریں حضور پیر صاحب نے تو عمر بھر اس تصور کی مذمت فرمائی ایک دفعہ میری موجودگی میں ایک خط آیا اس دن کاتب موجود نہ تھا آپ نے فرمایا طاہر بیٹا آج ہمارا ڈاک آپ نکال دیں اس میں سے ایک خط تھا جس میں کسی نے کہا کہ ہمارے علاقے کے ایک پیر صاحب بڑے بزرگ ہیں ان کی بڑے کرامتیں مشہور ہیں مرید کہتے ہیں ان کا غوثوں سے بھی اونچا درجہ ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ شریعت ہم سے معاف ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔
حضور نے فرمایا لکھو ایسا شخص شیطان ہے اس پر لعنت ہے وہ جہنمی ہے وہ فقیری اور ولایت کا دعوی کرتا ہے اور یہ جھوٹ اور کذب ہے تارک صلوۃ اور تارک شریعت ہے۔ لوگوں کو جھوٹ بیان کرتا ہے ایسے شخص سے بیعت اور ایسے شخص سے نسبت قائم کرنا حرام ہے۔

آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص اگر دریاؤں میں چلے یا ہواؤں میں اڑے اگر اس سے ایسی خوارق کرامات بھی دیکھو مگر وہ حضور ﷺ کی سنت اور شریعت کا تارک ہے تو وہ شخص شیطان تو ہو سکتا ہے لیکن ولی' متقی اور اہلسنت نہیں ہو سکتا اس سے یہ

Marfat.com

بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ کرامت کا نام ولایت نہیں بلکہ شریعت پر عمل کرنے کا نام ولایت ہے۔

ایک دفعہ حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبادت و ریاضت کے زمانے میں شیطان ایک بادل میں روشنی بن کر چمکا اور اس نے آواز دے کر کہا کہ اے عبدالقادر تو نے میری اتنی عبادت و ریاضت کی ہے کہ اب تجھ سے شریعت ساقط کر دی ہے۔ آپ نے فرمایا لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم شریعت تو انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوئی تو میرے اوپر کیسے ساقط ہو سکتی ہے۔ لوگ کسی شاگرد کے عمل اور کردار کو دیکھ کر اس کے استاد کا اندازہ لگاتے ہیں اسی طرح کسی مرید کو دیکھ کر اس کے شیخ کے مرتبے کا اندازہ لگاتے ہیں۔

ولایت کا چشمہ

حضور پیر صاحب کی ذات مبارک حضور غوث پاک کی مظہر اتم ہے۔ پوری روئے زمین میں غوثیت کے فیوض و برکات کا سب سے بڑا چشمہ حضور سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار اقدس ہے اس لئے جس نے آپ سے نسبت قائم کر لی اس کو نسبت غوثیت نصیب ہو گئی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نصیب ہو جائے گی۔ اس لئے کہ حضور غوث پاک فرماتے ہیں کہ

؎ کل ولی اللہ قدم و انی .
علی . قدم النبی بدر الکمال

ہر ولی کے لئے کسی نہ کسی نبی کا قدم ہوتا ہے اور میرے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قدم ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں کہ قربت ولایت کا سب سے اعلیٰ ظرف سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے اس کے بعد فیوضات و ولایت کا منبع و سرچشمہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ہے اس طرح یہی فیض بالترتیب امام زین العابدین امام باقر اور امام جعفر صادق کو ملا اور پھر حضرت عسکریؒ کے بعد بغیر

Marfat.com

انقطاع کے حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملا اور یہ سلسلہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آنے تک آپ کے پاس ہی رہے گا۔ حضرت امام مہدی علیہ السلام کے آنے کے بعد یہ سلسلہ فیض حضرت امام مہدی علیہ السلام کو منتقل ہو جائے گا۔

اسی لئے تمام اولیاء کو جو ولایت ملتی ہے وہ آپ کی تصدیق سے ملتی ہے شاہ اسمٰعیل دہلوی جو علمائے دیوبند میں سے ہو گزرے ہیں وہ لکھتے ہیں کہ اب پوری کائنات ولایت میں کسی ولی کو اس وقت تک ولایت نہیں ملتی جب تک سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضور پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مہر نہ لگ جائے۔

حضرت غوث پاک سے تعلق محبت

حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور غوث پاکؒ میں فنا تھے میں نے حضور کو زندگی میں کسی بات پر اتنا خوش ہوتے نہیں دیکھا جتنا حضور غوث پاکؒ کا تذکرہ آتا تو آپ کا چہرہ ہشاش بشاش ہو جاتا تھا۔ اگر غمزدہ بھی ہوتے تو مسکرا پڑتے اور جھومنے لگ جاتے آپ سماع کی طرز پر کلام نہیں سنا کرتے تھے ایک روز آپ لاہور تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ حضور میں نے حضور غوث پاکؒ کی ایک منقبت سنی ہے وہ بہت پیاری ہے اگر اجازت ہو تو سناؤں آپ نے فرمایا کہ غوث پاکؒ کا منقبت ہے سناؤ جب حاجی سعید اینڈ کمپنی نے پڑھ کر سنائی تو حضور نے اس کو جھوم جھوم کر سنا اور اس قوالی کے الفاظ یہ تھے۔

پکارو شاہ جیلاں کو پکارو

حضور پیر صاحب فرماتے کہ حضرت بہاؤالدین ذکریاؒ تو یہ فرماتے تھے کہ "اگر اللہ کی بارگاہ کا قرب چاہتا ہے تو غوث پاک کے در کا کتا بن جا اور غوث پاک کے کتوں کو شیروں پر بھی فضیلت حاصل ہے۔

آپ نے فرمایا کہ حضرت سلیمان تونسوی اس کو بدل کر یہ فرماتے تھے بر شیراں شرف وارد کی جگہ بر مرداں شرف وارد سگ درگاہ جیلانی پڑھتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی اپنی کتاب اشرف السوانح میں لکھتے ہیں کہ حضور غوث پاک کے مریدوں کو

Marfat.com

دوسرے پیروں سے وہ فیض نہیں ملتا جو دوسرے پیروں کو غوث پاک کے مریدوں سے فیض ملتا ہے وہ لکھتے ہیں کہ مولانا محمد حسن دیوبندی کہتے ہیں کہ میں مولانا اشرف علی تھانوی کی بیعت کے لئے گیا وہاں میں نے ایک یا دو راتیں گزاریں میں نے خواب دیکھا کہ قبر میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لیٹے ہوئے ہیں جو تھانوی صاحب کے بھی پیرومرشد ہیں وہ بڑے ولی کامل اوز عاشق لوگ تھے۔ انہوں نے پانی مانگا اور اوپر سے قبر کھل گئی میں نے پانی پیش کیا اور وہ اٹھ کر بیٹھ گئے جب وہ پانی پی رہے تھے تو میں نے قبر کی مشرقی سمت دیکھی اس پر موٹے اور جلی حروف کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔

کہ سگ درگاہ میراں شو

چوں خواہی قرب ربانی

یہ بات علماء دیوبند کے مرکز پر ان کے مرید کر رہے ہیں کہ اگر تم خدا کا قرب چاہتے ہو تو حضور غوث پاکؒ کے در کا سگ بن جا۔ اس نعرے کے ڈنکے اس دنیا میں بھی اور برزخ میں بھی بجتے ہیں۔ میں نے عمر بھر بھی حضور پیر صاحب سے اپنے والد گرامی کا تذکرہ نہیں کیا بلکہ جب بھی تذکرہ کرتے تھے حضور غوث پاک کا تذکرہ کرتے تھے آپ کا یہ کام تھا کہ جو بھی کتابچہ جو نایاب ہوتا تھا اور وہ حضور غوث پاک کی زندگی کے متعلق ہوتا تا اس کو چھپوا کر مفت تقسیم کروایا کرتے تھے میں تحریک منہاج القرآن کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ ایک لاکھ عطیہ کے ساتھ اسی مقصد کو آگے بڑھانے کے لئے غوثیہ اکیڈمی کا آغاز کیا جاتا ہے۔ جس کا مقصد یہ ہو گا کہ حضور غوث پاکؓ کی سوانح اور حیات مبارک کے متعلق لٹریچر چھپوا کر لوگوں میں عام کرے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں استقامت کے ساتھ نسبت غوثیت پر قائم رکھے اور پھر اس کے فیوض و برکات کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Marfat.com

تذکرہ آپ کے پردادا کا

خطاب : پروفیسر طاہر القادری

ترتیب و تدوین : ضیاء نیر

قلندر وقت حضرت مولانا غوث علی شاہ پانی پتی رحمتہ اللہ علیہ خود بڑے صاحب نسبت اور باکمال بزرگ تھے۔ حج سے واپسی کے بعد ہندوستان آئے اور بغداد شریف جانے کے لئے عازم سفر ہوئے تاکہ وہاں حضرت شیخ محمود رزاقی گیلانی بغدادیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر ان سے فیض حاصل کریں۔ کرنا خدا کا کیا ہوا کہ جب وہ بغداد شریف پہنچے تو حضرت وصال فرما چکے تھے اور ان کی جگہ حضرت سیدنا شیخ علی نقیب الاشراف سجادہ نشین تھے جو رشتے میں حضور پیر قدوۃ الاولیاء' کے پردادا تھے۔ حضرت شیخ محمود رزاقی اس خاندان کے آخری سجادہ نشین تھے۔ حضرت علیؒ کا تعلق خاندان عزیزی کے ساتھ تھا۔

ان دنوں ایک وبائی مرض پھوٹ پڑا جس کے دوران شیخ محمود رزاقی الگیلانیؒ کا وصال ہو گیا اور اس خانوادے کے دوسرے بزرگ بھی وبا میں مبتلا ہو کر واصل بحق ہو گئے تو اس سلسلے کے بعض بزرگ بغداد شریف سے نقل مکانی کر کے دوسرے شہروں اور ملکوں میں آباد ہو گئے جن میں پاکستان' ہندوستان اور افغانستان بھی شامل تھے۔ گیلانی سادات خاندان میں حضرت شیخ محمود رزاقی رحمتہ اللہ علیہ کی ایک صاحبزادی جن کا اسم گرامی غالباً" سیدہ فاطمہؒ تھا زندہ تھیں جو بہت بڑی عابدہ' زاہدہ' عارفہ' کاملہ اور کشف و کرامت والی بزرگ خاتون تھیں جن کا روحانی مقام اپنے ہمعصروں میں بہت بلند تھا۔ وہ تنہا رہ گئی تھیں اور اب مسئلہ یہ پیدا ہو گیا تھا کہ ان کا عقد کس صاحب مرتبہ و کمال بزرگ سے کیا جائے۔ چونکہ وہ خود روحانی طور پر عظیم مرتبہ و کمال کی مالک تھیں اس لئے قدرتی طور پر سوال یہ تھا کہ ان کا نکاح اس بزرگ سے ہو جو خود بھی اتنا ہی صاحب کمال ہوئے روحانیت اور تقویٰ کے اعتبار سے اس عالی مرتبہ و مقام کے مالک

Marfat.com

غوث زمان سیدنا شیخ علی النقیبؒ ہی حیات تھے۔ ان کا شمار اس وقت کے بڑے اکابر محدثین اور فقہا میں ہوتا تھا۔ چنانچہ خاندان کے سب بزرگوں نے اتفاق رائے سے اس ولیہ کاملہ کا نکاح ان سے کر دیا۔ وہ اس سے پہلے بھی شادی کر چکی تھیں جس کے نتیجے میں ان کے بطن سے ایک صاحبزادے حضرت سیدنا سلیمان النقیبؒ پہلے سے گھر میں موجود تھے۔ حضرت سیدنا شیخ علی النقیبؒ سے تعلق ازدواج کے نتیجے میں ان کے ہاں ایک فرزند متولد ہوئے جن کا اسم گرامی حضرت سیدنا الشیخ عبدالرحمان النقیب رکھا گیا۔ وہ ہمارے حضور سیدنا طاہر علاؤالدین رحمتہ اللہ کے سگے دادا تھے۔

حضرت غوث علی شاہ پانی پتیؒ کے احوال میں مذکور ہے کہ بغداد شریف میں سیدنا شیخ علی النقیب کی صحبت اور توجہ کے فیض سے انہیں کشف کا وہ مقام عطا ہو گیا کہ سوتے جاگتے ان پر پانچ سو میل تک سب حجابات اٹھا دیئے گئے اس فیضان غوثیت سے مالا مال ہو کر وہ واپس ہندوستان آ گئے۔

حضور پیر صاحبؒ کے دادا جان غوث زمان تھے

حضرت سیدنا عبدالرحمان النقیبؒ کی شان ولایت کا وہ مقام تھا کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؒ نے اپنی باطنی توجہ سے ان کی زندگی میں براہ راست خلعت عطاء فرما دی۔ اس زمانے تمام اولیاء نے اس امر کی تصدیق کی ہے کہ حضرت اپنے وقت کے غوث ہیں۔ تاریخ بغداد اور تاریخ اولیاء بغداد کے علاوہ اور بہت سی کتب میں یہ واقعہ سند کے ساتھ درج ہے۔ کثرت سے روایات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ حضور غوث الاعظمؒ نے دوبارہ آپ کو اپنا نائب اور امین مقرر فرمایا اور براہ راست خلافت کے ذریعے فیضان غوثیت کا چشمہ پھر سے جاری و ساری فرما دیا۔ ان کا مقام اتنا عظیم اور بلند تھا کہ برصغیر پاک و ہند اور بلاد عرب و عجم کے اکابر اولیاء اللہ نے آپ سے بیعت اور نسبت حاصل کی اور آپ کی صحبت سے شرفیاب ہوئے۔

راقم کو ایک دفعہ حضرت عطا محمد بندھیالوی سے جو حضرت پیر مہر علی شاہ رحمتہ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہیں اور ان کا شمار اہلسنت کے اکابر عمر رسیدہ علماء میں

Marfat.com

ہوتا ہے' ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ اپنے اوائل جوانی کے دور میں حضرت پیر مہر علی شاہؒ خود حضرت شیخ سیدنا عبدالرحمان النقیب کی صحبت سے فیض پانے کے لئے بغداد شریف حاضر ہوئے تھے اس طرح ہمارے برصغیر کے بہت سے اکابر اولیاء کرام گزرے ہیں جنہوں نے حضرتؒ سے حصول فیض کیا اور خلافت حاصل کی ان میں حضرت مخدوم شوکت حسین جیلانیؒ جو حضرت موسیٰ پاک شہید ملتان کے گزشتہ سجادہ نشین تھے کا نام نامی بھی آتا ہے۔ حضرت نہ صرف یہ کہ اپنے وقت کے اتنے بڑے غوث تھے بلکہ بہت بڑے محدث' فقیہ اور متعدد کتابوں کے مصنف بھی تھے اور ظاہری و باطنی علوم میں امام وقت کا درجہ رکھتے تھے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا وہ ہمارے حضور پیر صاحب علیہ الرحمہ کے رشتے میں سگے دادا ہیں۔

اگر آپ میں سے کسی کو بغداد جانے اور حضور غوث الاعظمؓ کی حاضری کا شرف نصیب ہو تو جامع الگیلانی اور حضور غوث پاک کے مزار اقدس کے حجرہ مبارک کے ساتھ دائیں بائیں دو حجرے ہیں جن کی جالیاں جامع الگیلانی مسجد میں کھلتی ہیں۔ دائیں طرف حضورؒ کے پردادا حضرت علی النقیب کا مزار ہے اور بائیں طرف کے مزار میں حضورؓ کے دادا حضرت سیدنا الشیخ عبدالرحمان آسودہ کی خواب ہیں۔ گویا حضور غوث پاکؓ نے اپنے ان دو بیٹوں کو اپنے پہلو میں جگہ دی ان کے علاوہ ایک مزار حضرت شیخ زین العابدینؓ کا بھی ہے جو ان صاحبزادگان سے پہلے کے بزرگ تھے۔ باقی تمام مزارات بشمول صاحبزادگان حضور غوث اعظمؓ کے مزار مبارک کے احاطہ میں ہیں۔

سیدنا شیخ عبدالرحمان کے مزار کی جملہ تعمیرات اور بڑے منارہ غوث الاعظمؓ اور مکتبہ قادریہ کے بانی اور مہتمم بھی تھے۔ آپ کی بہت سی عربی زبان میں تصانیف ہیں جن سے اس زمانے کے جید علماء اور اولیاء کرام نے اکتساب فیض کیا۔ حضرت شیخ عبدالرحمان کے ایک بھائی تھے سیدنا سلیمان النقیب جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے وہ حضرت سید شیخ ابراہیم سیف الدین النقیب الاشراف کے دادا تھے۔ آخر الذکر وہ بزرگ ہیں جن سے راقم کے والد گرامی حضرت ڈاکٹر فریدالدینؒ نے بیعت کی اور بھی بہت سے بزرگوں کی جو بعد میں ہوئے ان سے بیعت تھی۔

Marfat.com

خاندان سادات گیلانیہ کے چشم و چراغ اور غوث زماں حضرت سیدنا جمال الدین الگیلانی بڑے باکمال اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔ آپ کی ایک کرامت یہ تھی کہ آپ ایک جگہ شیر اور بکری کو اکٹھا کر دیتے تھے ان کے ہاتھوں برصغیر کے لاکھوں ہندو مسلمان ہوئے آپ کچھ عرصہ افغانستان اور بلوچستان میں بھی قیام پذیر رہے۔ آپ کا وصال تقریباً سو سال کی عمر میں ہوا۔

تذکرہ آپؒ کے والد گرامی کا

آپ کے والد گرامی سیدنا محمود حسام الدین الگیلانیؒ کا شمار اولیاء کبار میں ہوتا تھا۔ علی برادرن یعنی مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہرؒ ان کے مریدین میں تھے۔ بلاد عرب میں ہزاروں علماء' محدثین' اولیاء اور بزرگان دین آپ سے بیعت تھے۔ چند قابل ذکر ناموں میں جو اتفاق سے یاد رہ گئے مکتب دیوبند کے مولانا محمد یوسف بنوریؒ اور ان کے والد ماجد مولانا محمد زکریا بنوریؒ ان سے بیعت تھے۔

اور انہیں خلافت بھی آپ سے ملی تھی ان کے علاوہ اعلحضرتؒ کے خلفاء میں سے ایک حضرت مولانا محمد ضیاء الدین مدنی جو بہت بڑے عاشق رسول اور صاحب تقوی و مجاہدہ بزرگ تھے آپ سے نسبت بیعت میں منسلک تھے۔

حضور پیر صاحب قدوۃ الاولیاء قدس سرہ العزیز کے والد گرامی حضرت سیدنا محمود حسام الدینؒ تھے جن کا مزار پاک احاطہ غوث الاعظمؒ میں ہے۔

Marfat.com

تذکرہ حضور سیدنا طاہر علاؤالدین البغدادی الگیلانی القادری رحمۃ اللہ علیہ کا

آپؒ کی اوائل عمری کا زمانہ

آپؒ اپنے والد گرامی کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے صاحبزادے تھے۔ وہ معدودے چند بزرگ ہیں جن کو آج سے چالیس پچاس برس پہلے آپ کے عالم جوانی میں زیارت کا شرف حاصل ہوا آپ کی اوائل عمری کا زمانہ جن میں ایک حضرت قبلہ بابو جی رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے وہ آپ کے سوانحی حالات بیان کرتے ہوئے بتاتے ہیں کہ بغداد شریف میں حضرت کی جس مکان میں رہائش تھی وہ دربار غوث الاعظمؓ کے بالکل سامنے ہے اور دیوان خانہ حضور غوث پاکؓ سے متصل راستہ وہاں سے گزرتا تھا۔ یہ واقعہ غالباً" مولانا عبدالقدیر بدایونی نے روایت کیا ہے کہ حضور پیر صاحب کی عمر ابھی 11 '12 سال کی تھی مگر لوگ یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ جاتے تھے کہ آپ نماز عشاء کے بعد حضرت غوث الاعظمؒ کے مزار اقدس کے سامنے متوجہ ہو کر کھڑے ہو جاتے اور ساری رات نماز فجر تک وہاں اسی حالت میں قیام فرما ہو کر کسب فیض کرتے۔ یہ شب بیداری یعنی عشاء سے فجر تک ایک ہی وضو سے جاگنے کا معمول کم و بیش چالیس برس تک جاری رہا۔

آپؒ کے مجاہدات اور زہد و ورع

قطب الاقطاب حضور سیدنا طاہر علاؤالدینؒ کے احوال کے بارے میں ہزاروں واقعات ہیں۔ طوالت کے خوف سے یہاں صرف چند ایک ذکر کیا جائے گا۔ اہلسنت کے معروف عالم دین مولانا عبدالقادر بدایونیؒ کے حوالے سے حضورؒ کی اوائل عمری کے ذیل میں یہ تذکرہ گزر چکا ہے کہ آپ عشاء سے فجر تک حضور غوث اعظمؓ کے مزار اقدس کے سامنے کھڑے رہتے۔ یہ صغیر سنی میں آپ کے مجاہدے شب بیداریوں اور

Marfat.com

زہدو ورع کا عالم تھا جس دیکھ کر لوگ ورطہ حیرت میں ڈوب جاتے تھے۔

یہ 1967ء کی بات ہے ابھی حضور پیر صاحبؒ کی شادی بھی نہیں ہوئی تھی کہ راقم جو اس وقت گیارہویں جماعت کا طالب علم تھا بیعت کے لئے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو پتہ چلا کہ اس بھرپور جوانی کے عالم میں بھی آپ کا عشاء سے فجر تک جاگتے اور مجاہدہ و ریاضت میں مصروف رہنے کا معمول تھا جو ایک اندازے کے مطابق چالیس سال تک جاری رہا۔ یہ عبادت و ریاضت' تقوی اور مجاہدے فی زمانہ اولیاء صلحاء و اتقیاء کے سوا اور کسے نصیب ہو سکتا ہے؟ آپ علم و عمل' تقوی و عبادت' اخلاص واخلاق زہدو ورع' کشف و کرامات' سخاوت اور دیگر فضائل میں دور اول کے اکابر بزرگوں کا کامل نمونہ تھے۔ آپ کے احوال دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے آپ میں وہ سب کمالات بدرجہ اتم پائے جاتے تھے جو صدیوں پہلے اکابر اولیا اور صاحب حال بزرگوں کا طرہ کا امتیاز تھے۔

سرزمین لاہور کی خوش بختی

قدوۃ الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین سادات کے خاندان کے پہلے چشم و چراغ تھے جنہوں نے سرزمین پاکستان کو اپنی اقامت گاہ کے لئے منتخب فرمایا۔ کوئٹہ اور کراچی میں آپ نے مستقل رہائش اختیار فرمائی۔ یہ اہل پاکستان کی خوش قسمتی ہے کہ حضور سیدنا غوث الاعظمؓ نے اپنے اس لاڈلے بیٹے کو اس میں سرزمین کے سپرد کر دیا۔ اہل پنجاب اور اہل لاہور اس اعزاز پر جتنا فخر کریں کم ہے کہ حضرت کی آخری آرامگاہ اور مزار اقدس بننے کا شرف اس شہر لاہور کے حصے میں آیا۔

ع یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

فیوض غوثیہ کا مصدر و مرکز خاک لاہور میں

حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ فیوض و برکات سیدنا غوث اعظمؒ کے سچے وارث اور امین تھے۔ ان کے دم قدم سے سرزمین لاہور فیضان غوثیت کا گہوارہ بن چکا

Marfat.com

ہے۔ آپ کے مزار پر انوار سے پھوٹنے والی شعاعیں قیامت تک اس خطے کے لوگوں کے قلوب و ارواح کو لمعات غوثیہ سے منور کرتی رہیں گی اس ضمن میں ایک خواب کا ذکر خالی ازعلت نہ ہو گا حضور کے وصال سے چار دن بعد راقم کو خواب میں آپ کی زیارت نصیب ہوئی کیا دیکھتا ہوں کہ مزار شریف کے پاس ایک بہت بڑا عالی شان دربار ہے۔ آپ بڑے ہشاش بشاش نظر آ رہے ہیں اور ایک گدی پر تشریف فرما ہیں۔ میں انتظام و انصرام سے فراغت پا کر حضور کی خدمت میں بیٹھتا ہوں۔ اپنے گردو پیش نظر ڈالتا ہوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ بجلی بند ہو گئی ہے اور پورا لاہور تاریکی میں ڈوبا ہوا ہے مگر مزار اقدس اسی طرح برقی قمقموں اور روشنیوں سے بقعہ نور بنا ہوا ہے۔ میں عرض کرتا ہوں حضور لاہور کے پورے علاقے میں بجلی بند ہے اور ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا ہے مگر آپ کے مزار کی روشنیاں بدستور جل رہی ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔

آپ فرماتے ہیں "پروفیسر صاحب ہمارا کنکشن اور پاور بغداد سے آتا ہے اس لئے ہمارا بجلی کبھی بند نہیں ہوتا۔" اتنے میں میری آنکھ کھل گئی اور یہ بات میری سمجھ میں آ گئی کہ یہ جو دربار قائم ہوا ہے بلاواسطہ حضور سیدنا غوث الاعظمؓ کا دربار ہے۔

اس سرزمین لاہور کو منہاج القرآن کے لئے منتخب کرنے کا مقصد یہی تھا کہ حضور غوث پاک اسے اپنے روحانی فیض کا مرکز بنانا چاہتے تھے تاکہ اس کی برکت سے احیاء اسلام کا مشن فروغ پانے اور روحانی فیوض و برکات اور کرم گستری کا سلسلہ جاری و ساری رہے۔ یہ بات ذہن میں مستحضر رہے ہمارے قبلہ و کعبہ حضور پیر صاحبؒ اس خانوادہ غوثیت مآب کے پہلے فرزند ارجمند ہیں جن کا جسد اطہر سرزمین پاکستان میں مدفون ہوا۔

آپؒ کی صحبتوں کے تذکرے

قطب الاقطاب' سیدالسادات' قبلہ و کعبہ حضور پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادی الگیلانیؒ سے بیعت کے بعد جو تعلق قائم ہوا تو پھر دربار غوثیہ اکثر حاضری کے لئے آتا رہا۔ اس ابتدائی دور میں یہ حیران کن بات تھی کہ صبح و شام آپ سے عجیب

Marfat.com

کرامات و کمالات دیکھنے میں آتے تھے۔ کشف و معارف کے ایسے ایسے واقعات ظہور میں آئے کہ انسان دنگ رہ جاتا ہے آپ ان دنوں جلالی کیفیت میں رہتے تھے۔ آنکھ بھر کر آپ کے چہرے کو دیکھا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ بہت عرصہ بعد جب آپ کے مدارج ولایت بڑھ گئے اور ضبط کی وجہ سے کرامات کا ظہور کم ہونے لگا تو آپ روبہ جمال ہو گئے اور جلال کی جگہ جمال نے لے لی۔ پھر آپ کی پیشانی ہمہ وقت ایک دلاویز تبسم سے کھلی رہتی تھی۔

حضرت کی بہت سی یادیں دامن کش دل ہیں چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے۔

مرید پر خصوصی شفقت

راقم نے ایم اے کر لیا تھا اور ابھی شادی کو زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ میں میری اہلیہ' بچے' چچی اور کچھ خواتین لاہور اور فیصل آباد سے آئے ہوئے تھے' چند احباب حضور پیر صاحبؒ کی زیارت کے لئے گئے۔ حاضری ہو چکی تو تیسرے یا چوتھے روز اجازت چاہی تو آپ نے مجھے اپنے پہلو میں بٹھا لیا اور فرمانے لگے گاڑی کس وقت چلے گی میں نے وقت عرض کر دیا۔ آپ دیر تک میرے پاس رہے۔ روانگی سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ پہلے جب دعا اور رخصت ہونے کا وقت آیا اور آپ سے اجازت مانگی تو خادم کو بلا کر فرمانے لگے۔ "ڈاکٹر صاحب کے لئے جو سامان تیار کیا ہے وہ لے آؤ" یاد رہے کہ میں اس قت ایم اے ایل ایل بی تھا اور پی ایچ ڈی کرنے کا وہم و گمان بھی نہیں تھا۔ میں نے عرض کیا حضور میں تو ایم بی بی ایس یا پی ایچ ڈی نہیں ہوا۔ آپ مجھے کس وجہ سے ڈاکٹر فرما رہے ہیں۔ فرمایا نہیں آپ ڈاکٹر ہیں۔ اس کے بہت عرصہ بعد ڈاکٹریٹ کرنے کا اتفاق ہوا۔ خادم تین پیٹیاں لے کر باہر آیا جن میں ایک شربت کی دوسری خشک میوہ اور تیسر پھلوں کی بھری ہوئی پیٹی تھی۔ یہ پہلا موقع تھا کہ حضور نے اتنی شفقت فرمائی تھی۔ کبھی کبھی شربت کی بوتلیں تو ازارہ شفقت آپ بھیجتے رہتے تھے۔ مگر وہ خاص موقع تھا۔ ہم رخصت ہونے لگے تو آپ نے اپنی جیب میں ہاتھ

Marfat.com

ڈالا۔ سو سو روپے کے کافی نوٹ تھے جو آپ نے نکالے اور فرمایا یہ رکھ لو۔ شفقت اور کام کا یہ عالم دیکھ کر میں لرز گیا اور عرض کرنے لگا "حضور آپ نے پہلے ہی اتنی شفقت فرمائی ہے۔ اب مزید تکلیف نہ فرمایئے۔ یہ آپ پر بوجھ ہو گا۔" فرمایا نہیں ہم نے بولا ہے یہ لے جاؤ میں نے پھر دست بستہ عرض کی "حضور میں برکت کے لئے بیس روپے رکھ لیتا ہوں اس سے زیادہ نہیں۔" آپ پھر فرمانے لگے نہیں میں جو کہتا ہوں وہ کرو ہو سکتا ہے کہ راستے میں گاڑی خراب ہو جائے اور صحرا میں آپ کو رکنا پڑے بچے لوگ آپ کے ساتھ ہے ممکن ہے ان پیسوں کی ضرورت پیش آ جائے۔ آپ کے اصرار اور اس توجیہہ کے سامنے میں خاموش ہو گیا اور روپے رکھ لئے۔ ہمارے پاس اس وقت سفر خرچ کے علاوہ صرف اتنے پیسے بچے تھے جو گاڑی میں ایک دو وقت کے کھانے اور ضروریات کے لئے کافی تھے۔ باقی پیسے ہم نے کوئٹہ میں ہی خرچ کر ڈالے تھے حضور کی دعائے خیر کے بعد ہم روانہ ہو گئے۔ ہماری گاڑی سی سے آگے روانہ ہوئی تھی اور اگلا اسٹیشن جیکب آباد کا تھا کہ راستے میں جو کہ بالکل صحرا تھا گاڑی اچانک خراب ہو گئی اگلے دن دوپہر تک گاڑی وہاں کھڑی رہی اور ہمیں وہاں چھتیس گھنٹے رکنا پڑا اس سفر میں ہمارے اپنے پیسے ختم ہو گئے اور ہمارے گھر پہنچنے تک حضور کے دیئے ہوئے پیسوں سے بقیہ سفر طے ہوا۔ اگر ہم یہ پیسے نہ لیتے اور صحرا میں ہم پر جو افتاد پڑتی اس کا بس تصور ہی کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے کشف نے ہماری مشکل حل کر دی تھی۔

بچوں کو بولو اس میں سے جو نام چاہو رکھ لو

حافظ امین الدین صاحب جو ادارہ منہاج القرآن کے سینئر نائب صدر ہیں اس واقعہ کے راوی ہیں۔ ان کی کسی عزیز کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور نام رکھنے کا مرحلہ پیش آیا تو حافظ صاحب کہنے لگے کہ بیٹے کا نام حضور پیر صاحب سے پوچھ کر رکھیں گے اور وہی نام رکھیں گے جو آپ فرمائیں گے۔ اس پر آپ کے رشتہ دار خواتین کہنے لگیں کہ نام ذرا ماڈرن ہونا چاہئے۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ چند نام حضور پیر صاحب کو

Marfat.com

پیش کر دیئے جائیں ان میں سے ایک نام رکھ لیں گے۔ حافظ صاحب حضور پیر صاحب کی خدمت میں گئے اور نام رکھنے کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کل بتانا اگلے دن یاد دلایا گیا تو حضور پیر صاحب کے کہنے پر ایک عزیزہ نے ناموں کی ایک فہرست پیش کر دی۔ آپ نے یہ فہرست حافظ صاحب کو دے دی اور کہا "بچوں کو بولو اس میں سے جو نام چاہیں رکھ لو" آپ نے اپنے کشف سے اصل صورت حال کو بھانپ لیا تھا۔

پانچ سی سی خون طے ہو گیا آؤ لے لو

علاج معالجہ کے لئے جرمنی جانے سے پہلے آپ کی طبیعت انتہائی ناساز ہو گئی تو آپ کا ایک مرید غلام علی خلجی ڈاکٹر بلانے کے لئے گیا۔ مرض کی تشخیص کے لئے متعدد ٹیسٹ ضروری تھے جس کے لئے خون درکار تھے۔ آپ پہلے ہی کافی کمزوری اور نقاہت کا شکار تھے۔ ڈاکٹر نے کہا۔ چھ سی سی خون لے لیں پھر راستے میں باتیں ہوتی رہیں۔ کسی نے کہا چار سی سی شائد کام چل جائے۔ ڈاکٹر نے کہا اتنے سارے ٹیسٹوں کے لئے چار سی سی خون ناکافی ہو گا۔

آخر صلاح مشورے سے طے پایا کہ پانچ سی سی سے لیتے ہیں تھوڑا تھوڑا تقسیم کر کے سارے ٹیسٹ اس سے ہو جائیں گے۔ یہ فیصلہ کر کے وہ لوگ دربار شریف پہنچ گئے۔ حضور کو اطلاع دی گئی تو ڈاکٹر صاحب اس کا اٹینڈنٹ اور آپ کا مرید اندر داخل ہوئے تو فرمانے لگے اچھا پانچ سی سی خون طے ہو گیا ہے۔ آؤ لے لو۔ یہ سن کر سب حیرت میں ڈوب گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حجابات اٹھا دیئے تھے

آپ سے کسی قسم کا سوال کیا جاتا خواہ اس کی نوعیت علمی ہوتی یا فنی یا کوئی جغرافیہ کی بات ہوتی آپ کی معلومات اتنی وسیع تھیں کہ انسان سوچ سوچ کر پاگل ہو جاتا تھا' افریقہ کے کسی جزیرے اور کسی شہر اور علاقے کا ذکر ہوتا تو آپ بتا دیتے کہ وہاں مسلمانوں کی تعداد اتنی ہے اور اتنی مسجدیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ کوئی شخص دنیا جہان

Marfat.com

کے کسی موضوع کی بات چھیڑ دیتا اور کسی علم و فن کے بارے میں اظہار خیال کرتا تو آپ گفتگو فرمانے لگتے جس سے یوں محسوس ہونے لگتا کہ کائنات کے سب حجابات آپ کی نظروں کے سامنے سے اٹھا دیئے گئے ہیں۔ اور آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ کر یہاں فرما رہے ہیں۔ آپ کے حافظہ' علم اور کشف و کمالات سے انسان سراپا حیرت بن جاتا تھا جس شخص نے جو بات پوچھ لی اسے کامل تشفی بخش جواب ملا۔ اپ کے تصرف کا یہ عالم تھا کہ رب ذوالجلال نے آپ کو مقام تکوین کا مالک بنا دیا تھا۔

پھل بھی آپؒ کے تصرف میں

کراچی کے ایک سیٹھ اسماعیل زکریاؒ نے یہ واقعہ خود بیان کیا ہے کہ میرے علاوہ بہت سے لوگ حضور پیر صاحب کے دستر خوان پر موجود تھے۔ غالباً" دسمبر کا مہینہ تھا۔ کھانے سے فارغ ہو گئے تو آپ پوچھنے لگے۔ اسماعیل کونسا پھل کھائے گا۔ وہ موج میں آ کر اکثر یہ فرما دیا کرتے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ آج حضور سے ایسا پھل مانگوں جس کا موسم نہ ہو۔ میں نے عرض کیا حضور! آج تازہ آم کھانے کو جی چاہتا ہے۔ دسمبر جنوری میں تازہ آم کہاں آتے ہیں۔ حضور فوراً بھانپ گئے کہ مجھے شرارت سوجھی ہے آپ نے خادم سے فرمایا۔ "جاؤ فریج سے تازہ آم نکال لاؤ" وہ گیا اور تازہ بہ تازہ آم لے کر حاضر ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں میں یہ دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو گیا۔ پھر میں دل میں خیال آیا کہ کوئی ایسا پھل مانگتا جس کا برصغیر پاک و ہند میں وجود ہی نہ ہو۔ میں نے یہ بات اپنے ذہن میں رکھ لی کہ اگر دوبارہ موقعہ ملا تو اس کی فرمائش کروں گا۔

اس واقع کو کافی عرصہ بیت گیا۔ ایک موقع پر ہمارے موجودہ وزیراعظم اور ان کے ساتھ کئی لوگ موجود تھے۔ کہ دوپہر کے کھانے کا وقت ہو گیا۔ کھانے سے فارغ ہونے کے بعد حضور تبسم لب فرمانے لگے۔ "اسماعیل! آج کونسا پھل کھاؤ گے؟"

وہ کہتے ہیں کہ مجھے اپنی باری یاد آ گئی اور میں نے ایک ایسے پھل کا نام لے دیا جو پاک و ہند میں کہیں نہیں ہوتا اور وہ برما' تبت' اس سے بھی پرے کسی جگہ پایا جاتا

Marfat.com

ہے حضور سمجھ گئے کہ پھر میں نے آزمائش لینے کے لئے اس نایاب پھل کا نام لیا ہے اور یہ میری شرارت ہے آپ مسکرا پڑے۔ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی تو خادم دوڑا دوڑا گیا تو باہر ڈاکیے کو پایا جو ایک بنڈل لے کر کھڑا تھا جو کسی نے پارسل کی صورت میں بھجوایا تھا اسے کھولا تو اس میں وہی فرمائش کردہ پھل تھا جس کا نام "منگستین" ہے۔

حضور قدوۃ الاولیاءؒ مقام غوثیت اور مقام تکوین پر فائز تھے

ان چند واقعات سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ حضور پیر صاحب رحمتہ اللہ علیہ مقام تکوین پر فائز تھے اور برصغیر پاک و ہند تو کیا پوری دنیا میں ہر چیز اللہ تعالی کے حکم سے آپ کے تصرف میں تھی۔ آپ جس چیز پر توجہ فرماتے وہ حاضر ہو جاتی۔

آخر میں راقم اپنے ذاتی مشاہدہ کی بناء پر وثوق اور اعتماد سے یہ عرض کرنے کی جسارت کرتا ہے کہ اپنی وفات سے پہلے آپ مقام غوثیت پر فائز ہو چکے تھے۔ یہ اہل پاکستان کی بلند اقبالی اور خوش بختی ہے کہ حضور غوث پاکؓ نے اپنا لاڈلا بیٹا دم رخصت اس شہر لاہور کو عطا کر دیا۔ اللہ تعالی ہمیں ان کے فیوضات سے بہرہ ور ہونے کی توفیق رحمت فرمائے۔

ایں سعادت بہ زور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

Marfat.com

قطب البلاد میں قطب الاقطاب کا سفر آخرت

تحریر : علی اکبر قادری

یہاں جگر گوشہ غوث الوری نقیب بغداد قطب الاقطاب حضرت پیر سیدنا طاہر علاؤالدین القادری البغدادی الگیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال مبارک سے لے کر تدفین تک لمحہ بہ لمحہ آپ کا سفر آخرت شامل کیا جا رہا ہے۔

علالت کا آغاز اور بغرض علاج جرمنی روانگی

آپؒ کو ایک عرصہ سے گردے کی تکلیف تھی جس کا آپؒ نے مناسب حد تک خاموشی سے علاج جاری رکھا کراچی میں آپؒ کے ذاتی معالج ڈاکٹر موتی والا آپ کو دوائیں وغیرہ استعمال کرواتے رہے۔ پھر پچھلے سال جب آپؒ جرمنی تشریف لے گئے تو وہاں بھی تشخیص کے بعد دوائی وغیرہ استعمال کی' جرمنی میں ڈاکٹر حبیب اللہ خان جو ایک نیک سیرت درویش منش شخص ہیں عرصہ تقریباً 20 سال سے وہاں مقیم ہیں اور آپ کے عقیدت مندوں میں شامل ہیں ان سے آپ کا رابطہ رہا۔ پھر واپس کراچی تشریف لے آئے اس دوران بھی حسب معمول علاج جاری رہا مگر تکلیف میں اضافہ ہوتا گیا اپریل کے آخر میں جب کراچی' کوئٹہ اور حیدر آباد کے سلسلہ وار دروس قرآن کے سلسلے میں کراچی پہنچے اور حسب معمول قدم بوسی کے لئے دربار عالیہ حاضر ہوئے تو طبیعت خاصی ناساز تھی کمزوری کے آثار نمایاں تھے آپؒ سے پوچھا گیا تو فرمانے لگے بس پیٹ میں تکلیف ہوتی ہے۔ پروفیسر صاحب کراچی اور حیدر آباد کے درس قرآن کے بعد کوئٹہ درس قرآن کے لئے اجازت لینے حاضر ہوئے تو آپؒ فرمانے لگے تم اپنے وقت مقررہ پر کوئٹہ جاؤ میں بھی کل کوئٹہ آ رہا ہوں۔

پروفیسر صاحب نے کوئٹہ آ کر مقررہ وقت پر معمول کا درس قرآن دیا۔ دوسرے دن دیگر مصروفیات سے فراغت کے بعد اپنے کئی تحریکی ساتھیوں سمیت کوئٹہ ائرپورٹ پر پہنچے جہاں 2 بجے کی فلائٹ سے حضور پیر صاحبؒ کراچی سے تشریف لا رہے تھے

Marfat.com

حسب پروگرام اسی روز 4 بجے والی پرواز سے پروفیسر صاحب نے کوئٹہ سے لاہور مرکز میں واپس آنا تھا ان کا خیال تھا کہ حضورؒ کو ایئرپورٹ سے RECEIVE کر کے قدم بوسی کے بعد اجازت لے کر یہیں سے لاہور روانہ ہو جاؤں گا۔ مگر جب حضرتؒ کو کمزوری کے سبب جہاز سے V.I.P لاؤنج تک ویل چیئر کے ذریعے لایا گیا اور ملاقات ہوئی تو انہیں لاہور روانگی کی اجازت لینے کو جی نہ چاہا چنانچہ ٹکٹ واپس کروا کر بجائے لاہور آنے کے آپ کے ساتھ واپس دربار غوثیہ آ گئے۔ کوئٹہ میں اس آخری قیام کے دوران وہاں کے مقامی ڈاکٹروں کی خدمات لی گئیں' کچھ دن علاج جاری رہا ڈاکٹروں نے تشخیص کے بعد پورے وثوق سے عرض کر دیا کہ گردے خاصے متاثر ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے تکلیف میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے لہٰذا اس کا واحد علاج گردے کی تبدیلی (TRANSPLANTATION OF KIDNY) ہے مگر آپ نے اس کو آخر دم تک تسلیم نہیں کیا۔ خیر کوئٹہ میں قیام کے دوران حتی المقدور علاج کے باوجود کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ایک روز آپ نے رات 12 بجے پروفیسر صاحب کو فرمایا کہ جرمنی میں ڈاکٹر حبیب اللہ خان سے رابطہ کریں۔

انہوں نے لندن سے متعلقہ نمبر لے کر جرمنی میں ڈاکٹر حبیب اللہ خان سے بات کی حضرتؒ نے پہلے بھی انہی سے چیک کروایا تھا علاوہ ازیں یہاں جرمنی میں امراض گردہ کے کئی اور بھی سپیشلسٹوں ہیں چنانچہ ڈاکٹر حبیب اللہ خان نے وہاں کے پروفیسرز کے ساتھ رابطہ کیا اور کہا کہ جتنا جلدی ہو سکے جرمنی آ جائیں۔ آپؒ نے اپنا اور اپنے چھوٹے شہزادے سید محمد ضیاء الدین زاد اللہ مجدہ کا پاسپورٹ ویزا لگوانے کے لئے کراچی پہنچا دیئے اور سید حضرت عبدالقادر جمال الدین کو حکم فرمایا کہ وہ یہیں گھر ٹھہریں ویزا لگنے پر پروفیسر صاحب کوئٹہ سے چند انتہائی اہم معاملات کے سلسلے میں لاہور آ کر فوراً کراچی چلے گئے تھے۔ حضور پیر صاحبؒ جب کراچی پہنچے تو پروفیسر صاحب حضورؒ کے دیگر خاص مریدین اور احباب کے ہمراہ کراچی ایئرپورٹ پر استقبال کے لئے موجود تھے' یہاں اندرون ملک پیر صاحبؒ کا آخری استقبال کرنے کے لئے جو احباب آئے تھے ان میں سے غلام محمد ڈوسل ڈاکٹر موتی والا قاضی زاہد' خواجہ

Marfat.com

محمد اشرف اقبال انجینئر' حاجی طالب محمد ہاشم' ولی محمد لشکر والا اور حسین بھائی وغیرہ بطور خاص موجود تھے کراچی ایئر پورٹ سے کچھ دیر کے لئے گھر (ڈیفنس) تشریف لائے' سب نے نماز مغرب وہیں دربار غوثیہ میں ادا کی اور بعدازاں رات مڈوے ہوٹل میں آ گئے 11 بجے آپ نے فرمایا آپ دو گھنٹے آرام کرلیں کیونکہ پرواز کی جرمنی روانگی کے لئے صرف تین گھنٹے رہتے تھے۔ مگر ابھی بمشکل ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ آپ نے پروفیسر صاحب کو طلب کیا اور فرمایا کہ ایک بجے سے پہلے سب لوگ تیار ہو کر آ جائیں۔ 12-30 پر سب لوگ آپ کے پاس دوبارہ اکٹھے ہوئے اور گاڑیوں کے ذریعے ایئرپورٹ روانہ ہو گئے رات کے پچھلے پہر ایئر پورٹ پر سینکڑوں افراد عالم اسلام کی اس عظیم ہستی کو جرمنی الوداع کہنے اکٹھے ہو چکے تھے۔ آپ نے سب احباب کو دعائیں دیں۔ پروفیسر صاحب حسین بھائی۔ محبوب جاوید M.D ٹوانہ اور P.I.A کا معتقد سٹاف آپ کو V.I.P لاؤنج پہنچانے آیا۔ 2-25 پر ویل چیئر لائی گئی پروفیسر صاحب خود ویل چیئر چلا کر آپ کو طیارے تک لائے اور اپنے محبوب شیخ کی آخری بار دست و قدم بوسی کی اور سید محمد ضیاء الدین اور محمد ہاشم کے ہمراہ آپ کو گرفتہ دل تشنہ لب اور پرنم آنکھوں کے ساتھ رخصت کر دیا۔

جرمنی جا کر آپؒ کو فرینکفرٹ ہسپتال میں داخل کروایا گیا۔ کچھ دنوں بعد آپ کا آپریشن کیا گیا جو تقریباً کامیاب رہا' اس دوران کراچی اور لاہور سے دیگر احباب کے علاوہ پروفیسر صاحب بطور خاص لحہ بہ لحہ فون پر وہاں موجود احباب مثلاً ہاشم' ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب اور حافظ نذیر وغیرہ کے ذریعے خبرگیری کرتے رہے ڈاکٹر آپ سے مسلسل گردے کی تبدیلی کی اجازت مانگ رہے تھے مگر آپ نے اجازت نہیں دی۔ فرماتے زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے کیونکہ کسی دوسرے کو تکلیف دوں اور اس کی زندگی بھی داؤ پر لگاؤں۔ اسی دوران ایک دن جب راقم مرکزی سیکرٹریٹ میں پروفیسر صاحب کے ساتھ میٹنگ میں بیٹھا تھا جرمنی سے فون پر ڈاکٹر حبیب اللہ خان صاحب کا پیغام آیا کہ آپ حضورؒ کو گردے کی تبدیلی کے متعلق فون پر عرض کریں ممکن ہے آپ کی بات مان جائیں پروفیسر صاحب نے ہمت کر کے طبیعت

Marfat.com

دریافت کرتے کرتے بات چھیڑی مگر شاید ہمت نہیں پڑی کہ آپ کو ڈاکٹروں کے مشورے پر عمل کرنے پر مجبور کیا جائے۔ دن گزرتے رہے پروفیسر صاحب نے ایک دن فون پر جرمنی آنے کی اجازت مانگی تو آپ نے اپنے مخصوص لہجے میں فرمایا۔ " خوش آمدید ضرور آؤ لیکن ہم جلد پاکستان آنے والا ہے یہاں زیادہ دیر نہیں رکے گا اگر ہو سکے تو آپ لاہور ہی رکو آپ کے ذمے کوئی ضروری کام ہے۔" مگر مرید صادق کی طبیعت متواتر بے چین تھی پروفیسر صاحب نے ویزے کے لئے ضروری کاغذات روانہ کر دیئے اور جرمنی کی پرواز کے لئے تیاری بھی شروع کر دی مگر خدا کا کرنا کہ اس بار ویزا نہ ملا حالانکہ آپ کا ویزا آج تک ہر جگہ سے فوراً لگ جاتا تھا۔ انہوں نے کوششیں جاری رکھیں بالاخر ویزا لگ گیا اور آپ جرمنی جانے کے لئے لاہور سے کراچی بھی پہنچ گئے اس سے پہلے کہ کراچی سے روانہ ہو جاتے 6 جون کو جرمنی سے اطلاع ملی کہ آپ کراچی ہی رکیں جرمنی نہ آئیں اور نہ ہی واپس لاہور جائیں۔ آج حضرت کی طبیعت تشویشناک حد تک خراب ہو چکی تھی۔ ادھر عقیدتمندوں کی بے قراری میں لحہ بہ لحہ اضافہ ہو رہا تھا۔ کانوں کو کسی اندوہناک خبر کی سماعت کا کھٹکا لگا ہوا تھا۔

پھر 7 جون بروز جمعتہ المبارک کراچی میں 10 بجے صبح جرمنی سے حضور کے خادم خاص حسین بھائی نے جب فون پر بات کی تو وہ حسب معمول بات کرنے کی بجائے ہچکیاں لے کر زارو قطار رو رہے تھے کچھ بتانے سے پہلے ہی سب کچھ پروفیسر صاحب کی سمجھ میں آگیا تھا۔ وہ بتا رہے تھے پروفیسر صاحب ہم یتیم ہو گئے ہیں سیدنا و مرشدنا حضرت پیر صاحب قبلہ کی مبارک روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔ " انا للہ وانا الیہ راجعون۔ " یہ اندوہناک خبر سن کر ایک ایسے مرید صادق کی کیا کیفیت ہوئی ہو گی جس نے اپنے شیخ کی زیر سرپرستی پوری دنیا میں تجدید و احیائے دین اور اتحاد امت کے ذریعے عالمی اسلامی انقلاب کا خواب دیکھا ہو۔ جسے لحہ بہ لحہ اپنے شیخ کی رہنمائی شفقت اور مفید مشوروں کے ساتھ ڈھیروں دعاؤں کی خیرات ملتی رہی ہو۔ شاہراہ انقلاب پر باطل خارجی ان گنت سازشوں اور بڑے بڑے خطرات کا مقابلہ کرتے

Marfat.com

ہوئے جس فرد نے عالم کفر میں ایک نعرہ مستانہ کے ذریعے ہلچل مچا دی ہو بھلا اسے آج اپنے سر سے یہ سائیہ عاطفت اٹھ جانے کا کتنا افسوس ہوا ہو گا وہ اپنے ماضی' حال اور مستقبل کو ان لمحات میں کس کس رنگ میں دیکھ رہا ہو گا؟ ہر نازک موڑ پر بالاخر اپنے مرشد کی بارگاہ میں دوڑ کر حاضر ہو جانے کے تصور نے اسے کتنے تفکرات میں گھیرا ہو گا؟ الغرض ان جذبات و کیفیات کا اندازہ عام انسان نہیں لگا سکتا۔ یہ تو وہی جانے جو پر پیچ شاہراہ حیات کے پر آشوب سفر پر رواں دواں ہے۔ آج یہ مرید اس آبلہ پا مسافر کی طرح اندر ہی اندر بکھر گیا تھا جو ہر قسم کا خوف و غم اور دردو کرب صرف منزل کی طرف بڑھنے کی لگن میں برداشت کر رہا ہو مگر اچانک اس کا سپہ سالار اسے بے یارومددگار چھوڑ کر کسی اور سفر پر روانہ ہو جائے۔ بہرحال نظام کائنات کے اس اٹل اصول کے سامنے کون دم مار سکتا ہے اللہ تعالی بلند عزائم کے ساتھ اپنے بندوں کو بلند ہمتی بھی دیتا ہے سو انہوں نے یہ افسوسناک ترین خبر سن کر بھی بہادری کا ثبوت دیا وہ اپنے مرشد کامل کی ظاہرا" جدائی پر پست ہمت نہیں ہوئے اور نہ ہی صدمے سے نڈھال ہو کر گر گئے بلکہ اسوۃ صدیقیؓ پر عمل کرتے ہوئے اپنے پیر بھائیوں کو اس خبر سے نہ صرف آگاہ کیا بلکہ انہیں صبرو سکون کے ساتھ حوصلہ دیتے رہے بے چین اور مضطرب دلوں کو سہارا دیا۔ غم جدائی میں نڈھال عقیدتمندوں کے سر پر ہاتھ رکھا اندرون و بیرون ملک سے آنے والے ٹیلی فون پر افسوس کی کالیں (CALLS) وصول کرتے رہے جرمنی سے کراچی شہزادگان سے رابطہ رکھا اور (لاہور تدفین کے فیصلے کی خبر سننے سے پہلے) کراچی میں مختلف مقامات پر حضرت کے مزار اقدس کے لئے جگہ کے انتخاب میں لگے رہے یہ سب کچھ انہوں نے انتہائی صبرو سکون کے ساتھ سرانجام دیا۔

دم وصال

یہاں اس سفر آخرت کے ذکر میں وہ آخری لمحات مذکور نہ ہوں تو بات ادھوری رہتی ہے جن خوش نصیب دوستوں کو آخری دنوں میں حضرتؒ کی خدمت میں رہنے کا موقع ملا ان میں سے حسین قادری حافظ نذیر اور محمد ہاشم وغیرہ نے ہمیں بتایا کہ حضرت

Marfat.com

نے آخری دن اپنے سب سے چھوٹے لخت جگر حضرت سید محمد کو ارشاد فرمایا آج ہم سے دور نہیں ہونا آخری دنوں میں چونکہ حضرت I.C.U وارڈ میں داخل ہو گئے تھے۔ جہاں ہر شخص کا داخلہ بند تھا وہاں صرف ڈاکٹر حبیب اللہ خاں ہی آ سکتے تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ وصال سے پہلے عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ آپ بڑے سکون و اطمینان سے بستر پر آرام فرما رہے تھے اچانک ڈاکٹر حبیب اللہ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے مجھے بٹھا کر ڈاکٹر صاحب نے سمجھانے کی کوشش کی کہ حضرت تازہ آپریشن ہوا ہے تکلیف ہو گی مگر آپ کے دوبارہ کہنے پر آپ کو مجبوراً بٹھایا گیا آپ نے فرمایا "ہمارا ٹوپی لاؤ جالی والی ٹوپی دی گئی تو فرمایا" نہیں ہم عمامہ مانگتا ہے۔ (عمامہ سے مراد حضرت کی وہ سرخ ٹوپی تھی جس پر سفید صافہ باندھ کر آپ ہمیشہ پہنا کرتے تھے) ڈاکٹر صاحب نے عمامہ لا کر پہنایا اور حضرت یوں ادب سے بیٹھے رہے جیسے کسی بڑی شخصیت کے سامنے ادب و احترام سے مخاطب ہوں اور چہرہ مبارک پر ایسی نورانیت پھیل رہی تھی کہ بالکل تندرست دکھائی دے رہے تھے اس کیفیت میں ایک ڈیڑھ منٹ رہے ہوں گے اس دوران ماحول انتہائی پر کیف اور نورانی ہو گیا تھا ہم خاموشی سے دیکھتے رہے پھر فرمایا اب عمامہ لے جاؤ عمامہ واپس کر کے آپ دوبارہ لیٹ گئے ڈاکٹر صاحب مزشناس تھے وہ سمجھ گئے کہ عالم روحانیت کے اس بطلِ جلیل کے پاس ضرور کوئی بڑی ہستی تشریف لائی ہے جو آپ کو اپنی رفاقت میں عالم ارواح میں لے جانا چاہتی ہے کہتے ہیں اسی وقت بلڈ پریشر LOW ہو گیا حرکت قلب بند ہونا شروع ہو گئی اور جسم برف کی طرح سرد ہو تا گیا جسم مبارک سے زندگی کے آثار ظاہراً ختم ہو رہے تھے لیکن خون جاری تھا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آپ نے پڑھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور عالم اسلام کی اس عظیم روحانی شخصیت نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی چہرے پر اس طرح تبسم سکون اطمینان اور نورانیت تھی گویا اس حقیقت کی واضح تصدیق ہو رہی تھی۔

؎ نشان مرد مومن باتو گویم
چوں مرگ آید تبسم برلب اوست

Marfat.com

اس وقت جو کارڈ لکھ کر آپ کے پاس رکھا گیا اس پر صبح کے 19-6 کا وقت درج ہے گویا پاکستان میں اس وقت 19-9 جمعہ کی چاشت کا وقت تھا۔

Marfat.com

لاہور میں تدفین کا تاریخی فیصلہ

اب تدفین کے لئے سوچ و بچار شروع ہوئی آپ کے مزار مبارک کے لئے شایان شان جگہ کے انتخاب کا مرحلہ درپیش تھا خلیج کی حالیہ جنگ کی وجہ سے عراق چونکہ پوری دنیا سے کٹ کر رہ گیا ہے اس لئے وہاں کسی قسم کی آمدورفت کی صورت پیدا نہیں ہو سکتی تھی ورنہ تدفین کے لئے بغداد شریف میں حضور سیدنا غوث اعظمؒ کے مزار اقدس کے قرب و جوار میں کسی بھی جگہ کا انتخاب ہو سکتا تھا ویسے بھی آپؒ کے والدین کریمین اور دیگر اباؤ اجداد کے مزارات مقدسہ بغداد شریف میں ہی ہیں۔ حضور کے بڑے صاحبزادے حضرت محمود محی الدین الگیلانی چاہتے تھے کہ اگر کوئی صورت نکل آئے تو وہ بغداد کو بہر صورت ترجیح دیں گے مگر قسام ازل نے حالات ہی ایسے پیدا کر دیئے کہ پاکستان کی سرزمین کو اس مبارک ہستی کے دائمی فیض کا مرکز بنا دیا گیا۔ اب پاکستان میں دو جگہیں ہی لامحالہ ذہن میں آ رہی تھیں ایک کوئٹہ جہاں حضرت نے زیادہ عرصہ قیام فرمایا اور دوسری جگہ کراچی تھی کیونکہ یہاں بھی آپ کا مستقل آستانہ تھا اور عقیدتمندوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ لیکن کوئٹہ کے چانس بوجہ کم تھے اس لئے زیادہ قیاس کراچی کا ہی کیا جا رہا تھا۔ اس مقصد کے لئے شہزادہ عبدالقادر الگیلانی اور قبلہ پروفیسر صاحب نے کراچی کی چند جگہوں کو بغور دیکھنا شروع کر دیا تھا جن میں مرکز القادری اور رحمانیہ مسجد (طارق روڈ) کا احاطہ سرفہرست تھیں، اور یہاں خطبہ میں مولانا اصغر درس صاحب نے لوگوں کی رائے بھی لے لی تھی جس پر لوگوں نے بھرپور آمادگی اور خوشی ظاہر کر دی تھی۔

تاہم حتمی فیصلہ شہزادگان اور آپؒ کے خاندان کے باہم مشورے سے ہی ہونا تھا۔ پھر صاحب مزار کو اپنے مزار کی جگہ کے انتخاب میں بھی کوی امر مانع نہیں تھا۔ کیونکہ اولیاء اللہ اپنی آخری آرام گاہ خود بھی مقرر کرتے چلے آئے ہیں یہاں بھی معاملہ اسی طرح کا تھا۔ 1956ء میں جب آپؒ بغداد سے برصغیر میں تشریف لائے تو سیدھے لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر تشریف لائے تھے،

Marfat.com

گویا حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپؒ کو حضور داتا صاحبؒ کے سپرد کیا تھا اور یہ تعلق اس بات کا متقاضی تھا کہ آپ کی آخری آرام گاہ بھی لاہور ہی میں ہو۔ بہرحال وہی ہوا جو منظور خدا تھا۔ جرمنی میں جو جگہیں مزار مبارک کے لئے زیر غور آئیں ان میں سرفہرست لاہور ادارہ منہاج القرآن کا احاطہ تھا۔ شائد یہ فیصلہ تحریک منہاج القرآن کی تاریخ کو ابدی سعادتیں فراہم کرنے کے لئے ہو رہا تھا وہ مرکز تحریک جس کا سنگ بنیاد بھی حضرت نے خود نصب فرمایا اور ہر مرحلہ پر خصوصی شفقت کا مستحق ٹھہرایا۔ آج مہبط انوار بننے کے لئے کتنا بے تاب ہو گا۔ جرمنی میں موجود ساتھیوں کے ساتھ باہمی مشورے کے بعد شہزادہ محمود محی الدین اور محمد ضیاء الدین نے لاہور کا حتمی فیصلہ کر لیا۔ ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اس اہم فیصلے میں اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل و کرم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفقت تھی اہل بیت رضوان اللہ علیہم اور بالخصوص حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہات اور حضرت کا اپنا تصرف کار فرما تھا۔ یہ اہل لاہور کی سعادت نہیں تو اور کیا ہے کہ بغداد کی امانت ان کے ہاں آ رہی تھی۔ جرمنی سے فون پر حضرت محمود محی الدین نے پروفیسر صاحب کو فرمایا کہ "ہم دونوں بھائیوں نے فیصلہ کیا ہے کہ بابا کا مزار لاہور میں بنے گا" اب تک ایک لمحہ کے لئے بھی شاید پروفیسر صاحب کے ذہن نے اس سعادت عظمیٰ کا تصور بھی نہ کیا ہو گا۔ ہم بجا طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ صبح کی خبر جس میں حضور کے وصال کی اطلاع ملی تھی جس قدر دردناک اور پریشان کن تھی اسی قدر یہ اچانک خبر باعث مسرت بلکہ حیران کن تھی۔ اس وقت اس مرید صادق کی دلی کیفیت کیا ہو گی جب اس کے شیخ نے اس کے آباد کئے ہوئے چمن کو اپنی آخری آرام گاہ کے لئے چن لیا ہو۔ اب ایک طرف غم فراق تھا تو دوسری طرف وصال کی یہ عجیب روحانی مسرت ہم سمجھتے ہیں کہ قضا و قدر کے حتمی فیصلے کرنے والی اس ذات باری تعالیٰ نے آج بانی تحریک منہاج القرآن کے سارے ارمانوں کی تکمیل اور نیک تمناؤں کے بر آنے کی نوید سنا دی تھی تاہم پھر بھی قائد محترم نے عرض کیا "حضرات آپ تمام اہل خانہ سے مشورہ کر لیں جو فیصلہ آپ کریں گے میری طرف سے تعمیل ہو گی" اس کے بعد شہزادہ محمود محی الدین نے کراچی

Marfat.com

میں موجود چھوٹے بھائی سید عبدالقادر' والدہ محترمہ اور دیگر اہل خاندان سے مشورہ کے بعد فون پر دوبارہ یہی اطلاع دی کہ ہم سب کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ بابا کا مزار لاہور بنے گا۔

آپ تدفین کے انتظامات مکمل فرما دیں۔ پروفیسر صاحب دربار غوثیہ ڈیفنس حاضر ہوئے اور وہاں موجود شہزادہ عبدالقادر الگیلانی سے دریافت کیا انہوں نے بھی اپنے بڑے بھائی کے فیصلے کی تصدیق کی اور تمام احباب کی موجودگی میں پروفیسر صاحب کو اس مبارک فیصلے سے آگاہ فرمایا۔ اب ضروری تھا کہ لاہور میں تیاریوں کو حتمی شکل دینے کے لئے اطلاع دی جاتی۔ چنانچہ دوپہر کے وقت پروفیسر صاحب نے لاہور سیکرٹریٹ میں فون پر نوید جانفزا سنائی کہ حضور پیر صاحبؒ کو لاہور میں دفن کیا جائے گا' اور احتیاطاً" دو جگہوں کی نشاندہی کر کے قبر تیار کرنے کا حکم دے دیا۔ ایک جگہ مرکزی سیکرٹریٹ کا احاطہ تھا اور دوسری جگہ وہی جو آج کل مہبط انوار بنی ہوئی ہے۔ جملہ وابستگان تحریک اور اہل پنجاب اور بالخصوص لاہور کے لئے یہ خبر انتہائی خوش کن تھی۔ خود راقم الحروف اسی روز ایران کے ایک ہفتے کے دورے کے بعد صدر ادارہ محترم محمد انور قریشی صاحب کے ہمراہ جب جمعہ کی شام کو لاہور ایئرپورٹ سے ادارے میں پہنچا اور ساتھیوں نے آتے ہی جب آپؒ کی وفات کی خبر سنائی تو جیسے جسم پر بجلی گر گئی مگر اگلے لمحے جب سنا کہ آپؒ کی تدفین لاہور ادارے میں ہو گی تو خدا شاہد ہے آدھا افسوس خوشی میں بدل گیا۔ اور اس دائمی سمایہ عاطفت کے حصول پر طلبائے جامعہ کے ہمراہ دو نوافل شکرانہ ادا کئے۔

استقبال اور تدفین کی تیاریاں

مرکز میں دوپہر سے باہمی مشاورت کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا' میاں مظفر مرکزی ناظم مالیات' حافظ امین الدین مرکزی سینئر نائب صدر' ناظم اعلیٰ پروفیسر محمد رفیق حاجی جمیل صاحب مرکزی نائب صدر' حاجی سلیم صاحب' راحت حبیب صاحب' عبدالرشید فاروقی صاحب اور مرزا نذیر صاحب مرکز میں موجود تھے زیر غور مسئلے صرف دو تھے

Marfat.com

ایک یہ کہ حضور پیر صاحب کے لاہور ایئر پورٹ پر آخری استقبال کے متعلق ضروری امور طے کئے جائیں اس سلسلے میں جلوس کے روٹ اور حفاظتی انتظامات کو حتمی شکل دینی تھی اور دوسرا مسئلہ مزار مبارک کے لئے دونوں جگہوں میں سے کسی ایک جگہ کے انتخاب کا تھا۔

مندرجہ بالا دونوں امور کے متعلق پروفیسر صاحب نے باہمی مشورے کے بعد حتمی فیصلہ کرنے کا کراچی سے کہہ دیا تھا۔

کراچی ایئرپورٹ سے نشترپارک تک

جب لاہور تدفین کا پروگرام حتمی شکل اختیار کر گیا تو اہل کراچی کو اس سعادت سے مستفیض کرنے کی ایک ہی شکل تھی کہ حضرت کا جسد مبارک جرمنی سے سیدھا کراچی لایا جائے چنانچہ یہ طے پایا کہ پہلے کراچی کے نشتر پارک میں نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور بعدازاں زیارت سے اہل سندھ اپنی آنکھوں کو آخری بار ٹھنڈک پہنچائیں گے حسب پروگرام جسد مبارک جرمنی سے براستہ لاہور کراچی آنا تھا۔ لاہور سے صبح سویرے والی پرواز کے ذریعے حضورؒ کو کراچی لے جایا گیا۔ آج ہفتے کی یہ دردناک صبح اہل کراچی پر خوشی و غمی کے ملے جلے انداز میں طلوع ہو رہی تھی کچھ لوگ آج بھی اپنے روزمرہ کے کاروبار میں ہنستے کھیلتے چلے جا رہے تھے مگر عشاقان غوث اعظمؒ آج کراچی ایئر پورٹ پر اپنے مرشد کا آخری استقبال کرنے جا رہے تھے رات جس جس نے خبر سنی تھی وہ صبح ہوتے ہی کراچی کے ہوائی اڈے کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ ٹھیک 7.40 بجے صبح بذریعہ ہوائی جہاز جسد خاکی کراچی ایئر پورٹ پہنچا۔ ایک عجیب منظر تھا جو اس سے قبل دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ پہلے لوگ اپنے محبوب پیر کو بیرون ملک سے واپسی یا لاہور کوئٹہ وغیرہ سے واپسی پر استقبال کرتے تھے مگر آج آنے والا مہمان اور ہی انداز سے آ رہا تھا۔

استقبال کرنے والوں میں حضرت سید عبدالقادر الگیلانی اور پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ساتھ تحریک منہاج القرآن سندھ کے تمام مرکزی عہدیدار اور ہزاروں

Marfat.com

دوسرے عقیدت مند شامل تھے۔ سینکڑوں لوگ کوئٹہ اور بلوچستان کے دوسرے شہروں کے علاوہ اندرون سندھ سے یہاں جمع ہو رہے تھے۔

ہر ایک کی نظریں V.I.P لاؤنج سے باہر آنے والے راستے پر لگی تھیں جہاں سے تابوت مبارک باہر آنے والا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ مختصر سا قافلہ جسد خاکی کے ساتھ نمودار ہوا جو آج سے تقریباً چار ہفتے قبل حضور کی معیت میں جرمنی روانہ ہوا تھا۔ تابوت دیکھتے ہی صبرو ضبط کے تمام بند ٹوٹ گئے رونے والوں کی ہچکیاں بندھ گئیں لوگ دیوانہ وار روتے جا رہے تھے یہ عجیب کیف آور اشک تھے جو خود بخود رواں تھے۔ تابوت کے ہمراہ حضور قبلہ پیر صاحب کے دونوں صاحبزادے محمود محی الدین الگیلانی اور محمد ضیاء الدین الگیلانی محمد ہاشم القادری اور حسین قادری چند دیگر احباب بھی جرمنی سے تشریف لائے تھے۔ ہر فرد اپنے مرشد کامل کے غم میں سوگوار تھا لیکن ماحول پر صبرو استقامت کی کیفیت طاری تھی۔ اس اثنا میں قبلہ پیر صاحب کے تابوت مبارک کو باہر لایا گیا۔ لوگ دیوانہ وار ایمبولینس کی طرف بڑھے اور پھولوں کی پتیوں کی بارش ایمبولینس پر ہو گئی۔ جناب علامہ طاہر القادری بھی پیر صاحب کے جسد اقدس کے ہمراہ ایمبولینس میں سوار تھے۔ قاضی زاہد حسین نے (جن پر قبلہ پیر صاحب کی خصوصی شفقت ہمیشہ رہی ہے اور جنہیں اس بات پر فخر ہے کہ پیر صاحب نے زندگی کا آخری سفر جو پاکستان میں کیا وہ ان کی گاڑی میں کیا) دیگر احباب اور تحریک کے ساتھیوں کے ہمراہ تابوت مبارک پر پھولوں کی چادر چڑھائی الگیلانی ہاؤس کی طرف گاڑیاں روانہ ہوئیں اور تقریباً 25 منٹ کے بعد جب تابوت الگیلانی ہاؤس پہنچا تو ایک جم غفیر تھا جو میں گیٹ کے دائیں بائیں موجود تھا۔ لوگ اب زارو قطار رو رہے تھے کہ اس جگہ اور اسی وقت ہر جمعہ کے روز عقیدت مند آپ کی زیارت کے لئے آتے تھے اور اپنے قلب و باطن کو انوار ربانی سے منور کرتے تھے۔ یہ وہ منظر تھا کہ ہر آنکھ پرنم تھی اور ہر دل رو رہا تھا۔ 30-10 تک خواتین نے چہرہ اقدس کی زیارت کی اور پھر تابوت مبارک نشتر پارک پہنچایا گیا جہاں پر ہزاروں مریدین عقیدت مند' پورے سندھ سے آئے ہوئے ہزاروں افراد اور دیگر سلاسل طریقت کے صاحبزادگان اور پیر صاحبان شہزادہ

Marfat.com

غوث الوری کی نماز جنازہ کی ادائیگی کی سعادت کے لئے موجود تھے۔ صاحبزادگان کی خواہش کے مطابق یہ اعلان ہو چکا تھا کہ پیر صاحب کی نماز جنازہ حضرت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری پڑھائیں گے۔ تکبیر' رسالتؐ اور غوث اعظمؒ کے نعروں کی گونج میں آپؒ کے جسد اقدس کو ایمبولینس سے اتارا گیا۔ شمع غوثیت ماب کے پروانوں کے جھرمٹ کے باعث گاڑی سے تابوت نکالنے میں تقریباً پانچ منٹ لگے۔ ہر جانب سے آہیں اور سسکیاں بلند ہو رہی تھیں۔ ہر فرد اپنے مرشد اور روحانی پیشوا کے غم سے نڈھال تھا۔ اسی اثنا میں فضا میں قدوۃ الاولیا سیدنا طاہر علاؤالدین القادری الگیلانی کے روحانی فرزند حضرت علامہ طاہر القادری کی رقت انگیز آواز فضا میں بلند ہوئی "آج اہل کراچی کی خوش قسمتی ہے کہ شیخ المشائخ' نبیرہ غوث اعظمؒ' سلطان الاولیاء' شہنشاہ بغداد حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین' البغدادی' الگیلانی کی نماز جنازہ یہاں ادا ہو رہی ہے۔" پروفیسر صاحب کے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اٹھنے والی صدا جوں جوں بلند ہوتی گئی آنسوؤں کا سیل رواں بہتا چلا گیا۔ ماحول گریہ و زاری سے معمور تھا۔ آپ نے کہا کہ "آج نشتر پارک کراچی میں آسمان سے رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔ کرم خداوندی برس رہا ہے۔ آج جو شخص نماز جنازہ میں شریک ہو گا اس کی بخشش یقینی ہے" عقیدت مندوں کو مخاطب کرتے ہوئے انہوں نے کہا' آخری موقع ہے ادب کی خیرات لے لو۔ تقسیم ہو رہی ہے۔ انہوں نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ یہ چہرہ بھی کبھی دکھائی نہ دے گا۔ آج اپنے محبوب پیر کا دیدار کر لو۔ ان الفاظ س قبل ہی ہر فرد کی ہچکی بندھ چکی تھی۔ یہ وہ موقع تھا کہ صبر و برداشت کے کوہ گراں جناب پروفیسر طاہر القادری بھی اپنے مرشد کی جدائی کے غم میں بے اختیار رو پڑے اور آپ کی ہچکی بندھ گئی۔ آپ نے گفتگو ختم کر دی۔

صفیں سیدھی ہونے کے بعد نماز جنازہ شروع ہوئی۔ تکبیروں کے دوران قبلہ پروفیسر صاحب کی آواز لرز رہی تھی جسے سن کر حاضرین کی سسکیاں اور آنسوؤں میں روانی آ رہی تھی۔ اس حالت میں نماز اور دعا مکمل ہوئی جسد مقدس کو زیارت گاہ لے جایا گیا۔ جہاں پر تمام عقیدت مندوں کو زیارت کرانے کا اہتمام تھا مگر بے پناہ ہجوم اور

Marfat.com

شدید گرمی کے باعث یہاں حاضرین کو بڑی مشکل پیش آئی۔ شدید گرمی کے باعث کئی افراد بے ہوش بھی ہوئے۔

نماز جنازہ تقریباً ٹھیک وقت پر ادا ہو گئی تھی مگر عقیدت مند چونکہ آخری دیدار بہر صورت کرنا چاہتے تھے اس لئے زیارت کرتے کرتے خاصہ وقت ہو گیا۔ بے قابو لوگوں کا ایک جم غفیر تھا خود تینوں شہزادگان اور پروفیسر صاحب سمیت کئی احباب چلچلاتی دھوپ میں کھلے آسمان کے نیچے قیامت نما گرمی میں بے پناہ رش کے باعث ہجوم کو کنٹرول نہ کر سکے' بالآخر تابوت مبارک بڑی مشکل سے بند کرنا پڑا اور ایمبولینس میں رکھ کر سیدھے ایئر پورٹ لایا گیا۔

نماز جنازہ میں شامل بعض اہم شخصیات کے نام یہ ہیں۔

مولانا غلام دستگیر افغانی' مولانا اصغر درس' محمد عثمان نوری' صوفی لیار خان نیازی' مولانا اطہر نعیمی' صاحبزادہ سید فیاض الحسن اور ان کے بھائی' مفتی ظفر علی نعمانی' مولانا جمیل احمد نعیمی' مولانا عبدالقادر سعیدی' مولانا شریف الحسنی' سید عظمت علی شاہ ہمدانی' شاہ تراب الحق' مولانا ارشد القادری' حاجی محمد حنیف طیب۔

کراچی سے لاہور تشریف آوری

کراچی ایئر پورٹ تک پھر کئی افراد تابوت کے ساتھ آئے تھے' مگر لاہور کا ٹکٹ بمشکل چند افراد کو مل سکا تھا۔ جن میں شہزادگان اور پروفیسر صاحب کے علاوہ' خواجہ محمد اشرف' مولانا اصغر درس' حافظ نذیر اور کچھ دوسرے دوست بطور خاص آئے تھے۔ وقت مقررہ کے مطابق تابوت مبارک لے کر آنے والا طیارہ سہ پہر چار بجے لاہور کے ہوائی اڈے پر پہنچ رہا تھا مگر اکثر لوگ بعد دوپہر ہی یہاں جمع ہونا شروع ہو گئے تھے۔ یاد رہے کہ آج لاہور میں درجہ حرارت 45 تھا جو ایک ریکارڈ گرمی تھی دھوپ پچھلے پہر کی تپش اور گرم لو چہرے کو جھلسا رہی تھی ایک ایک منٹ بعد پیاس لگ رہی تھی۔ میرے سمیت کئی ساتھیوں پر سن سٹروک کی سی کیفیت طاری ہو رہی تھی' مگر آج بہرصورت لاہور ایئر پورٹ کی دھوپ برداشت کرنا تھی۔ ہم ادارے کے کئی معززین

Marfat.com

کے ہمراہ V.I.P لاؤنج کے سامنے کھڑے فضا میں اپنے محبوب شیخ کی راہیں تک رہے تھے۔ ایسا اداس منظر کبھی نہ دیکھا تھا۔ ہر چہرے پر اداسی' فراق اور محرومی کے آثار نمایاں تھے۔ جسے دیکھو وہی بجھا بجھا لگتا تھا۔ ایسا ہوتا بھی کیوں نہ کہ آج سب کے دلوں کے شہریار دنیائے فانی سے سفر کر رہے تھے۔ آج ائرپورٹ پر حسب معمول آئے ضرور تھے مگر یہ سوچتے ہی کلیجہ منہ کو آتا تھا کہ آج آنے والا یوں پھر کبھی نہیں آئے گا' اس سے قبل ایک بار لاہور ریلوے سٹیشن اور کئی بار لاہور ایئرپورٹ پر حضرت کا استقبال کرنے کی سعادت حاصل ہوئی انہیں عقیدت مندوں کا ہجوم ہوتا تھا یہی راستے ہوتے تھے مگر جب یہ خیال آتا کہ پہلے اس امید پر سارے جتن کرتے کہ حضور ایک بار ہاتھ ہلا کر استقبال کرنے والوں کا خیر مقدم کر دیں گے اور آپ کی دلنواز مسکراہٹ سے بھرے چہرے کی زیارت سے ساری کلفتیں دھل جائیں گی' مگر آج تو ہر طرف خاموشی ہو گی ہم پروفیسر صاحب کی گاڑی کی اگلی سیٹ پر کس کو V.I.P لاؤنج سے باہر آتا دیکھیں گے بس یہ اور اس قسم کے ہزاروں سوالات کیے بعد دیگرے لوح دل و دماغ پہ ثبت ہو کر محرومی کے نقوش چھوڑ رہے تھے۔ اپنی بے بسی' بے کسی' اور لاچارگی کا احساس بھی تھا مگر جونہی حاشیہ خیال میں یہ تصور کرتا کہ اللہ نے ہم گنہگاروں پر کتنا فضل کیا' ظاہری حیات میں دوری کے سبب ہم کراچی یا کوئٹہ نہیں جا سکتے تھے' مگر اب تو صحن گلشن میں فیضان کا بازا بٹے گا۔ ایسا بھی تو ہو سکتا تھا کہ ہمارے شیخ طریقت کا مزار بغداد میں بن جاتا اور ہم بے چارے فرقت کے مارے مزید دوری کے صدمے برداشت کرتے۔ لیکن اللہ نے اہل لاہور پر اپنا خصوصی کرم کیا کہ سرزمین لاہور کو رشک بغداد بنا دیا۔

یہ وہ خیالات تھے جو چلچلاتی دھوپ میں بے پناہ پسینے کے ساتھ ساتھ ذہن میں آ رہے تھے۔ V.I.P لاؤنج کے احاطے میں آج غیر معمولی آمد و رفت تھی تازہ گلاب سے لدی ہوئی گاڑی بھی موجود تھی۔ ان پھولوں کو شدید گرمی کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے منوں برف بھی لائی جا چکی تھی۔ ڈاکٹر نثار قادری صاحب حسب معموم ایک بڑے ٹرک کو خوب سجا کر اور اس پر سپیکر نصب کروا کر اپنے محبوب شیخ کی آمد کا انتظار کر

Marfat.com

رہے تھے۔ اس سے پہلے جب تحریک کے زیر اہتمام کوئی جلوس ہوتا جلسہ ہوتا یا کسی کا استقبال کرنا ہوتا یہ اسی فرض شناسی سے تمام اہتمام کرتے تھے۔ لیکن آج وہ بھی یہ سوچ رہے ہوں گے کہ اس استقبالیہ جلوس کی قیادت کرنے والے ٹرک کو کس طرح سجایا جائے جس میں آسمان ولائت کے مہتاب لاہور میں اپنا آخری سفر فرمائیں گے۔

تابوت مبارک کو جہاز سے باہر لانے کے لئے بھی پی آئی اے کی ایک گاڑی اندر چلی گئی تھی۔ باہر کھڑے ٹرک پر شبیر احمد گوندل کی آواز بلند ہوئی تو ایک کہرام مچ گیا وہ نعت شریف کے اشعار پڑھ رہے تھے۔

اتنے میں سامنے سے وہ منظر دکھائی دیا' جس کی دید کا حوصلہ بھی نہیں پڑتا تھا۔ چشم تصور میں اس منظر کو لاتے ہی ایک کپکپی سی پیدا ہوتی تھی مگر اب تو آنکھوں کے سامنے سارا منظر دکھائی دے رہا تھا۔ بس کیا تھا چیخیں تھیں' سسکیاں تھیں' آہ وبکا تھی اور آنسو تھے کہ بہتے پسینے سے زیادہ رواں زندگی میں شاید ہی پھر کبھی مجھے جی بھر کر یوں رونے کا موقعہ ملے اس لئے کہ دنیا میں اپنے شیخ کامل سے بڑھ کر نہ کوئی محبوب ہستی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کسی کے ساتھ اتنا جذباتی لگاؤ ہو سکتا ہے کہ اس کی جدائی یوں رلائے۔ مجھے اپنے ارد گرد کے ماحول کی خبر ہی نہیں تھی۔ نگاہیں اگر اٹھتیں تو گیٹ سے آنے والے تابوت پر ٹک جاتیں۔ تابوت کے ساتھ آگے آگے حضرت شہزادہ سید عبدالقادر جمال الدین اور پروفیسر طاہر القادری آ رہے تھے۔ ان کے ساتھ اور بھی کافی لوگ کراچی سے ساتھ آئے تھے مگر اس وقت کسی کی پہچان کا یارا نہیں تھا۔ شہزادگان کے ساتھ پروفیسر صاحب کو جب ہچکیاں لیتے دیکھا تو یوں لگا جیسے یہ بھی آج یتیمی کے حقیقی داغ سے دوچار ہو گئے ہیں۔

گیٹ سے باہر آتے ہی دیوانوں کا ہجوم تابوت کے ساتھ چمٹ گیا پھولوں اور سنہری ہاروں سے لدا ہوا تابوت پہلے سے تیار شدہ ٹرک میں رکھا گیا۔ لوگ مسلسل رو رہے تھے۔ پورا منظر آنسوؤں میں ڈوبا ہوا تھا۔ کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس کی آنکھیں آج اشکوں سے اجنبی رہی ہوں۔ پروفیسر صاحب پہلے خود ٹرک پر چڑھ گئے تھے اور شہزادگان اور ان کے ہمراہ کراچی سے آئے ہوئے مہمانوں کے علاوہ استقبال کے لئے

Marfat.com

موجود بعض چیدہ چیدہ افراد کو اوپر بلا رہے تھے۔

لوگ نعرہ ہائے تکبیرو رسالت کے علاوہ غوث اعظم کے نعرے گا رہے تھے لا الہ الا اللہ کے نغموں سے فضا معمور تھی۔ اب یہاں سے ٹرک آہستہ آہستہ باہر کی طرف چل رہا تھا جہاں گیٹ کے باہر عقیدت مندوں کا جم غفیر تابوت کی ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے قرار تھا۔ جامعہ اسلامیہ کے طلباء منظم شکل میں استقبال کے لئے حاضر تھے۔ پنجاب بھر سے آئے ہوئے لوگوں کو اس گرمی میں کنٹرول کرنا خاصہ مشکل تھا مگر ادب کا تقاضا یہی تھا کہ ادب سے احتراماً زیارت کی جائے V.I.P لاؤنج سے باہر آتے وقت سڑک پر کھڑے تمام حضرات اس دردناک منظر کو دیکھ کر بے اختیار ہچکیاں لے کر روتے دیکھا بڑی مشکل سے ٹرک نے اپنا راستہ بنایا اور آہستہ آہستہ باہر سڑک کی طرف روانہ ہوا۔ آج ہم سوچ رہے تھے کہ یہ آخری استقبال ہے' اب کس کا استقبال کریں گے؟ میرے ساتھ دیگر دوستوں میں فہیم صاحب' محمد رمضان قادری اور اسلام حیات جو فہیم صاحب کی گاڑی میں ایئرپورٹ گئے تھے دوبارہ اسی میں بیٹھ گئے۔

ایئرپورٹ سے داتا دربار تک

یہ اعلان اندر ہی اندر ہو گیا تھا کہ حضورؒ کا یہ آخری جلوس سیدھا داتا علی ہجویریؒ کی بارگاہ میں جائے گا' کیونکہ حضرت کا معمول تھا کہ جب بھی لاہور آتے تو سب سے پہلے داتا صاحب حاضری دیتے' آج بھی اس طرح ہوا۔ حالانکہ رات کو جلوس کے روٹ کا فیصلہ کرتے ہوئے گلبرگ کا راستہ ہی بہتر سمجھا گیا تھا۔ ایسی گرمی تھی کہ اس نے ہر چیز کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا۔ خیال تھا کہ داتا صاحب جاتے ہوئے گاڑیوں پر تیزی سے سفر ہو گا' اور ہمارا پسینہ خشک ہو جائے گا' مگر باہر نکل کر جو دیکھا تو عجیب منظر تھا۔ ٹرک کو لوگوں نے اپنے گھیرے میں لے رکھا تھا جامعہ اسلامیہ کے سینکڑوں طلباء سفید کپڑوں میں ٹرک کے اردگرد پیدل چل رہے تھے بالکل ایسے لگتا تھا جیسے آسمان سے نوری مخلوق اتر آئی ہے اور شاہراہ قائداعظم (مال روڈ) پر آنے والے معزز مہمان کا استقبال کر رہی ہے۔

Marfat.com

وہاں سے سرور شہید روڈ پر مڑ کر جلوس سیدھا شاہراہ قائداعظم (مال روڈ) پر چڑھا۔ جامعہ کے طلبہ محب اللہ اظہر اور ان کے ساتھی ٹرک پر پڑھ رہے تھے۔

ے سرکار غوث اعظمؒ نظر کرم خدا را

مرا خالی کاسہ بھر دو میں فقیر ہوں تمہارا

ایئر پورٹ سے لے کر داتا صاحب تک یہ جلوس اسی شان سے چلتا رہا راستے میں یوتھ لیگ کے نوجوان پیاسے لوگوں کو پانی پلاتے رہے' لوگوں کی گاڑیاں آہستہ آہستہ سپیڈ کے باعث بار بار گرم ہو رہی تھیں۔ عصر کی نماز سب نے مسجد شہداء میں پروفیسر صاحب کی امامت میں ادا کی۔ لوگ تقریباً سب باوضو تھے۔ یہاں سے داتا صاحب تک گاڑیوں میں جانے کا پروگرام تھا کیونکہ نماز مغرب میں تھوڑا ہی وقت تھا' لیکن شمع غوثیت کے پروانوں نے پیدل چلنے کو ترجیح دی۔ لوگ پسینے میں شرابور تھے۔ کچھ لڑکے دوڑ رہے تھے۔ جو چل نہیں سکتے تھے وہ گاڑیوں میں سوار تھے۔ داتا صاحب پہنچتے پہنچتے نماز مغرب کا وقت ہو گیا تھا۔ مساجد سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں ہم جلدی سے اندر گئے نماز کھڑی تھی۔ جلوس کے شرکاء کی وجہ سے یہاں کافی رش ہو گیا تھا۔ نماز کے فوراً بعد ہم باہر آ گئے۔

یہاں سختی سے قادری صاحب نے حکم دیا کہ کوئی شخص پیدل نہیں چلے گا سب لوگ گاڑیوں میں بیٹھ گئے اور یوں یہ غمزدہ قافلہ چوبرجی' مزنگ' اچھرہ اور مسلم ٹاؤن نیوکیمپس سے ہوتا ہوا ادارہ منہاج القرآن کے مرکزی سیکرٹریٹ کے سامنے منہاج القرآن پارک میں پہنچ گیا۔ اس وقت 30-8 بج چکے ہیں۔

نماز جنازہ کی ادائیگی

منہاج القرآن پارک اور ملحقہ تمام سڑکیں لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھیں۔ بے پناہ ہجوم حضور پیر صاحبؒ کی نماز جنازہ کے انتظار میں یہاں جمع ہو چکا تھا۔ اعلان چونکہ 6 بجے کا ہوا تھا اس لئے لوگ سہ پہر 5 بجے سے یہاں پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ ان میں بے شمار مشائخ علماء اور صاحبزادگان اور دیگر سیاسی و سماجی شخصیات تھیں۔

Marfat.com

مائیک پر بار بار صفیں سیدھی کرنے کا اعلان ہو رہا تھا' لیکن لوگوں کو چہرہ مبارک کے دیدار کا آخری موقع دیا جائے۔ لیکن کراچی کے تجربے نے پروفیسر صاحب کو خاصہ متاثر کیا ہوا تھا' اور وقت بھی خاصہ بیت گیا تھا۔ بہرحال لاکھوں عقیدت مندوں کا یہ ٹھاٹھیں مارتا ہوا انسانون کا سمندر مرحوم ہستی کی آخری جھلک دیکھنے کو بے تاب تھا۔ صفیں سیدھیں کرتے کرتے رات کے 30-9 بج چکے تھے۔ صفیں مکمل ہوئیں تو قائد تحریک منہاج القرآن کی بھرائی ہوئی آواز فضا میں بلند ہوئی' آج ہم عجیب کیفیت سے دوچار اس ہستی کو رخصت کر رہے ہیں۔ ہم قیامت تک اللہ تعالیٰ کے اس فضل اور حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنایت کا شکر ادا نہیں کر سکتے کہ ہم حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آئمہ اہل بیت اطہار کی شفقت کے مستحق ٹھہرے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لخت جگر کو اہل پاکستان میں بھیجا۔ ہم شہزادگان کے اس تاریخی اور اہم فیصلے کا نہ صرف خیر مقدم کرتے ہیں بلکہ ہمارے جسم کا ایک ایک حصہ بصد ادب و نیاز ان کے اس احسان کے سامنے سرنگوں ہے۔ اہل لاہور تمہیں مبارک ہو آج شہنشاہ ولایت تمہارے درمیان آرام فرما ہیں۔ تحریک منہاج القرآن کا بچہ بچہ اس کرم پر جتنا ناز کرے کم ہے کہ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین رحمتہ اللہ نے اپنا دائمی سایہ ان کو عطا کر دیا۔

پروفیسر صاحب فرط جذبات میں بھرائی ہوئی آواز کے ساتھ انتہائی عقیدت بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے۔

"اس کرم پر میں سوچ رہا ہوں کہ آج اس عظیم سانحہ پر آپ سے تعزیت وصول کروں یا تہنیت؟" پروفیسر صاحب بول رہے تھے لوگ خاموشی سے کھڑے سنتے جاتے تھے۔ "شہزادگان نے یہاں ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری کو نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کہا ہے۔ کیونکہ میں نے دن کو کراچی میں ایک دفعہ نماز جنازہ پڑھا دی ہے۔ اس لئے میں ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس سعادت کو سمیٹنے کے لئے مصلی امامت پر تشریف لائیں۔" مزار مبارک کے متعلق بھی اعلان کیا کہ ٹاؤن شپ جامع المنہاج کے وسیع و عریض میدان میں بنے گا۔ 10 بج رہے تھے' اب نماز

Marfat.com

جنازہ کے لئے پیر محمد کرم شاہ صاحب مدظلہ' مصلی امامت پر کھڑے ہو چکے تھے۔ نماز جنازہ ادا ہوئی' ماڈل ٹاؤن کا ماحول انتہائی سوگوار دکھائی دے رہا تھا۔

میرے ذہن میں باری باری وہ تمام مناظر گھوم رہے تھے جو اسی پارک میں حضور پیر صاحب کے ساتھ تحریک منہاج القرآن کی تاریخ کا اہم حصہ بن چکے ہیں۔ مثلاً 17 فروری 1984ء کو مرکزی سیکرٹریٹ کا سنگ بنیاد رکھنے سے قبل آپ نے نماز عصر کی امامت اسی پارک میں فرمائی تھی اور ایک عرصے سے بارش کے لئے ترسی ہوئی مخلوق کے کہنے پر بارش کی دعا مانگی تھی پھر سنگ بنیاد رکھنے کے بعد وہ تقریب جو حضورؒ کی صدارت میں منعقد ہوئی تھی۔ بانی تحریک نے اسی طرح تعارفی کلمات میں اپنے شیخ کا خیرمقدم کیا تھا اور مخلوق نے یونہی عقیدت کا بھرپور مظاہرہ کیا تھا۔ اس وقت بھی پیر محمد کرم شاہ صاحب آپ کے ساتھ بیٹھے تھے' لوگ یونہی بانی تحریک کی رقت آمیز تقریر پر دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد لوگ نیچے بیٹھ گئے' چورہ شریف کے پیر سید کبیر علی شاہ صاحب نے اپنے مخصوص جذباتی انداز میں دعا مانگی' پھر قاری سید صداقت علی نے شہزادہ محمود محی الدینؒ کی فرمائش پر سورۃ رحمن کی تلاوت کی کیونکہ حضورؒ کو یہ سورۃ بہت پسند تھی۔ ازاں بعد معروف نعت گو شاعر مظفر وارثی نے اپنی مشہور نعت "تو ابد آفریں میں ہوں دوچار پل" مخصوص مترنم لہجے میں پڑھی۔ آخری دعائیہ کلمات پیر ہاشم جان مجددی نے فرمائے جو مدینہ پاک سے آئے ہوئے تھے۔ قادری صاحب نے اعلان کیا کہ چہرہ مبارک کی زیارت ممکن نہیں' لہٰذا تابوت مبارک کی زیارت کرتے جائیں۔ لیکن ہجوم اتنا بے قابو تھا کہ یہ سلسلہ زیادہ دیر نہ چل سکا' پنجابیوں کا یہ روایتی جوش و خروش جو اکثر اوقات بے ادبی کا موجب بنتا ہے انتہائی قابل افسوس تھا' اس کا اظہار حضور پیر صاحب اپنی زندگی میں بھی فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ "یہ پنجابی لوگ ہمیں بہت تنگ کرتا ہے" ہماری قوم میں سب کچھ موجود ہے مگر نظم اور ضبط کا فقدان ہے جس کی وجہ سے ہر ہر جگہ پر پریشانی ہمارا مقدر ہے۔ میں خود جب اپنے ایک دوست کے ہمراہ تابوت کی زیارت کرنے آگے بڑھا تو اس قدر دھکم پیل ہو رہی تھی کہ پتہ نہیں چلتا تھا لوگ کس طرف سے آ رہے ہیں اور کس طرف

Marfat.com

کو جا رہے ہیں' تابوت کے پاس کھڑے حاجی غلام نبی سعید کو مجبوراً" آنے والے بے قابو ہجوم پر لاٹھیاں برسانا پڑیں۔ کئی لوگ آپس میں گتھم گتھا ہوئے' الغرض بے صبری اور بے نظمی نے ہماری عقیدتوں کو بھی فیض سے محروم رکھا ہے۔

پنڈال کی دوسری طرف کھانا لگ رہا تھا' کیونکہ صبح سے آئے ہوئے ہزاروں لوگ اس وقت تک بھوکے تھے۔ لیکن آج کسے کھانے کا ہوش تھا۔ (اعلان کے باوجود لنگر بڑی تعداد میں بچ گیا۔) پھر تابوت کو مرکزی سیکرٹریٹ کے اندر لایا گیا' اور واپس ٹرک پر رکھ دیا گیا۔ اب رات بھی تیزی سے اپنا سفر طے کر رہی تھی۔ اور لوگ بھی ٹاؤن شپ کی اس مقدس اور خوش قسمت زمین کی طرف بڑھ رہے تھے جس کے حصے میں اتنی عظیم نعمت آئی تھی۔ یہاں سے ٹھیک 15 منٹ بعد یہ جلوس قبرانور پر پہنچ گیا۔ جامع المنہاج جو 65 کنال اراضی پر زیر تعمیر ہے اور اس کا سنگ بنیاد بھی حضور پیر صاحب نے 1986ء میں دست مبارک سے رکھا تھا۔ آج وہی خطہ مہبط انوار بن رہا تھا۔ لوگ بڑی حسرت سے اس مٹی کی طرف دیکھ رہے تھے جو حضرت کی دائمی قیام گاہ کے لئے منتخب ہو چکی تھی۔

؎ یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے
یہ بڑے نصیب کی بات ہے

دیدار فرحت آثار کے الوداعی لمحات

تابوت کے ہمراہ آنے والا جلوس جب جامع المنہاج میں داخل ہو رہا تھا تو ایسا لگ رہا تھا جیسے دنیا و مافیہا کی رحمتیں' برکتیں اور سعادتیں اس خطہ ارضی میں سمٹ آئی ہیں۔ بھیگی ہوئی رات میں ہوا کے سرد اور خوشگوار جھونکے حضور پیر صاحب کے جسد خاکی کو جھوم جھوم کر بوسے دے رہے تھے اور ٹاؤن شپ کی فضائیں اپنے بخت رسا پر ناز کرتے ہوئے فرزند غوث اعظمؒ کا استقبال کر رہی تھیں۔ آج یہاں رحمتوں کا نزول ہو رہا تھا' سعادتوں کا ڈیرہ لگ رہا تھا' انوار الٰہیہ براہ راست اس خنک مٹی کو اپنا مہبط بنا رہا تھے۔ یہاں اگرچہ لوگ جنازے کی نسبت اتنے زیادہ نہیں تھے مگر پھر بھی

Marfat.com

کافی رش تھا اس لئے تابوت کو ٹرک سے نیچے اتارنے سے پہلے اس کے اوپر کا بالائی حصہ جو المونیم کا بنا ہوا تھا اتار دیا گیا۔ تابوت کھلتے ہی حضورؒ کے متبسم چہرہ سے فضا میں مہک بھر گئی۔ تابوت کو لحد کے کنارے رکھ دیا گیا۔ گلاب کی سرخ پتیوں میں یہ نورانی مکھڑا ناظرین کو اپنی طرف یوں کھینچ رہا تھا کہ ہر دیکھنے والا جگر تھام کر کھڑا ہو جاتا۔ چہرہ حسب معمول ترو تازہ تھا' گلاب اور موتیے کے پھول بھی اس کے سامنے حسن و دلربائی میں عاجز تھے۔ نیم وا چشمان مقدس پوری طرح اپنے عقیدتمندوں کے آخری سلام کا جواب دے رہی تھیں۔ دیکھنے والوں نے اس حقیقت کی تصدیق کی کہ واقعی ایک متقی بندہ موت کے پل سے گذرتے وقت ہنستا مسکراتا اپنے محبوب کے دیس میں اس کے وصال کے لئے جا رہا ہے۔ لوگ دیکھتے جاتے تھے اور اللہ کی عظمت و کبریائی کے نعرے بلند کرتے جاتے تھے۔ یہ لمحے یادگار تھے' پرمسرت تھے کیف آور اور پربہار تھا۔ دل تھے کہ دیدار کا شربت مزید طلب کر رہے تھے اور اشکبار نگاہیں تھیں کہ ہنوز بے قرار۔ پھر وہ مرحلہ بھی آیا جب آپ کے جسد خاکی کو قبرانور میں اتارا گیا' سچ پوچھئے تو اس منظر کو بیان کرنے کے لئے الفاظ مل ہی نہیں سکتے۔ جب دنیائے ولایت کے تاجدار اپنی ساٹھ سالہ پاکیزہ مطہر اور مثالی زندگی گزار کر تہ خاک جلوہ جاناں سے ملنے جا رہے تھے' ہم سوچ رہے تھے کہ اپنے پیچھے لاکھوں عقیدتمندوں کو سوگوار' چھوڑ کر جانے والی یہ شخصیت کہاں پیدا ہوئی' کن نفوس قدسیہ کے ہاتھوں میں تربیت کے مراحل طے کئے' کس سرزمین سے۔چل کر پاکستان کے دل شہر لاہور میں برصغیر کے روحانی پیشوا حضرت داتا علی ہجویریؒ کی بارگاہ میں آئی' یہاں سے خواجہ نظام الدین اولیاءؒ، خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ، بابا فریدالدین گنج شکرؒ، بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، اور کئی دوسری عہد ساز شخصیتوں کی طرح فیض یاب ہو کر کوئٹہ گئی اور آج پھر اسی شہر لاہور میں آسودہ خاک ہو رہی ہے جسے مجدد الف ثانی' شیخ احمد سرہندیؒ نے قطب البلاد کہا تھا۔ قطب الاقطاب سیدنا طاہر علاؤالدینؒ آج اسی قطب البلاد (لاہور) میں اپنا سفر آخرت مکمل کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دنیا کی نظروں سے اوجھل ہو رہے تھے۔ یہ جدائی کے ناقابل فراموش لحات' آنسوؤں' سسکیوں' آہوں اور ہچکیوں میں بڑے گراں

Marfat.com

گزر رہے تھے آپ کے جسد خاکی کو لحد میں اتارنے کی سعادت حاصل کرنے والوں میں حضور کے شہزادگان' قبلہ قاری صداقت علی' حاجی امداد اللہ صاحب' حاجی سلیم صاحب قابل ذکر ہیں۔ قبر میں رکھنے کے بعد ایک مرتبہ پھر دیدار کرایا گیا اور پھر ہمیشہ کے لئے نورانی چہرہ ظاہری آنکھوں سے دور' مٹی کے نیچے چلا گیا۔ قبر بند ہوتے ہی عقیدتمند مٹی ڈالنے کے لئے لپکنے لگے' شمع غوثیت ماب کے پروانے آنسوؤں کے ذریعے خاک در یار پر اپنی جدائی کی تحریریں لکھتے رہے۔ پھر اس خاک نے تازہ اور خوشبودار پھولوں کا سرخ لباس اوڑھ لیا جو انشاء اللہ قیامت تک یونہی چمکتا دمکتا اور مہکتا رہے گا۔ حضورؒ کے تینوں شہزادگان اپنے باباؒ کی اس آخری آرام گاہ کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے اور پھر ایک نئی زندگی کے سفر پر روانگی کا عزم کرتے ہوئے واپس پروفیسر صاحب کے ہمراہ ان کی رہائش گاہ تشریف لے آئے۔

خدا رحمت کند ایں عاشقاں پاک طینت را

اور لوگ یہ کہتے ہوئے اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے۔

؎ لاہور اپنے بخت رسا پہ تو ناز کر
گنج گراں بہا تیری جھولی میں آ گیا

Marfat.com

میرے مرشد گرامیؒ

محمد عمر حیات الحسینی

بزرگ میں نے اپنی عمر میں بہت سے دیکھ ڈالے۔ اور تذکرے بھی بہتوں کے اس تفصیل و استناد سے پڑھے اور سنے کہ گویا کہ انہیں بھی دیکھ لیا۔ عابد و زاہد بھی' چلہ کش و خلوت نشین بھی' صاحب کشف و کرامات بھی ان میں یقیناً بہت سے اچھے لوگ بھی ہوں گے۔ اللہ کے برگزیدہ' جنتی و مغفور' لیکن مصلح' مربی' شفیق و انیق کریم' حضرت مرشدی طاہر علاؤالدینؒ القادری الگیلانی البغدادی کا مثل نظر سے کوئی نہیں گزرا اور نہ سننے آیا۔

شیخ کی تلاش تو 1980ء سے تھی۔ جس کا نام سنتا اس کی طرف لپکتا اور اسی ہوس میں بستی کے مشہور بزرگ حضرت سید علی حسین شاہ صاحبؒ بخاری خلیفہ مجاز اعلحضرت گولڑویؒ جو ہمارے خاندان بوسن کے پیشوا تھے۔ ان سے وہی عقیدت ہو گئی جو ایک مرشد سے ہوا کرتی ہے۔ بچپن سے ہی طبیعت دین کی طرف مائل ہو گئی تھی اور مختلف الخیال لوگوں کے لٹریچر کا مطالعہ کرنا بھی شروع ہو گیا تھا۔ اپنے ہی خاندان کے ایک دوست جو مولانا مودودی صاحب سے بہت متاثر ہیں ان کی وساطت سے بھرپور مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ اس مطالعہ سے بہت وسوسوں سے متعلق بعض مرتبہ شکوک پیدا ہونے لگے۔ اسی دوران ٹیلی ویژن سے مفکر اسلام علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب سے متعارف ہو گیا۔

پھر ایسا گرویدہ ہوا کہ جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن میں داخلہ پروفیسر صاحب کے پہلے تربیتی خطاب سے ہی بیعت و سلوک کی طرف دل لگنے لگا اور ایک ایک بات دل میں اترنے لگی۔ پروفیسر صاحب کا رنگ مولویوں و پیروں سے الگ نظر آیا۔ شوق بڑھا پروفیسر صاحب کے وعظ پر وعظ نے حضرت والا کے قدموں میں پہنچا دیا اور بے اختیار خط و کتابت شروع ہو گئی۔ سارا واقعہ طول طویل ہے اسے چھوڑیئے۔

استاذی المکرم علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب بہت سی خصوصیات

Marfat.com

کے حامل انسان ہیں۔ لیکن مرشد کریم سے محبت و عقیدت کی یہ وہ خصوصیت ہے جو تمام پر بھاری ہے۔ پروفیسر صاحب کے بیان کی تاثیر کو اسی نسبت و تعلق کا فیضان بھی کہا جا سکتا ہے۔

پروفیسر صاحب کی حضرت والا سے عقیدت کی خصوصیت مجھے بے حد عزیز ہے۔ جس کا مجھے ہمیشہ پاس رہا ہے اور رہے گا۔ قبلہ قادری صاحب جب حضرت والا کی بات کرتے ہیں تو ان کی آنکھوں میں قندیلیں روشن ہو جاتی ہیں۔ بند بند سے عزت' احترام اور محبت و عقیدت کے فوارے نکلتے ہیں۔ جو محفل کو بھگو دیتے ہیں۔ بس حضرت والا کا نام لے لو تو یہ عالم ہوتا ہے کہ بس ذرا چھیڑیئے پھر دیکھیئے کیا ہوتا ہے۔ پروفیسر صاحب اس محبت و عقیدت سے حضرت والا کی باتیں سناتے ہیں کہ حاضرین لت پت ہو جاتے ہیں۔ پروفیسر صاحب کی اسی محبت و عقیدت اور وارفتگی نے ہمیں بیعت پر مجبور کر دیا۔

آہ وہ دن جو اب کبھی بھی نہیں آئیں گے۔ حضرت والاؒ نے جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے چشم تصور میں مجھے دور تک بزرگان کے اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ایک قطار نظر سی آنے لگی' جس سے دل کو بڑی تقویت محسوس ہوئی۔

؎ اپنے دل کی جلوہ گاہ حسن تھی پیش نظر
بتاؤں بے خودی میں کیا کیا نظر آیا مجھے

میں نے آپ کو صحت و مرض' قوت و ضعف' حزن و نشاط کے ہر موقع پر دیکھا ہے اس لئے آنکھوں دیکھی شہادت دے رہا ہوں افراط و تفریط اکثر بزرگوں میں ہوا کرتی ہے۔ کوئی کسی خصلت میں بہت بڑا ہوا ہے اور کوئی کسی خصلت میں۔ توازن و اعتدال حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ ہوتا ہے۔ اسی سیرت انسانی کی جھلک آپؒ کی ذات میں دیکھنے میں آئی۔

ہر کام اپنے وقت پر' ہر چیز اپنی مقررہ جگہ پر' کھانے پینے' چلنے پھرنے' سونے جاگنے' اٹھنے بیٹھنے سب کے ضابطے سب کے آداب ہر گفتگو ایک مقصد لئے ہوئے' بے مقصد گفتگو جیسے جانتے ہی نہیں۔ زبان پر اتنا قابو میں نے کسی بزرگ کا نہ پایا۔ رسوم

Marfat.com

سے اجتناب' نمائشی تعلقات سے احتراز' دوسروں کو زحمت سے بچانے کا کامل اہتمام' بندوں کی خدمت عبادت کے درجے میں۔ بس یہی خصوصیات مجلس طاہریہ کی دیکھنے میں آئیں۔

اب بہت بڑی بات کہنے جا رہا ہوں' وہ ایک بہت چھوٹے منہ سے نکل رہی ہے۔ لیکن بات کو دیکھئے' کہنے والے کو نہ دیکھئے۔ حضرت مرشدیؒ سے اللہ تعالیٰ نے سلوک طریقت کی وہ خدمت لی ہے جو آج تک بڑے سے بڑے صوفیاء اور مشاہیر اولیاء سے بن نہیں پڑی۔

حضرت مرشدی بطور میزبان بھی ایک مثالی انسان تھے۔ یہ نہیں کہ اندھا دھند بس رسمی "خاطرداری" ہی کرتے چلیں اور مہمان کی اصل راحت' سہولت' ذوق طبعی اور معمولات کا لحاظ کئے بغیر' بس اپنی طرف سے اصرار ہی کرتے چلے جائیں۔ حضرت مرشدیؒ کے دسترخوان پر پھل ضرور ہوتے تھے اور بعض اوقات بے موسمی پھل بھی دکھائی دیتے تھے۔

معتقدوں میں اچھے خاصے رئیس و اہل ثروت موجود تھے۔ لیکن نذرانہ بس خصوصی مخلصوں ہی سے قبول فرماتے۔ توازن و حکمت حضرت مرشدیؒ کے ریشے ریشے میں بسی ہوئی تھی۔ زندگی کے ہر شعبے میں یہ صفت نمایاں تھی اپنی تاریخ میں کوئی ہستی' مرشد' مربی و مصلح ان سے برتر نظر نہیں آئی۔ شیخ المشائخ اور قدوۃ اولیاء جس کسی نے ان کا لقب اول بار رکھا وہ بجا۔ خود بھی ایک عارف اور ترجمان حقیقت تھا۔ میں نے بزرگ اور بھی دیکھے ہیں کسی اور سے قلب اتنا متاثر و مرعوب نہیں ہوا۔ کسی کی درویشی اپنے دل میں بیٹھی ہے تو وہ حضرت مرشدیؒ کی تھی۔ اتنے انکسار و تواضع کے ساتھ ایسی بابرکت صحبت و حکمت' معرفت سے لبریز ایسی گفتگوئیں کہیں اور نہ دیکھنے میں آئیں اور نہ سننے میں۔ حضرت مرشدیؒ کی صحبت میں طبیعت کو وہ کیف وہ لطف آیا' جس کے لئے دوسروں کے آستانے پر مدتوں امیدواری کرنی پڑتی ہے اور اس زمین تک پہنچنے دل شکر گزار اور احسان مند استاذی المکرم علامہ پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری صاحب اور پھر حضرت سید علی حسین شاہ صاحبؒ بخاری کا ہے۔ پروفیسر صاحب

Marfat.com

نے وہاں کی راہ دکھائی اور ملاقات اور حصول فیض کے لئے طلب سید علی حسین بخاریؒ نے پیدا کر دی۔

حشر میں اگر یہ سوال ہوا کہ بتاؤ ہمارے دوستوں میں سے کس کس کو پایا۔ اور کس کس سے کسب فیض کیا؟ تو یہ نامہ سیاہ جو دو چار نام قطعیت سے عرض کرے گا تو ان میں حضرت والا کے علاوہ ایک نام انشاء اللہ حضرت سید علی حسین بخاریؒ بزرگ کا ضرور ہو گا۔ حضرت والا کے بعد میں تو مایوس ہو گیا تھا کہ اب کون بزرگ اس روحانی قدو قامت کا نصیب ہو گا۔ لیکن اپنی خوش نصیبی میں شک نہیں کہ آستانہ عالیہ کا ظمیہ شیخوپورہ اور حضرت خاکی شاہ صاحب چکوال تک رسائی ہو گئی اور پھر وہی لذت ایک بار پھر مل گئی جو کبھی حضرت والا سے نیاز حاصل ہوا۔ میری زندگی کے دو بڑے موڑ ہیں۔ جہاں سے زندگی سے نیا راستہ (جہاں تک خیال ہے بہتر اور مبارک راستہ) اختیار کیا۔ پہلا موڑ اس وقت پیش آیا جب حضرت والا سے تعلق قائم ہوا۔ اگر حضرت والا سے بیعت اور تصنیف و تالیف کے سوا کوئی ذوق اور رجحان نہ پایا جاتا۔ خدا شناسی' راہ یابی اور راست روی تو بڑی چیزیں ہیں حضرت والا کی صحبت میں کم سے کم خدا طلبی کا ذوق' خدا کے نام کی حلاوت اور مردان خدا کی محبت' اپنی کمی اور اصلاح و تکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا اور ہم عامیوں کے لئے یہی بڑی دولت و نعمت ہے۔ بلکہ بعض حقیقت شناسوں کے نزدیک۔ یہی اصل دولت ہے' وحشت کلکتوی نے انہیں لوگوں کی ترجمانی اپنے اس شعر میں کی ہے۔

نشان منزل جاناں ملے نہ ملے
مزے کی چیز ہے یہ ذوق جستجو میرا

کہتے ہیں کہ جس کا رزق جہاں مقرر ہوتا ہے وہیں ملتا ہے۔ اس کے لئے یگانہ و بیگانہ' وطن' پردیس کی کوئی قید نہیں۔ میرے نزدیک یہ کلیہ مادی و غذائی اور معنوی و روحانی دونوں قسم کے رزق کے لئے عام ہے۔ اور خود قرآن حکیم میں معنوی حقیقتوں کے لئے رزق کا استعمال آیا ہے۔ حضرت والا کی بارگاہ میں جانے والوں' بیعت ہونے والوں اور زیارت کرنے والوں کے متعلق میرا یہ عقیدہ ہے۔

Marfat.com

مستی کے لئے بوئے تند ہے کافی
مے خانے کا محروم بھی محروم نہیں ہے

حضرت والاؒ کو انسان بلندی کے اعلیٰ معیار پر پورا پایا' اخلاق و بے غرضی آپؒ کی زندگی کا جوہر اور آپؒ کے تمام اعمال و مساعی و سرگرمیوں کا محرک تھا۔ جس طرح بعض غیر مخلصین کے لئے کسی حالت کسی کام میں بھی مخلص بننا مشکل ہے' عدم اخلاص اور غرض پرستی' طبیعت ثانیہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح ان مخلصین کے لئے جن کی سرشت میں اللہ تعالیٰ نے اخلاص رکھا ہے' غیر مخلصین بننا ناممکن ہوتا ہے۔ ان کی فطرت غیر اختیاری طریقہ پر اخلاص کی طرف چلتی ہے۔ وہ عمل جس کے اغراض کے ماتحت کرنے کا رواج عام ہوتا ہے۔ وہ کبھی اغراض سے بالاتر ہو کر پوری ذہنی یکسوئی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ جب حضرت والاؒ کو جمعیت المشائخ کی طرف سے صدارت کا اعزاز پیش کیا گیا تو آپ نے اس کے قبول کرنے سے صاف معذرت کر لی' اگرچہ آپؒ کی طبعی تواضع و انکساری نے اس کی وجہ یہ بیان کی کہ آپؒ اپنے اخلاص پر خفیف داغ بھی گوارا نہیں کر سکتے تھے۔ آپؒ کے اس فیصلے نے اس حقیقت کا اظہار کر دیا۔

کہ عنقار بلند است آشیانہ

آپؒ نے اپنے کسی جوہر' کسی کمال' کسی متاع کی کوئی قیمت نہیں لی۔ جب آپؒ بغداد سے نقل مکانی کر کے کوئٹہ میں رہائش پذیر ہوئے' اس زمانے میں فیلڈ مارشل ایوب خان پاکستان کے سربراہ مملکت تھے۔ صدر ایوب خان نہ صرف آپؒ کے ارادت مندوں میں شامل تھے۔ بلکہ انہوں نے آپ کو مالی معاونت کی پیش کش بھی کی تھی۔ مگر آپ نے یہ کہہ کر معذرت کر لی تھی۔ کہ

"جب خدا نے اپنے خزانوں کا دروازہ بند کر لیا تو پھر اس کے بندوں سے مانگ لیا جائے گا۔"

اسی طرح آپؒ کی خدمت میں ذوالفقار علی بھٹو اور جنرل ضیاء الحق بھی حاضری دیتے رہے۔ جو لوگ حقیقت سے آشنا اور حالات سے واقف ہیں' وہ جانتے ہیں کہ حضرت والاؒ نے ان سے کبھی کوئی کام نہیں لیا۔ انسانی بلندی کے ایک دوسرے معیار

Marfat.com

یعنی

" خذالعفو وامر بالمعوف واعرض عن الجاھلین اور دفع بالتی ھی احسن" پر عمل کرنے اور دشمنوں سے نہ صرف درگزر کرنے بلکہ ان کو نفع پہنچانے اور ان کے حق میں دعائے خیر کو وظیفہ بنانے میں آپؒ فرد فرید تھے۔ جب صاجزادگان کے حوالے سے تحریک چلائی گئی تو آپ نے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا اور برملا ارشاد فرمایا۔ کہ میں نے معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا ہے۔ اور ان لوگوں کو معاف کر دیا ہے۔ لہٰذا اس تحریک کو یہیں پر ختم کر دیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپؒ کو بادشاہوں کا سا حوصلہ اور ظرف عطا فرمایا تھا۔

خدا مجھے معاف فرمائے میں نے بادشاہ کہا اہل اللہ اور تابعین کا سا حوصلہ اور ظرف عطا فرمایا تھا۔

الید العلیا خیر من سید سفی" پر ساری زندگی عمل رہا۔

ضیافت و مہمان نوازی اور اطعام و طعام آپؒ کی روحانی غذا طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ پھر مہمانوں اور مریدین کے ساتھ جس تواضع اور انکساری اور جس اعزاز و احترام کے ساتھ پیش آتے تھے۔ یہ دیکھ کر قدیم عرب شاعر کا یہ شعر بے اختیار یاد آتا تھا۔

؎ وانی لعبد الضیف مادام نازلا
وما شمة لی غیرھا تشبه العبدا

ترجمہ : میں مہمانوں کا غلام ہوں جب تک وہ میرے گھر میں مہمان رہے اور زندگی کا یہی ایک موقع ہے جس میں میں غلام ہوتا ہوں۔

حضرت والاؒ جہاں اہل دنیا اور اہل دول کے سامنے بڑے خوددار اور غیور واقع ہوئے تھے۔ اہل دین کے ساتھ غایت درجہ متواضع اور منکسر المزاج تھے۔ علماء حق سے بہت جھک کر اور فروتنی سے ملتے تھے۔ اور ان کی نہایت تعظیم کرتے تھے۔ علماء و مشائخ میں سے دو شخصیتوں سے بے حد محبت تھی۔ اور حضرت والاؒ ان کے ساتھ والہانہ معاملہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک غزالی زماں علامہ سعید شاہ صاحبؒ کاظمی اور دوسرے استاذی المکرم پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری صاحب' ان آنکھوں نے بار بار

Marfat.com

دیکھا۔ کہ حضرت والاؒ قادری صاحب کی پذیرائی فرمایا کرتے تھے۔ ان کے بڑے مرتبہ شناس تھے پروفیسر صاحب کے انتظار میں بیتاب دیکھا۔ ہمیشہ ان کے حوصلے بلند کئے۔ اس کے علاوہ پروفیسر صاحب کی بعض جذباتی باتوں پر بھی پردہ ڈال دیا کرتے تھے۔ نظرانداز فرما دیا کرتے تھے۔ درگزر فرمایا کرتے تھے۔ یہ ہمارے حضرت والاؒ کی اعلیٰ ظرفی تھی۔ حضرت والا چھوٹی سے چھوٹی بات کو سمجھا کرتے تھے۔ البتہ ان چھوٹی باتوں کو کریدا نہیں کرتے تھے۔ ہمیشہ آپؒ کا اصول رہا کہ انسان میں بیک وقت خیرو شر موجود ہیں۔ کہیں خیر غالب ہے تو کہیں شر غالب۔ پس جہاں خیر غالب ہو اس سے محبت کرو اور جہاں شر غالب ہو اسے ترک کر دو۔ حضرت والاؒ کی کسی سے محبت و نفرت اسی اصول کے گرد گھوما کرتی تھی۔ حضرت والاؒ بڑے وسیع النظر، وسیع القلب تھے۔ عبادات و احکام میں فقہ حنفی اور مسلک اہلسنت کے پابند ہونے کے باوجود دوسرے مسالک کے علماء و مشائخ سے آپؒ کے بڑے اچھے تعلقات تھے۔ حضرت والاؒ سب کا احترام اور ان کی قدر کرتے تھے۔

حق بات کو برملا کہا کرتے تھے۔ برملا اہل حکومت پر تنقید کرتے، اس میں کسی مصلحت اندیشی اور مداہنت سے کام نہیں لیتے تھے۔ ہمارے حضرت اقبالؒ کے اس شعر کا کامل نمونہ تھے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

حضرت والاؒ اپنے مسترشدین و خدام کے ساتھ نہایت شفقت اور نوازش کا معاملہ فرماتے اور اس بارے میں " واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین پر عمل کرتے۔ ہر شخص کو اپنا حال معلوم ہے۔ حضرت والاؒ ہر مرید کے خط کا جواب دیا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت والاؒ مجھ ناچیز پر بھی بے پناہ شفقت فرمایا کرتے تھے۔ حضرت والاؒ کے مکتوبات پڑھتا ہوں تو ان کی پدرانہ شفقت اور مربیانہ عنایت کو دیکھ کر دل پر چوٹ لگتی ہے۔ اور ہر حضرت والاؒ کریم النفس، خوش خلق، مہمان نواز، کشادہ جبیں، منکسر المزاج، صابرو شاکر اور انتہائی اعلیٰ ظرف کے حامل تھے۔

Marfat.com

آپؒ نے بیک وقت علمی، روحانی، تبلیغی اور کئی محاذوں پر کام کیا اور خوب کیا۔

ایثار و وفا سوز و جنوں درد تمنا
ایک ہی دل کا لہو کتنے چراغوں میں جلا ہے

حضرت والاؒ کوئٹہ میں اس حال میں تشریف لائے کہ یہاں نہ آپ کے پاس اپنا مکان تھا، نہ موروثی جائیداد تھی، نہ برادری اور نہ خاندان تھا، نہ سیاسی و سماجی حوالہ، اور نہ ہی کوئی بہت بڑا دینی و روحانی حلقہ، محاورۃً نہیں بلکہ واقعۃً جس نے بے سروسامانی کے ساتھ کوئٹہ کی سرزمین پر ڈیرہ ڈالا، آج وہی شخص کوئٹہ کا معتبر حوالہ بن چکا ہے۔ جس کے پاس اپنا مکان نہیں تھا آج اس کا مسکن ہزارون دل و جاں ہیں۔ جس کے نام کوئی جاگیر نہیں تھی، ایک دنیا اس کی زلف روحانی کی اسیر نظر آتی ہے۔ جو شخص برادری سے محروم تھا، آج کوئی اس کی برابری نہیں کر پا رہا، جس کا کوئی خاندان نہیں تھا، آج سارا پاکستان بلکہ ساری دنیا اس کی ہے، جسے اس زمانے میں کوئی بڑا مذہبی اور روحانی حلقہ میسر نہ تھا آج خود بہت مذہبی اور روحانی پیشوا ہیں۔ جس طرح مشک کو اپنے اشتہار کی ضرورت نہیں ہوتی، یہی صورت حال حضرت والاؒ کی ہو چکی ہے۔

انسانیت سازی

حضرت والا رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے۔

"بزرگ بننا ہو، قطب بننا ہو، غوث بننا ہو تو کہیں اور جاؤ اور انسان بننا ہو تو یہاں آؤ۔"

حضرت والاؒ کا پہلا سبق ہی یہ تھا۔

"پہلے آدمی بنو، کیا بزرگی ڈھونڈتے پھرتے ہو؟ آدمیت سیکھو، بزرگی بیچاری تو ایک دن میں ساتھ ہو لیتی ہے، مشکل چیز تو شرافت اور شعور انسانیت ہے۔"

کیفیات، مکاشفات، ذوقیات، کرامات اور تصرفات کو تو چھوڑیئے ایک درجہ میں حضور والا ان کو تو ہمت دینے کے مخالف ہی رہے۔ مگر معمولات یومیہ مثلاً تہجد، نوافل، ذکر و اذکار اور اوراد وظائف، جو مستحبات کے قبیل سے ہیں۔ ان کے چھوٹ جانے پر

Marfat.com

بھی کسی سالک پر کبھی چین بہ چین نہ ہوتے تھے۔ کسی عذر شرعی سے معمولات چھوڑنے پر کبھی مواخذہ نہ فرماتے تھے۔ لیکن اگر کوئی بے اصولی کی بات کرتا یا بے فکری کا ثبوت دیتا جو حقوق شریعت نے واجب کیے ہیں ان کا تارک ہوتا' معاملات میں بدانتظامی برتتا' یا سلیقہ اور ڈھنگ سے کام نہ لیتا یا ناحق کسی کی ناگواری کا باعث ہوتا تو حضرت والاؒ فوراً تیور بدل لیتے۔ سخت اور تیز لہجہ اپنا لیتے اور فوراً اصلاح فرماتے۔ تمام اہل مجلس کو عموماً اور سالکین کو خصوصاً اس طرف توجہ دلاتے کہ فرائض اور واجبات کی پابندی ضروری ہے۔ حضرت والا کے ہاں تصوف و سلوک کا حاصل ہی یہ تھا کہ فرائض اور واجبات ادا ہو جائیں۔ احکام کی تکمیل ہو جائے۔ حقوق العباد کی اہمیت واضح ہو جائے۔ اگر درویشی کا حاصل یہ ہے تو سب کچھ اسی طرح حضرت والاؒ فرماتے تھے کہ اللہ نے اپنے تعلق اور بندگی کا یہ راز بتا دیا ہے کہ اپنی روز مرہ میں یہ کرنا اور یہ نہ کرنا۔ یہ بات پسند ہے اور یہ بات ناپسند۔ یہ چیز حلال ہے اور یہ چیز حرام۔ یہ پاک یہ ناپاک۔ لوگو اگر تم چاہتے ہو کہ میری معرفت نصیب ہو اور میری محبت کی شیرینی و حلاوت نصیب ہو تو پھر میرے محبوب نبی ﷺ کی اتباع کامل کرو' تو پھر میں خود تم سے محبت کرنے لگوں گا۔ دین ہی ظاہر و باطن شریعت و طریقت ہے۔ جس طرح ظاہری اعمال کے لئے احکام الہیہ فرائض و واجبات ہیں۔ اسی طرح باطنی اعمال کے لئے بھی ہیں۔ اور بندوں کو دونوں کے ادا کرنے کا مکلف کیا گیا ہے۔ حضرت والا کے یہاں جو مجلس روزانہ ہوا کرتی تھی' ظاہر و باطن کی اصلاح میں اس کی تاثیر معروف و مشہور ہے۔ حضرت والاؒ سردیوں میں کراچی اور گرمیوں میں کوئٹہ تشریف فرما ہوتے۔ مجھے ان مجالس میں حاضری کی سعادت نصیب ہوتی رہی۔ افسوس یہ کہ جلدی حضرت والاؒ داغ مفارقت دے گئے۔

ے ہے یہی کیا کم تھا میں بھی حریم ناز میں
التفات حسن سے بے خود سہی غافل سہی

ریا کی مذمت

حضرت والاؒ فرمایا کرتے "ام الوظائف تو یہ ہے کہ اعمال ریا سے خالی ہوں۔

Marfat.com

خالق سے نظر ہٹ کر مخلوق پر جم جانا بلکہ مخلوق کا وجود تسلیم کرنا ہی ریاء ہے اور یہی وہ شرک ہے جس کو رات کی تاریکیوں میں چیونٹیوں کے رینگنے سے زیادہ دقیق اور نازک بتایا گیا ہے۔ سب سے بڑی بات یہی ہے کہ اپنے آپ سے بھی بے نشان ہو جائے اور دوسروں سے بھی۔ ریا کے حملے بڑے باریک ہوتے ہیں۔ کبھی تواضع کے نام پر ریا شامل ہو جاتی ہے۔ حضرت والاؒ کے ملفوظات و ارشادات جب یاد آتے ہیں۔ تو ان کو دہرا کے یہ سوچنے لگتا ہوں۔

ساقی تیرا مستی سے کیا حال ہوا ہو گا
جب تو نے یہ اے ظالم شیشے میں بھری ہو گی

ترک اسباب حکم خداوندی کے خلاف ہے

حضرت والاؒ سے ترک اسباب کے متعلق سوال کیا گیا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا۔

بندہ مقید ہے اور ذات الٰہی مطلق ہے۔ بندہ مقید سے مطلق نہیں ہو سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ مطلق ہے۔ اپنی مرضی سے چاہے تو قیود اپنے اوپر عائد کر دے۔ "کتب علی نفسه الرحمة میں اللہ تعالیٰ نے خود رحمت کو اپنی مرضی سے اپنے اوپر واجب کر لیا۔ لیکن مقید بندہ کی قید دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ بندہ خود مطلق ہونا چاہے تو نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے ایفاء عہد کو بندے کے ایفاء عہد کے مقابلہ میں خود مقید فرمایا ہے۔ ذات الٰہی تو مطلق ہے لیکن اس صفات میں تقید کا رنگ ہے۔ مالک مملوک کے بغیر رب ربوب کے بغیر بندہ اللہ کے بغیر' خالق مخلوق کے بغیر' رزاق مرزوق کے بغیر ناقابل فہم ہے۔

بندہ چونکہ سبب سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے بغیر سبب کے وہ جی نہیں سکتا۔ عالم کو اسباب کی زنجیر میں جکڑا گیا ہے۔ اسی لئے اسباب سے ترک تعلق کا حکم نہیں دیا گیا۔ یہ بندے کی حقیقت کے منافی ہے۔ البتہ ہاں ایک سبب کو چھوڑ کر دوسرے سبب کو بندہ اختیار کر سکتا ہے۔ اسباب کو ترک کر کے زندگی نہیں گزار سکتا۔ کم از کم سانس لینے سے تو کوئی نہیں بچ سکتا۔ یہ بھی تو سبب ہے۔

Marfat.com

حضرت والاؒ نے مزید ارشاد فرمایا۔

اسباب کو اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ اسباب کی حیثیت گویا حجاب کی سی ہے۔ جس نے ان اسباب کو حجاب سمجھا وہ ان ہی اسباب کی راہ سے حق تک پہنچا اور جس نے ان ہی اسباب کو تکیہ بنا لیا وہ محروم ہوا۔

ستمبر 1988ء میں کراچی میں حاضری کی اجازت مل گئی۔ آمدو رفت شروع ہوئی۔ آستانہ عالیہ کو دیکھا تو دید شنید سے بھی بڑھ کر رہی اور زیارت سماعت سے کہیں بہتر نکلی۔ کشش اس درجے کی طبیعت ملنے سے ہرگز نہ اکتائے اور مل جانے پر رخصت کا جی ہرگز نہ چاہے۔ حضرت مرشدیؒ کی زیارت کا پہلا سفر علامہ اکبر قادری الازہری (مدیر اعلیٰ ماہنامہ منہاج القرآن) اور بھائی جان مرحوم کے ساتھ کیا۔ خیر' میرے لطف سفر کا کہنا ہی کیا۔ بھائی جان مرحوم نے لاہور سے ملتان تک سفر کیا تو بہت محظوظ و مسرور ہوئے۔ بیعت کے بعد مسلسل چار سال سلسلہ آمدورفت کا برابر رہا' اور مراسلت بھی اچھی خاصی ہوئی۔ میں لاہور یا ملتان سے سفر کر کے اکثر کوئٹہ اور کراچی حاضری دے لیتا تھا اور ان گھڑیوں کو اپنی زندگی کی بہترین ساعتوں میں سمجھتا ہوں اور اپنی قسمت پر خود ہی رشک کر لیا کرتا۔

تصلب و تقشف سے اجتناب

حضرت والاؒ تقریر و تحریر میں سخت لب و لہجہ کو بالکل پسند نہیں کرتے تھے۔ پروفیسر صاحب قبلہ کی تقریر اس لئے پسند فرمایا کرتے اور دل لگی سے سنا کرتے کہ ان کی تقریر میں لب و لہجہ کی مولویوں جیسی درشتی نہیں۔ فرمایا کرتے۔ تقریر و تحریر میں لب و لہجہ کی شدت پسندیدہ چیز نہیں۔ اس سے تقریر و تحریر کو محفوظ رکھنا ضروری ہے۔ بات پرانی کہی جائے گی لباس نیا ہو' یہ ہرگز پسندیدہ نہیں ہے کہ جو حق ہے اس میں کوئی کمزوری یا لچک آنے پائے۔ مگر حق پیش کرنے کا انداز بہت ہی خوشگوار اور دل پذیر ہو' بہت ہی دلنشین اور دلچسپ ہو۔ تاکہ عوام و خواص اس کو ذوق و شوق سے سن اور پڑھ سکیں اور فائدہ حاصل کر سکیں۔

Marfat.com

حضرت والا کے فضائل اخلاق میں "بے نفسی" کو سب سے نمایاں مقام حاصل تھا۔ اپنے دامن کو ہمیشہ طبقاتی' ادارتی تعصب سے پاک و صاف رکھنا اور اظہار حق میں تحسین و ملامت کی قطعاً" پرواہ نہ کرنا آپ" کا شعار تھا۔ اپنے معاصرین کی قدر کرنا اور ان کے کمال کا اعتراف کرنا وہ وصف عالی ہے جو ہر زمانے میں نادر رہا ہے۔ مگر حضرت والاؒ میں یہ نادر وصف بدرجہ اتم موجود تھا۔ بلکہ اس سے بڑھ کر حضرت والاؒ اپنے چھوٹوں کے کمالات کو بھی بڑی فراخ دلی سے تسلیم کرتے اور اعلانیہ اس کا اظہار فرماتے تھے۔ پروفیسر صاحب قبلہ حضرت والا کے مرید مخلص تھے۔ اس لئے وہ حضرت والا کی ہمیشہ تعظیم و تکریم بجا لاتے جیسے ایک مرید کو کرنی چاہئے' لیکن چونکہ وہ ایک بڑے ادارے کے سربراہ و قائد ہیں اس لئے حضرت والاؒ کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی کہ ہمعصری کی سطح پر اتر کر ان کی عزت کریں۔

وہ مناظر آنکھوں میں پھر رہے ہیں جب مرشد و مرید کی محفلوں میں تعظیم و تکریم میں مسابقت کی کوشش ہوتی اور بالآخر حضرت والاؒ کو اپنا منصب قبول کرنا ہی پڑتا اور حضرت قادری صاحب دست بوسی و قدم بوسی کی سعادت سے بہرہ ور ہو کر ہی رہتے۔

حضرت والاؒ کے قلب اطہر میں امت محمدیہ کی محبت اور اس پر شفقت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ" مسلمانوں کی فلاح سے ایسے مسرور ہوتے تھے جیسے خود آپ" کو کوئی ذاتی فائدہ پہنچا ہو۔ حضرت والا مشرباً" پکے حنفی تھے مگر یہ آپ کے جذبہ شفقت کا اثر تھا کہ آپ اس بات پر زور دیا کرتے کہ موجودہ حالات میں علماء کرام کو عام مسلمانوں کے لئے سہولت ہی کا پہلو اختیار کرنا چاہئے۔ حضرت والا فقہا کے اجتہادات کو بہرحال منصوصات کا درجہ نہیں دیا کرتے تھے۔ جب مسئلہ دیت کی بحث چھڑی تو بعض علماء علمی و تحقیقی گفتگو و گرفت کی بجائے سطحیت پر اتر آئے اور فتویٰ بازی شروع ہو گئی۔ تو حضرت والا نے علماء و مشائخ سے اپیل کی کہ وہ تعصب سے بالا تر ہو کر ملت اسلامیہ کی عزت کے لئے متحد ہو جائیں۔ اور فتوؤں سے پرہیز کریں۔
اختلاف رائے علماء کا حق ہے البتہ تحقیقی تقاضوں پر عمل کرنا چاہئے۔ یہاں پر یہ

Marfat.com

ذہن نشیں کر لیا جائے کہ بعض احباب مسئلہ دیت کے حوالے سے حضرت والا کا موقف بھی وہی منسوب کرتے ہیں جو پروفیسر صاحب نے اختیار کیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ حضرت والا نے جو خط علماء کے نام جاری فرمایا تھا اس میں قادری صاحب کے موقف کی تائید ہرگز نہیں فرمائی گئی تھی۔ بلکہ وسعت قلبی کا مظاہرہ کرنے کا کہا گیا تھا۔ کہ علماء فتوؤں سے پرہیز کریں اور دلائل سے اختلاف کریں۔ تعصب سے پرہیز کریں۔ انسان میں خوبی و خامی ہو سکتی ہے۔

اس خط میں ان جملوں پر غور کرنے سے حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ حضرت والا کا یہ حکیمانہ انداز تھا نہ کہ اس موقف کی تائید و توثیق و تصدیق۔

Marfat.com

عالمانہ تفوق

حضرت والا عراق کے مایہ ناز اساتذہ سے فیض یافتہ تھے۔ حضرت والا جامد مولویت کو (جو مسائل حاضرہ سے بے خبر ہو) ناقص تصور فرماتے تھے۔ گفتگو کے دوران جب مسائل حاضرہ پر مجتہدانہ روشنی ڈالتے تو (بیچارہ مولویوں نے سمجھا ہی نہیں) کا جملہ اکثر مسکراہٹ کے ساتھ آپ کی زبان سے نکل جاتا تھا۔ حضرت والا کا حافظہ مثالی تھا' ذہن بہت اخاذ' فکر بہت دوررس اور بڑی مجتہدانہ تھی۔ انتقالات ذہنی بہت دقیق تھی۔

حضرت والا قرآنی' حدیثی' فقہی' معاشی' سیاسی مسائل پر جب رطب اللسان ہوتے تو علماء دنگ رہ جاتے' علوم کے دریا بہاتے' چننے والے موتیوں کی طرح چنتے۔ بچپن ہی سے اساتذہ آپ کی علمی استعداد کے معترف ہو گئے تھے۔ حضرت والا کی گفتگوؤں میں علوم و حقائق اور استنباط اور استخراج کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہوا کرتا تھا۔ آپ اپنے جد امجد قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کے علوم و معارف کے حقیقی امین تھے۔ حضرت والا کسی بھی موضوع پر جب گفتگو فرماتے تو اتنا مواد بیان فرما دیتے جو آسانی کے ساتھ کسی ایک کتاب میں نہیں مل سکتا۔ ایسی نئی باتیں بیان فرماتے جن کی طرف عام طور پر ذہن نہیں جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا

Marfat.com

نکتہ رس اور نکتہ آفریں ذہن عطا فرمایا تھا۔ قرآن حکیم کی وہی آیات اور صحاح کی وہی احادیث اور تاریخ کے وہی بیانات جو ہم بیسیوں بار پڑھ چکے ہیں' حضرت والا ان سے ایسے حقائق ثابت کر دیتے اور ان سے ایسے عجیب لیکن صحیح نتائج نکالتے کہ حیرت ہوتی۔ علم لدنی کا بحر بیکراں ہوتا۔ حضور غوث الاعظم کے علمی جانشین دکھائی دیتے۔

میرے نزدیک پروفیسر صاحب قبلہ کے انداز استدلال میں حضرت والا ہی کا فیضان دکھائی دیتا ہے۔ کہ خطابات میں تاثیر ہے اور استدلال میں ثقاہت ہے۔ یہ سب حضرت والا کی نگاہ فیض کا نتیجہ ہے۔ حضرت والا کی خدمت میں بیٹھنے والے یہ محسوس کر لیتے تھے۔ کہ آپ عالموں میں عالم تھے' ادیبوں میں ادیب' مورخوں میں مورخ' فقیہوں میں فقیہ' محدثوں میں محدث' مفسروں میں مفسر' شعرو شاعری کا ذوق اور سخن شناسی اور سخن فہمی دونوں سے حصہ وافر ملا تھا۔ حضرت والا کی مجلس کو وہ لطف حاصل تھا جس کی بنا پر کہنا پڑتا ہے کہ

وہ اپنی ذات سے ایک انجمن ہیں

حضرت والا عقائد و نصوص و حدود دین کے بارے میں اتنے متعصب و متشدد اور ویسے ہی غیورو حساس واقع ہوئے تھے جیسے علماء حق و مشائخ۔ جب آپ تحریف دین کی کوشش یا دین کی ترجمانی میں کوئی بے اعتدالی' یا آزادی یا غلط اجتہاد دیکھتے تو ضرور تنقید فرمایا کرتے۔ دیت کی بحث چھڑی تو آپ نے جہاں فتوی لگانے والوں کی نیش زنی فرمائی وہاں خلوت میں پروفیسر صاحب کو بھی سمجھایا کہ ایسے مسائل کو نہ چھیڑا جائے۔ حضرت والا درسیات کے ماہر معلم ہی نہیں بلکہ ایک "صاحب نظر" عالم اور محقق تھے اور تاریخ اور علوم عصریہ سے بھی راست اور کامل واقفیت رکھتے تھے۔ حضرت والا کی سوچ اور نگاہ بریلوی اور غیر بریلوی نقطہ نظر کی پابندیوں سے آزاد تھی۔ حضرت والا خدمت دین کے لئے جدید راہوں کو اختیار کرنے کے قائل تھے۔ اس سلسلہ میں آپ سلف کے اقوال یا طرز عمل کو رفیق بنا کر پھر متاخرین کے اختلاف یا معاصرین کے ایرادو اعتراض کی پرواہ نہ کرتے تھے۔ حضرت والا قدیم لٹریچر کو جدید ضروریات کے لئے برتنے کا فرمایا کرتے تھے' جب جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کا سنگ

Marfat.com

بنیاد رکھا اور طلباء سے تربیتی خطاب فرمایا اس میں آپ کی یہ دیرینہ آرزو خواہش واضح جھلکتی تھی۔

حضرت والا نے سیاست کے خارزار سے اپنا دامن بچائے رکھا۔ مگر ملت کی علمی اور دینی ضرورتوں سے کبھی بے خبرو غافل نہیں رہے۔ اور فی زمانہ جس جس محاذ پر علمی مورچوں کے قیام کی ضرورت تھی۔ حضرت والا نے پروفیسر صاحب قبلہ و دیگر علماء سے برابر کام لیا۔ حضرت والا سے اللہ تعالی نے دین کے ہر شعبے میں جو عظیم خدمات لیں ان کی نظیر ماضی کی کئی صدیوں میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی دینی ضرورت کا شاید ہی کوئی ایسا موضوع ہو جس پر حضرت والا نے مفصل یا مختصر گفتگو نہ فرمائی ہو۔ حضرت والا کے ملفوظات اپنے دور کی دینی ضروریات پر مشتمل ہیں اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں دین کی تعلیمات کو آپ نے کسی شکل سے واضح کرنے کی کوشش نہ ہو۔ یہاں حضرت والا کے سیاسی افکار کی تشریح و توضیح کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ حضرت والا کی شخصیت کسی بھی حیثیت سے کوئی سیاسی شخصیت نہیں تھی اور نہ سیاست آپ کا دلچسپ موضوع تھا۔ لہٰذا آپ کی مجالس میں سیاست کے موضوع پر بہت کم باتیں ہوتی تھیں۔ لیکن چونکہ اسلام کے احکام دین کے دوسرے شعبوں کی طرح سیاست سے بھی متعلق ہیں اس لئے اسلامی احکام کی تشریح و وضاحت کے ضمن میں حضرت والا نے اسلام کے سیاسی احکام پر بھی مختصر مگر جامع گفتگو فرمائی۔ جن میں اسلامی احکام کی توضیح کے ساتھ ساتھ عہد حاضر کے دوسرے سیاسی نظاموں اور سیاست کے میدان میں پائی جانے والی فکری اور عملی گمراہیوں پر بھی بھرپور تبصرے شامل ہیں اس کا بین ثبوت آپ کے انٹرویوز ہیں۔ جو آپ نے وقتاً" فوقتاً" دیئے۔ یہ ماہنامہ منہاج القرآن اکتوبر 1992ء کی خاص اشاعت میں ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔ آج کی دنیا میں جو سیاسی نظام عملاً" قائم ہیں ان کے پیش کئے ہوئے تصورات لوگوں کے دل و دماغ پر اس طرح چھائے ہوئے ہیں کہ ان کے اثرات سے اپنی سوچ کو آزاد کرنا بہت مشکل ہو گیا ہے ان سیاسی نظاموں نے کچھ چیزوں کو اچھا اور کچھ چیزوں کو برا قرار دے کر اپنے ان نظریات کا پروپیگنڈہ اتنی شدت کے ساتھ کیا ہے کہ لوگ اس کے خلاف

Marfat.com

کچھ کہنے یا کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اول تو اس لئے کہ پروپیگنڈہ کی مہیب طاقتوں نے ذہن ہی ایسے بنا دیئے ہیں کہ انہوں نے ان نظریات کو ایک مسلم سچائی کے طور پر قبول کر لیا ہے۔ اور دوسرے اس لئے کہ اگر کوئی شخص عقلی طور پر ان نظریات سے بھی اختلاف رکھتا ہو تو ان کے خلاف کچھ بولنا دنیا بھر ملامت اور طعن و تشنیع کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ لہٰذا وہ خاموشی ہی میں عافیت سمجھتا ہے۔ اس بناء پر جب آج کی دنیا میں اسلام کی سیاسی تعلیمات کی تشریح کی جاتی ہے۔ تو اچھے اچھے لوگ (جن میں بہت سے علماء بھی داخل ہیں۔) اپنے ذہن کو زمانے کے ان فیشن ایبل تصورات سے آزاد نہیں کر پاتے' اور اس کے نتیجے میں جب وہ اسلام کے مطلوب سیاسی ڈھانچے کی تفصیلات بیان کرتے ہیں تو ان تصورات کو مستعار لے کر اس ڈھانچے میں فٹ کرنا ضروری خیال کرتے ہیں اور اس طرح اس نازک موضوع پر التباس اور غلط مبحث کی اتنی تہیں چڑھتی چلی گئی ہیں کہ حقیقت حال چھپ کر رہ گئی ہے۔

حضرت والا سے اللہ تعالی نے چودہویں صدی میں دین کی تجدید کا عظیم الشان کام لیا اور یہ کام وہی شخص کر سکتا ہے جس پر قرآن و سنت اور ماخذ شریعت کا پختہ رنگ اس طرح چڑھا ہوا ہو۔ کہ اس پر دوسرا رنگ نہ چڑھ سکے۔ ایسا شخص زمانے کو جانتا ضرور ہے لیکن قبول وہی کرتا ہے جو اس پختہ رنگ کے مطابق ہو۔ وہ اپنی آنکھیں پوری طرح کھلی رکھتا ہے لیکن گردو پیش میں ہونے والا پروپیگنڈوں کے شوروغل سے مرعوب نہیں ہوتا۔ سیاست کے معاملے میں حضرت والا نے دین کی صراط مستقیم پر ثابت قدمی کا مظاہرہ فرمایا۔ آپ کسی پروپیگنڈے سے مرعوب نہیں ہوئے حضرت والا نے بارہا ارشاد فرمایا کہ سیاست کو دین سے الگ نہیں کیا جا سکتا بقول اقبال

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

حضرت والا سیاست کو اسلامی بنانے کی بات فرمایا کرتے تھے۔ اسلام کو سیاسی بنانے کی نہیں۔ یعنی "سیاست" کو دین سے الگ نہ ہونا چاہیے۔ نہ کہ یوں کہ دین کو سیاست سے الگ نہیں ہونا چاہیئے۔ حضرت والا کے اس ارشادو ملفوظ کی تشریح یہ ہے

Marfat.com

کہ اسلام کے بہت سے احکام کی طرح ان احکام پر بھی بقدر استطاعت عمل کرنے اور کرانے کی کوشش کرے۔ حاکم کا فرض ہے کہ وہ اسلامی احکام کو نافذ کرے اور انہیں احکام کے مطابق حکومت کرے ۔ اور عوام کا فرض ہے کہ وہ شرعی احکام کے مطابق ایسی حکومت کے قیام کی کوشش کرے اور اگر وہ قائم ہو جائے تو اس کی اطاعت کریں۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ سیاست اور حکومت اسلام کا اصل مقصود نہیں ہے۔ شومئی قسمت سابقہ دور کے مفکرین کے فکر سے متاثر ہو کر عہد حاضر کے بعض مفکرین نے بھی سیاست اور حکومت کو اسلام کا مقصود اصلی' اس کا حقیقی نصب العین اور بعثت انبیاء کا مطمع نظر' بلکہ انسان کی تخلیق کا اصل ہدف قرار دیا اور اسلام کے دوسرے احکام مثلاً عبادات وغیرہ کو نہ صرف ثانوی حیثیت دے دی بلکہ انہیں اسی مقصود اصلی' یعنی سیاست کے حصول کا ایک ذریعہ اور اس کی تربیت کا ایک طریقہ قرار دے دیا۔

اس انتہا پسندی کا پہلا نقصان تو یہ ہوا کہ اس کے نتیجے میں دین کی مجموعی تصویر اور اس کی ترجیحات کی ترتیب (Order of priority) الٹ کر رہ گئی۔ جو چیز وسیلہ تھی وہ مقصد بن کر ہمہ وقت دل و دماغ پر چھا گئی۔ اور جو ایک مسلمان کا اصل مقصد زندگی سیاست اور حکومت کی اصلاح ہونا چاہیے۔ کام وہی کام ہے جو اس راستے میں انجام دیا جائے۔ قربانی وہی قربانی ہے جو اس راہ میں پیش کی جائے۔ اور مثالی انسان وہ ہے جس نے اس کام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر شب و روز اس کے لئے وقف کر رکھے ہوں۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دین کے دوسرے شعبوں مثلاً اطاعات عبادات' زہد و تقویٰ' اور خشیت و انابت وغیرہ کی کوئی خاص اہمیت باقی نہ رہی۔ دوسرا نقصان یہ ہوا کہ جب اسلام کا مقصد اصلی سیاست و حکومت قرار پایا اور عبادات وغیرہ کے احکام کی حیثیت محض وسیلے کی ہو گئی تو یہ ایک بدیہی بات ہے۔ کہ کبھی کبھی وسائل کو مقصد پر قربان بھی کرنا پڑتا ہے۔ اور مقصد کے حصول کے لئے اگر کبھی کسی وسیلے میں کچھ اونچ نیچ یا

Marfat.com

کمی بیشی بھی ہو جائے تو وہ گوارا کر لی جاتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ انتہا پسندی کے نتیجے میں شعوری یا غیر شعوری طور پر اس بات کی بڑی گنجائش پیدا ہو گئی کہ سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے عبادات وغیرہ کے احکام میں کمی کوتاہی بھی ہو جائے تو وہ قابل ملامت نہیں' کیونکہ وہ ایک بڑے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔

جو کچھ بیان ہوا ہے حقیقت پسندی کے ساتھ دیکھا جائے تو یہی کچھ عملاً" بعض تحریکوں کے ساتھ ہوا ہے۔ کارکنان کے اندر یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔۔۔۔۔ بہر حال عرض یہ ہے کہ حضرت والا آرزو مند ضرور تھے کہ پاکستان کا نظام بدلا جائے۔ اس نظام کو بدلنے کے لئے علماء کے قدم بڑھانے کے بھی قائل تھے۔ کہ علماء عملاً" سیاست میں حصہ لیں البتہ سیاست دین کا ایک شعبہ ہے کل اور مقصود اصلی ہرگز نہیں۔ حضرت والا تحریک منہاج القرآن کے ذریعے انقلابی بنیادوں پر نظام کی تبدیلی کے آرزو مند تھے۔ کہ اس کے ذریعے فکری و شعوری انقلاب پیدا ہو۔ قوم خواب غفلت سے جاگے البتہ پاکستان عوامی تحریک کی انتخابی سیاست سے متعلق آپ کو تشویش رہا کرتی تھی۔ کہ اس مغربی جمہوری سیاست میں انتخابی سیاست نظریاتی اعتبار مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ پروفیسر صاحب قبلہ کا انتخابی سیاست کو ترک کرنا اور جلد حقیقت حال سے باخبر ہو جانا حضرت والا کی نگاہ فیض اور تصرف ہی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ پروفیسر صاحب موجودہ سیاست کی نظر ہو جاتے۔ تحریک منہاج القرآن کا موجودہ طرز طریق پھر پہلے والے اٹھان کی طرف جا رہا ہے۔ اللھم زد فزد ع

اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ مرے اس دعا کے بعد

Marfat.com

عارفانہ منزلت

حضرت والا جذب کی دولت ساتھ ہی لیتے آئے تھے۔ آپ کے لڑکپن اور نوجوانی کے دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ آپ پر ابتدا ہی سے وارفتگی کی شان طاری تھی جو بے ساختہ ہونے کی وجہ سے نہایت دلفریب تھی۔ حضرت والا علمی و فکری مقامات میں جس قدر ہوشیار تھے عام امور میں اسی قدر بھولے بھالے اور معصومیت کا پیکر تھے۔ اپنی اس معصومیت کی وجہ سے بعض بزرگوں نے آپ کے نام پر خوب کام چمکایا مگر آپ اپنی اعلیٰ ظرفی کی بنا پر ہمیشہ بے فکر رہے۔ سکوت فرمایا' خاموشی اختیار فرمائے رکھی۔ حالانکہ آپ تمام احوال سے باخبر رہا کرتے تھے۔ جن کا کبھی کبھی اشارتاً" ذکر بھی فرمایا کرتے۔ کہ

"بعض لوگ ہمارا سہارا لے کر بڑا بنتا ہے۔"

"وہ ہمارا نسبت کا ذکر کرتا ہے' اور اپنا قد بڑا کرتا ہے۔"

"ہم ایسے لوگوں کو جانا کرتا ہے۔"

حضرت والا کو نسبت قادریہ میں رسوخ حاصل ہونے کے باوجود افروختن و سوختن و جامہ دریدن والی کیفیت آپ کی ایک ایک بات سے عیاں اور ایک ایک ادا سے نمایاں تھی۔ اور بچپن سے ہی ہویدا تھی حضور غوث الاعظمؒ سے عشق تھا جب نام لیتے تو تڑپ جاتے۔ حضرت والا فرمایا کرتے تھے۔ "کہ تم غوث پاک کا مرید ہو محبان غوث پاک کو سلام قبول ہو ہم دعا کرتا ہے۔"

غرض اس شدید میلان کے باوجود آپ کے قلب اطہر میں وہ وسعت اور ذوق میں ایسی نفاست و پاکیزگی تھی کہ اور سلسلوں کے بزرگوں کے ذکر میں کبھی تقابل اور ترجیح و تنقیص کا تصور بھی نہ تھا۔ اور ہمیشہ منع فرمایا کرتے تھے کہ اپنے مرشد کی کشف و کرامات دوسرے سلسلہ کے مریدین کو سامنے نہ بیان کی جائیں تاکہ کہیں دوسرے کو اپنے پیر سے نفرت اور دوری نہ پیدا ہو جائے یا پھر تقابل نہ شروع ہو جائے۔ پیروں کا یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ اپنی ساری بے مائیگی اور کم نظری کے باوجود اکابر صوفیا میں موازنہ کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً یہ ایک فیشن ہو گیا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانیؒ پر جب کچھ

Marfat.com

لکھا جائے تو رئیس العشاق حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربیؒ پر انتقاد ضرور ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اختلاف سلاسل کی نوعیت

حضرت والا کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک جدید ذہن کے نوجوان نے اختلاف سلاسل کے متعلق اپنے شکوک و شبہات پیش کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔

"جیسے فقہ میں باوجود اختلافات کے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی مکاتب خیال اہلسنت کے مطابق اہل حق ہی کے مکاتب سمجھے جاتے ہیں۔ اسی طرح قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی وغیرہ صوفیا کے ان مختلف طرق و سلاسل کے متعلق یہی باور کیا جاتا ہے کہ ان میں ہر طریقہ درست اور صحیح ہے۔ اختلافات جو کچھ بھی صوفیوں کے ان مختلف طریقوں میں پائے جاتے ہیں ان کا تعلق صاحب طریقہ کے فطری رجحانات یا ان کے خصوصی حالات سے ہے جن میں پہلے پہل یہ طریقہ مروج ہوا۔ جیسا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تفہیمات الٰہیہ میں طریقہ نقشبندیہ کا ذکر کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے۔ کہ

" ان الشیخ بہاؤالدین نصب مجدد الاحسان فی ارض الترک وکانوا قوی البھیمة وکان ھو مجذو باقد قبل سره الملکی نورا الھا وتدلیا فتو لدمن نسبة وتربیة طریقه مفیدة غایة الافادة"

ترجمہ : شیخ بہاؤالدین (طریقہ نقشبندیہ کے امام) ترکوں کی سرزمین میں مقام احسان کی تجدید کے لطیف خفی ملکہ لئے مقرر کئے گئے ترک قوم میں بہیمی قوت بہت زیادہ زور دار تھی۔ حضرت شیخ مجذوب تھے (یعنی اللہ تعالی نے ان کا انتخاب کر لیا تھا اور ان کی ملکی سیر نے الٰہی نور اور تدلی کو قبول کر لیا تھا۔)

اسی لئے آپ کی نسبت اور آپ کی تربیت کا جو خاص قاعدہ تھا اسی سے ایک طریقہ نکل آیا جو نفع بخش ثابت ہوا۔ مزید فرمایا! جس طرح جسمانی صحت حاصل کرنے کے لئے علاج کے مختلف طریقے طب یونانی، ایلوپیتھک، ہومیو پیتھک اور ویدک وغیرہ

Marfat.com

ہیں کہ مقصد سب کا ایک اور طریقے مختلف ہیں۔ اسی طرح باطنی اخلاق و اعمال کے علاج کے لئے طریقت کے یہ سلاسل ان کا مقصد بھی ایک ہے اور وہ یہ کہ ہمارے باطنی اخلاق' شریعت اور سنت کے سانچے میں ڈھل جائیں۔ البتہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے طریقے مختلف ہیں۔ چاروں سلاسل طریقت' نقشبندیہ' سہروردیہ' چشتیہ' اور قادریہ' یہ سب اپنی اپنی جگہ مسلمہ اہمیت کے حامل ہیں۔ مگر سلسلہ قادریہ کو اس لئے زیادہ بزرگی' عظمت اور شرف حاصل ہے کہ تمام اولیاء کے سردار حضور سیدنا غوث الاعظمؒ اسی سلسلہ سے ہوئے بلکہ آپ ہی کی وجہ سے اس سلسلے کو "سلسلہ قادریہ" کہا جاتا ہے۔ حضرت والا شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر الجیلانی قدس سرہ العزیز کی اولاد سے آپ کا سلسلہ نسب پندرہ واسطوں کے بعد حضرت سیدنا غوث الاعظم سے جا ملتا ہے۔ جبکہ سلسلہ طریقت انیس واسطوں کے بعد آپ سے جا ملتا ہے۔

حضرت عصر حاضر میں سیدنا غوث اعظم کے صحیح جانشین تھے۔ آپ فیضان غوث الاعظم کے امین تھے۔ مئی 1990ء میں آخری کوئٹہ حاضری ہوئی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فرمایا

"غوث الاعظم کا محب ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔"

"ہم اس کے لئے دعا کرتا ہے۔"

"کچھ لوگ مخلوق سے وفا کی امید رکھتا ہے حالانکہ جو لوگ اللہ کا حقوق ادا نہیں کرتا وہ دوستوں کا مخلص کیسے ہو سکتا ہے۔"

لوگوں سے امید رکھنے کی بجائے اللہ پر بھروسہ کرنے والا کامیاب ہوا کرتا ہے۔

اس طرح کچھ مزید باتیں فرمائیں جنھوں نے عقل و خرد کی تمام گتھیاں سلجھا کر رکھ دیں۔ راستے میں جو جو باتیں کرتے گئے حضرت والا نے بن پوچھے پہلے سے ارشادات میں بتا دیں۔ اس کے بعد کافی دیر تک بڑے اثر انگیز انداز میں مسلمانوں کے باہمی افتراق کا ذکر کرتے رہے اور اسے ختم کرنے کے کچھ عملی تجاویز بتائیں۔ فرمانے لگے۔ ہم تو چند روز کا مہمان ہے خدا جانے پھر ملاقات ہو گا یا نہیں۔ اب آپ جیسا جوانوں کا کام کرنے کا وقت ہے۔ اس افتراق کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے یہ افتراق و انتشار ہی تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔

Marfat.com

ڈاکٹر صاحب (قادری صاحب) کو اللہ عافیت کے ساتھ سلامت رکھے' ان سے میرا سلام دو' اور کہہ دو کہ اتحاد سے ہی انقلاب ممکن ہے۔ حضرت والا خطوط کا جواب بڑی پابندی کے ساتھ دیا کرتے تھے۔ آخر وقت تک ڈاک کے جواب میں پابندی حیرت انگیز تھی۔ کبھی یاد نہیں کہ کوئی عریضہ لکھا ہو اور تیسرے چوتھے روز جواب نہ آگیا ہو۔ آغاز میں جب بیعت ہوا تو حضرت والا کی شخصیت ہمارے لئے ایک بارعب شخصیت تھی۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ اس رعب پر محبت و شفقت و عنایت و رافت غالب آتی گئی۔ تکلفات کے بندھن ٹوٹ گئے۔ محب اور محبوب' عاشق و معشوق' طالب و مطلوب کی کیفیات نصیب ہونا شروع ہو گئیں۔ وہ وہ حلاوتیں نصیب ہوئیں جن کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ حضرت والا ہمیشہ میری خطاؤں' لغزشوں کو جاننے سمجھنے کے باوجود پردہ پوشی فرماتے اور اشارہ و رمز میں احساس بھی دلا دیتے۔ البتہ ایسا کبھی نہ ہوا کہ حضرت والا حالات سے باخبر ہونے کے باوجود شفقت و کرم میں کمی فرمائیں۔

بڑے اعلیٰ ظرف تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت والا کا بڑا کمال ہی یہی ہے کہ انہوں نے نالائقوں کو بھی دامن شفقت میں جگہ دی۔ لجپال انہیں کو کہتے ہیں جو گرنے والوں کو تھام لیا کرتے ہیں۔ نالائقوں کو دور نہیں کرتے۔ بیوقوفوں کے ساتھ گزارا فرماتے ہیں۔ جب اپنے حال پر نظر کرتا ہوں اور پھر حضرت والا کی نگاہ کرم کو دیکھتا ہوں تو لرز جاتا ہوں کہ مجھ جیسے کتنے نکموں کو آپ نے شفقت و محبت سے نوازا۔ حضرت کی خدمت میں حاضری ہوتی تو اس کا عجب کیف ہوتا جو کافی دنوں تازہ رہتا۔ بار بار حاضری کے لئے دل بیتاب رہتا۔ کوئٹہ اور کراچی سے جب گھر یا لاہور جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کے لئے روانگی ہوتی تو اکثر یہ شعر زبان سے جاری ہو جاتا۔

بڑی مزے میں گزرتی ہے بے خودی میں امیر
خدا وہ دن نہ دکھائے کہ ہوشیار ہوں ہم

حضرت والا کی خدمت میں حاضر تھے حاضرین میں سے کسی نے سوال کیا کہ حضرت کیا انسانی کردار میں نسب کا کوئی عمل دخل ہے؟

حضرت والا سائل کی طرف بغور دیکھ کر مخاطب ہوئے۔ فرمایا

"انسان کے مزاج کی تشکیل' اس کے فطری جوہر چمکانے اور اکثر اوقات اس کی

Marfat.com

زندگی کا رخ متعین کرنے میں اس کے خاندان اور اس کے اجداد کا اثر' علم الحیات اور علم النفس کی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ جس کی تصدیق گزشتہ تاریخ' پے در پے مشاہدات و تجربات سے ہوتی رہتی ہے۔ اور اس کا انکار کرنا ناممکن ہے۔ گویا اس کا انکار ایک امر بدیہی کا انکار ہے۔ فرمایا

1 - ایک نسلی طور پر کہ خاندان و موروثی خصائص (کمالات و کمزوریاں) باپ سے بیٹے کی طرف اور مورث سے والد کی طرف منتقل ہوتی ہیں۔

2 - دوسرے ذہنی و فکری طور پر کہ خاندانی روایات اور آباء و اجداد کے قابل فخر کارناموں کا تذکرہ بچپن سے انسان اپنے خاندان کے علمی' تحقیقی اور روحانی کمالات کان سے سنتا رہتا ہے۔ اور اس کے دل و دماغ کی سادہ تختی پر "نقش کالحجر" ہو جاتا ہے۔ اور یہ سب چیزیں شعوری یا غیر شعوری طریقہ پر انسان کے شخصیت و سیرت کی تعمیر اور اس کی صورت گری کرتی ہیں۔

آپ بچپن میں کھیلنے نکلتے تو لڑکوں سے الگ تھلک رہتے اور اکثر خاموش رہتے۔ لڑکوں کو اچھی عادتوں کی ہدایت فرماتے۔ آپ کا احترام تمام لڑکوں کے دلوں میں ہوتا۔

جوانی میں آپ جلالی کیفیت میں رہتے تھے۔ آنکھ بھر کر آپ کے چہرہ کو دیکھا بھی نہیں جا سکتا تھا۔ بہت عرصہ بعد آپ روبہ جمال ہو گئے اور جلال کی جگہ جمال نے لے لی پھر آپ کی پیشانی ہمہ وقت ایک دلاویز تبسم سے کھلی رہتی۔

دنیائے تبلیغ میں نکلے تو شہرت و عزت نے قدم لئے لاکھوں مسلم دوست بیعت سے سرفراز ہوئے اور ہزاروں غیر مسلم دولت ایمان سے مالا مال ہوئے۔ گفتگو فرماتے تو مجمع پر سکوت چھا جاتا۔ قرآن و حدیث پڑھتے تو دل دھلتے جاتے۔ نگاہ اٹھا کر دیکھتے تو لوگ بیتاب ہو جاتے۔ حضرت والا کی عربی زبان میں خوش بیان شنیدنی اور قادرالکلامی دیدنی ہوتی تھی۔ سرو قدی اور خوش لباسی اور خوبصورتی ایسی کہ آپ کو ایک بار دیکھ لینا انسان کو بار بار دیکھنے پر مجبور کر دیتا تھا۔ بقول شاعر

ے اک دن وہ مل گئے تھے سر رہ گزر کہیں
پھر دل نے بیٹھنے نہ دیا عمر بھر کہیں

Marfat.com

حضرت والا کی گفتگو میں جاہ و جلال اور فصاحت و بلاغت کا کمال دونوں قائم رہتے تھے۔ نکتہ آفرینی آپ پر بس تھی۔ آپ کے چہرہ پر ذہانت نمایاں طور پر چمکتی تھی۔ پرعزم دہانہ اور بامروت آنکھیں' قدیم بزرگوں کی سی شان' گول چہرہ جو مشروع داڑھی کے باوجود گولائی لئے ہوئے تھا' پیشانی کشادہ جس میں سفیدی اور سرخی کی جھلک تھی' ابرو ہلکے اور خمدار' رنگ گورا جو سرخی لئے ہوتے تھا۔ ناک اونچی تھی رخسار ہموار تھے' دہانہ فراخ اور کشادہ تھا۔ دانتوں میں چاند کی چاندنی کی چمک تھی۔ کندھے کشادہ لیکن خفیف سے آگے کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ لباس میں شیروانی اور عمامہ جزو لاینفک تھا۔

غرضیکہ آپ کا پیکر حسن ظاہری اور جمال معنوی کا ایک دلاویز امتزاج تھا۔ انواع جمال اور مراتب حسن کے کمال کا شعور رکھنے والی نگاہ جب آپ کی پیشانی کے افق پر سرخ و سفید عمامہ کی جلوہ گری دیکھتا تو یوں محسوس ہوتا کہ اس پر آج۔

"عیاں شد معنی نور علی نور"

جامہ زیبی کا یہ عالم تھا کہ جس رنگ اور جس لباس میں ہوتے انفرادیت بدستور قائم رہتی اور ایسا لگتا کہ

پرتو حسن سے زیبا ہی رہے گا حسرت
چاہے جس طور سے وہ طرہ دستار بندھے

" تراھم رکعا سجدا" کی معنوی تابش نے آپ کی جبینِ سجدہ گزار کو انوار الہیہ کا تجلی خانہ بنا رکھا تھا۔ آپ کے بڑھاپے کی تقدس ماٰبیاں اور جلوہ سامانیاں بڑے بڑے جواناں رعنا سے ان کے حسن و شباب کا اعتبار چھین لیتی تھیں۔ اور ان کی رعنائیوں کے ماتھے پسینہ پسینہ ہو جاتے تھے۔ آپ کی زیارت کرتے ہی بیدم وارثی کا یہ شعر زبان پر مچلنے لگتا۔

تیرا ہر جلوہ ہے آئینہ اسرار ازل
تیری صورت میں ہیں انوار معانی صنما

غم زدہ انسان کی آنکھ کی چرخ فلک کی رفعت کے ہلال ابرو کو دیکھ لیتی تو چشم بینا کے تجلی آباد میں مقیم طفل نگاہ کی عید ہو جاتی تھی اور جب آپ علمی موضوعات پر لب

Marfat.com

کشائی فرماتے تو اصحاب علم کی ساعتیں رقص کرنے لگتیں تھیں۔ آپ کے میکدہ چشم سے عرفان خداوندی کی شراب طہور برستی تھی۔ حضرت والا سراپا شفقت و محبت تھے۔ اور سب سے بالکل ایک سی محبت کرتے تھے۔ ہر مرید یہی کہتا جتنی شفقت مجھ سے تھی کسی سے نہیں۔ آپ ایک مثالی انسان تھے۔ اور مجھ پر بے پناہ شفقت فرماتے تھے بلاشبہ آپ کی خصوصی نوازشات نے مجھے علم و تحقیق کے میدان میں آگے بڑھنے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کا حوصلہ بخشا۔ اگر آپ کے اطوار کرم اور مقدار عنایت پر لکھا جائے تو صفحات کی وسعتیں سمٹ کر رہ جائیں گی۔ آپ کی بندہ نوازی کا عروج دیکھئے کہ جب آموں کے موسم میں آم کا تحفہ پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا تو فرماتے۔

"آپ دور سے یہ وزن اٹھا کر لاتا ہے ہم کو تکلیف ہوتا ہے۔"

حضرت والا ایسے ایسے جملے ارشاد فرماتے کہ آنکھیں شرم سے جھک جاتیں اور پسینہ پسینہ ہو جاتا۔ سفر کی تکان اور بوریت نام کو نہ رہتی۔ ہفتوں رہنے کی سعادت نصیب ہوتی۔ صبح شام خادم کو بلا کر دریافت فرماتے۔

"کیا ہمارا بچہ کا خیال رکھا جاتا ہے' اور یہ محب غوث الاعظم ہے۔ یہ جھاڑو دیتا ہے اور اپنا دل صاف کرتا ہے اور ہم کو تکلیف ہوتا ہے۔ یہ مہمان ہے۔"

آپ سے رخصت کی اجازت لیتا تو تحائف سے مالامال کر کے واپس کرتے۔ فرماتے۔

"ہمارا محب دور سے تکلیف کر کے لاتا ہے اور ہم بھی یہ تحفہ دیتا ہے۔"

کبھی کبھی کرایہ عطا فرما دیتے اور فرماتے آپ طالب علم ہے اور ہم آپ کی ترقی کے لئے دعائیں کرتا ہے۔ آپ کے ہاتھ جب دعا کے لئے اٹھتے تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ کائنات کا سارا روحانی سکون میرے آنگن میں آگیا ہے۔ کیف و مستی میں واپسی ہوتی۔ حضرت والا کی بہت سی یادیں دامن کش دل ہیں۔ چند ایک کا ذکر کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو کشف و کرامات کا وافر حصہ عطا فرمایا تھا۔ اس سلسلے میں بہت سی باتیں گوشہ دل میں محفوظ ہیں۔ یہاں پر صرف ایک دو پر اکتفا کرتا ہوں۔ آپ کی خدمت میں کوئٹہ حاضر تھا۔ باتیں کسی علمی موضوع پر ہوتے ہوتے سالک کے

Marfat.com

حوالے سے ہونے لگیں کہ سالک سے مختلف طریقوں سے امتحان لیا جاتا ہے۔ غلو بھی ایک امتحان کی کڑی ہے کہ سالک کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں اعتدال و توازن کو کیسے ملحوظ رکھتا ہے۔ کیونکہ اعتدال و توازن ہی روح دین ہے۔ اس پر اہم باتیں فرمانے کے بعد فرمانے لگے۔

"زین للناس حب الشہوت"

یہ آیت کریمہ اسی مضمون پر مشتمل ہے کہ سالک کی مختلف طریقوں سے آزمائش ہوتی ہے۔ بڑے بڑے اولیاء کو آزمایا گیا۔ اپنے متعلق فرمانے لگے کہ چالیس سال اسی سے عبارت ہیں۔ حضرت والا نے ایسی دقیق باتیں فرمائیں کہ جو چھ ماہ کی مدت کے اندر اندر انہیں محسوس کیا کہ حضرت والا نے کسی طرح حکیمانہ انداز میں باتیں اشاروں میں سمجھائی تھیں۔ اور پیش آنے والے واقعات آپ کی باتوں کا زندہ ثبوت بن گئے۔ کہ اللہ والے کس طرح نور الہی سے دیکھتے ہیں۔ حضرت والا ہمیشہ واقعات کے پیش آنے سے قبل راہنمائی فرمایا کرتے تھے۔ اگر کوئی میرے جیسا کم ہمت ان سے نہ سدھرتا تو یہ اس کی اپنی کوتاہ عملی ہوتی۔ بارہا ایسی ایسی باتیں فرمائیں کہ جن کا وہم و گمان بھی نہ ہوتا تھا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصے میں وہی کچھ پیش آتا جو آپ نے فرمایا ہوتا۔ ایک دفعہ ایک خاص دوست کا عریضہ آپ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ یوں گویا ہوئے۔

"ہم ان کے لئے دعا کرتا ہے استقامت بڑا چیز ہے۔ لوگ اس لئے تنگ ہوتا ہے کہ وہ اپنے لئے خود مصیبت کھڑا کرتا ہے قادری مرید کو اللہ تعالی کی ذات پر توکل کرنا چاہئے۔ شریعت کی پاسداری سب سے مقدم ہے۔ ہم وہ چیز حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے جس کے لئے ہمارا عمل نہیں ہوتا۔ ہمارا قول و فعل میں تضاد ہوتا ہے۔ کرتا کچھ اور ہے اور مانگتا کچھ اور ہے۔"

اس عریضہ میں دعاؤں کی درخواست کی گئی تھی اور بڑی عقیدت کا اظہار کیا گیا تھا۔

وحدت الوجود کے موضوع پر مطالعہ کرتا رہتا تھا اور اس سلسلے میں حضرت مولانا

Marfat.com

محمد یار فریدیؒ اور خواجہ غلام فریدؒ کے مجموعہ کلام سے عشق ہو گیا تھا۔ اور اسی لئے کوٹ مٹھن شریف' پاک پتن شریف کثرت سے حاضری ہوتی تھی۔ اسی دوران جنات کا اثر محسوس ہونے لگا۔ طبیعت بڑی بے تاب ہونے لگی۔ حضرت والا کی خدمت میں خط لکھا کہ حاضر ہونا چاہتا ہوں جواب عنایت فرمایا۔ ہم دعا کرتا ہے غوث الاعظم کے مرید کو جنات نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ ان مسائل کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے۔ یہ باتیں بیان کی نہیں حال کی ہوتی ہیں۔ جیسے ہی خط پڑھتا گیا دل دھلتا گیا۔ ایسے محسوس ہوا جیسے آپ میرے دل سے وساوس کو صاف کر رہے ہیں بے اختیاری میں اللہ اللہ کرنے لگ گیا۔ اسی حالت میں کوئٹہ حاضری ہو گئی۔ جاتے ہی فرمانے لگے ہم دیکھتا رہتا ہے کہ کس طرح ہمارا مرید ہم سے محبت کرتا ہے۔ ہم نے جناب کو پکڑ لیا ہے۔ قادری مرید کو جنات نقصان نہیں دے سکتا۔ ایسی دلربا باتیں فرمائیں کہ جب آیا تو عجیب تبدیلی ہوئی جو ناقابل بیان ہے۔ اور آپ نے ان تمام پریشانیوں کے اسباب و محرکات اور ان کا حل گویا دریا کوزے میں بند کر دیا۔

ایک دفعہ اسی دوست کے بعض امور کے لئے ایک عامل سے رابطہ کیا گیا اور یہ عامل بنگال سے جادو وغیرہ کا عمل حاصل کر کے آیا تھا۔ اور یہ نامی گرامی عاملین میں شمار ہوتا ہے۔ اور بعض چیزیں ایسی دیکھیں کہ جس سے انسان مبہوت ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور اس کے پاس تسخیر کے علاوہ کوئی اور عمل موجود ہیں جن کی بنا پر وہ لوگوں کو قابو کر لیتا ہے اور خوب کماتا ہے۔ ان احباب کے لئے بھی رابطہ کیا گیا تو اس نے دو تین کام ہفتوں میں کرا دیئے جس سے ہم بار بار جانے پر مجبور ہو گئے اور یہ سلسلہ آنے جانے کا جاری تھا کہ اسی دوران حضرت والا کی خدمت میں حاضری ہوئی اور یہ حاضری کیا تھی۔ کہ آپ نے بغیر پوچھے سب کچھ بیان کر دیا کہ ان عاملوں کی کیا حقیقت ہے اور جادو کیا ہے۔ اس پر نہایت اہم محققانہ گفتگو فرمائی۔ اور وہ سب کی سب کہانی ہمارے آنے جانے کی بیان فرما دی۔ انہی دنوں میں حضرت والا علیل بھی رہا کرتے تھے۔

خلق الانسان عجولا اور خلق الانسان جھولا۔

یہ دونوں چیزیں انسان کی فطرت ہیں کہ انسان بظاہر اور جلد فوائد کا متمنی ہونے

Marfat.com

کے ساتھ ان کا جلد قائل ہو جاتا ہے۔ اس عامل کے پاس دوبارہ آنا جانا شروع ہو گیا۔ جیسا کہ بیان کیا ہے کہ اس کے پاس تسخیر کا عمل بڑا قوی ہے اسی کے زیر اثر اس کے تسلط میں آ گئے۔ اور وہی کچھ ہوا جو حضرت والا نے فرمایا تھا۔ اور آپ نے دوران حاضری یہ جملہ فرمایا تھا۔ "عامل لوگوں کے پاس جانا نقصان سے خالی نہیں ہوا کرتا۔" یہ محض جملے نہ تھے بلکہ پیش آنے والے واقعات کی پیش گوئی تھی۔ اور ٹھیک دو مہینے بعد حضرت والا نے داغ مفارقت دی اور ہمیں یتیم کر گئے۔ اور حالت کچھ اسی طرح ہوئی۔

۔ چھین لے مجھ سے نظر اے جلوہ خوش روئے دوست
میں کوئی محفل نہ دیکھوں اب تیری محفل کے بعد

زندگی میں کبھی کسی واقعے یا حقیقت کے تسلیم کرنے سے کلیجہ اس بری طرح نہیں ٹوٹا جس طرح اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہوئے ٹوٹا کہ جس منور چہرہ کا دیدار غم و تشویش کا مداوا تھا اب زندگی بھر کے لئے روپوش ہو گیا۔ جس مقدس آواز کو سن کر ہر مشکل آسان معلوم ہوتی تھی۔ اب جیتے جی سنائی نہ دے گی۔ جس مبارک وجود کی ڈھارس یقین و امید کی بہاریں عطا کرتی تھی اس کا سایہ سر سے اٹھ چکا اور زندگی اب تک جس ذات کے گرد گھوم رہی تھی اب وہ جلوہ افروز نہ رہی۔ علم و فضل کی وہ محفل اجڑ گئی۔ اصلاح و ارشاد کی وہ مسند ویران ہو گئی۔ شریعت و طریقت کا وہ آفتاب روپوش ہو گیا۔ علم و حکمت کا وہ سرچشمہ چھن گیا۔ اب تک جو ذاتی' اجتماعی اور علمی الجھنیں ایک "مرشد کریم" کا محبوب ترین خطاب استعمال کر کے سلجھ جاتی تھیں انہیں اب کون سلجھائے گا۔

وصال سے مہینہ قبل عجیب و غریب خواب دیکھے جو ناقابل بیان ہیں۔ پس طبیعت کا اضطراب بڑھتا گیا۔ اسی لئے گھر چلا گیا۔ ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ رات کو وہی کچھ دیکھا جو میں نے پہلے دیکھا تھا اور اس کا ذکر بعض احباب سے بھی کیا کہ کوئی مصیبت آنے والی ہے رات کے خواب کی عملی تعبیر صبح پیش آ گئی کہ محترم محمد فاروق صاحب ڈویژنل انجینئر ساہیوال روتے ہوئے مجھے گلے لگایا کہ ہم یتیم ہو گئے ہیں۔ " انا

Marfat.com

للہ وانا الیہ راجعون"

تو کیا گیا کہ رونق ہستی چلی گئی

پھر کیا ہوتا ملتان سے لاہور آخری دیدار کے لئے چل پڑے سارا سفر اسی سوچ میں گزرا

؎ بچھڑا کچھ اس ادا سے کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

محترمی محمد فاروق صاحب سے یہی باتیں ہوتی رہیں کہ اب زندگی کا مزہ و لطف ختم ہو گیا۔

داغ ہی داغ نظر آتے ہیں
کس طرح قلب و جگر کو دیکھوں
نہ وہ محفل ہے نہ وہ پروانے
خاک اے شمع سحر کو دیکھوں

آخری دیدار اور نماز جنازہ میں حاضری کی سعادت محترمی محمد فاروق صاحب' محترمی محمد الیاس قادری صاحب اور ان کے قبلہ والدین کے مرہون منت ہے۔ تاقیامت ان کے ممنون احسان ہوں کہ انہوں نے کمال مہربانی کا ثبوت دیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بے اعتنائی کے باوجود بھی میری زبان پر شکوہ شکایت نہیں آتا۔ کہ ان کے یہی وہ احسانات ہیں جو مجھے ہمیشہ ان کا متشکر و ممنون رکھتے ہیں۔ انہی احسانات کی بناء پر بندہ نے ان کے والدین قبلہ کو ہمیشہ ادب و احترام کا وہی مقام دیا ہے جو اپنے والدین کو دیا جاتا ہے۔ " تلک الایام ندا ولها بین الناس" کا پیغام کہ حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے۔ میں نے بہت کچھ سمجھا اور حاصل کیا۔ یہی وجہ ہے کہ زندگی تجربات ہی کا دوسرا نام ہے۔ بہرحال ان کرم فرماؤں کے لئے ہمیشہ دلی دعائیں ہیں۔

تو عرض کر رہا تھا کہ حضرت والا کے وصال کے بعد معلوم ہوا کہ یتیمی کے کہتے ہیں اور شیخ و مرشد کی ایک مرید کے لئے کیا اہمیت و ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا وہی ہے کائنات وہی ہے۔ سب کچھ وہی ہے مگر

Marfat.com

ہے کمی تو اسی چاند کی جو تہ مزار چلا گیا

جب حضرت والا کی یادیں تڑپاتی ہیں تو کچھ نہ سوجھنے کی صورت میں گوشہ نشینی اور مطالعہ کتب میں مشغول ہو جاتا ہوں۔ اگرچہ مطالعہ کتب کا حضرت کی یاد کا نعم البدل تو نہیں سمجھتا تاہم یہ مطالعاتی استغراق اور تصنیف و تالیف کا انہماک شب غم کی درازی کا احساس نہیں ہونے دیتا۔ بقول صاحبزادہ نصیر الدین نصیر گولڑوی

یہ مہ و نجوم کی روشنی، تیرے حسن کا تو بدل نہیں
ترا ہجر شب کا سہاگ تھا مرے غم کی مانگ بھری رہی

حضرت والا کے تینوں شہزادگان میں آپ کی مختلف صفات پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلامت تاقیامت رکھے۔ یہ ہمارے دل کا چین ہیں۔ آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ ان کی زیارت دکھی لوگوں کے لئے سہارا ہے۔ ہمارا تو یہ سرمایہ ہیں۔

حضرت صاحبزادہ محمود محی الدین الگیلانی صاحب
حضرت صاحبزادہ سید عبدالقادر جمال الدین الگیلانی صاحب
حضرت صاحبزادہ سید ضیاء الادین الگیلانی صاحب

کے لئے ہماری دلی دعائیں ہیں۔

"آباد خدا رکھے میخانہ محمد کا"

اللہ تعالیٰ ان کے علم و عمل میں برکات فرمائے۔

"اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دعا کے بعد"

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

قطب الاقطاب' سید السادات' سرکار بغداد' قدوۃ الاولیاء' شیخ المشائخ' شہزادہ غوث الوریٰ حضرت پیر سید طاہر علاؤالدین الگیلانی' البغدادیؒ۔

والی عشق الٰہی' صاحب حسن و جمال
مرشد کامل' امیر اکمل و پیر کمال
تارہ محبت' نغمہ شام وصال
سایہ دار سوختہ جاں' چارہ ساز خستہ حال
آ رہی ہے' تیری خاموشی سے آواز بلالؓ
اک نگاہ انقلابانہ مظفر پر بھی ڈال
آسمان غوث الاعظمؒ کے درخشندہ ہلال
سید طاہر علاؤالدینؒ لطف ذوالجلال

شاعر انقلاب مظفر وارثی

Marfat.com

قطعہ تاریخ وصال

نقیب الاشراف قدوۃ الاولیاء

حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی رحمتہ اللہ علیہ

عارف کامل امام اتقیا جن کے در سے فیض کا دریا بہا
شاہ علاؤالدین طاہر سیدی جانشین حضرت غوث الوری
وارث علم رسول ہاشمی صاحب فضل و کرم، جودوؔ، سخا
جن کے دل دریائے علم معرفت جن کی نظریں آئینہ دار حیا
صاحب کشف و کرامت بہا الیقین مخزنؔ راز طریقت با خدا
جن کا چہرہ پر تو انوار حق جو شبیہ غوث اعظمؒ کی ضیاء
مشعل راہ حقیقت جن کی ذات وہ چراغ خاندان مصطفیؐ
جب سنا اہل جہاں کی معرفت وہ شہنشاہ طریقت بھی گیا
جستجو تاریخ کی مجھ کو ہوئی. قدر ہاتف نے یکایک دی صدا
”مظہر شان ولایت بے بدل“ ”گوہر بحر طریقت مرحبا“

Marfat.com

منقبت در شان سیدنا طاہر علاؤالدین گیلانیؒ

نقش دل پر بٹھا گئے طاہر
جام وحدت پلا گئے طاہر

پھر رہا تھا میں در بدر اب تک
میرا مسکن بنا گئے طاہر

ان کے در کی مدح سرائی کیا
دے غموں کی گئے دوا طاہر

پارہ پارہ دل شکستہ تھا
سچا رستہ دکھا گئے طاہر

در پہ جو آ گیا عرفاں کا
دیا دل میں جلا گئے طاہر

لوٹ لو لوٹ لو بہاریں تم
پیارا گلشن سجا گئے طاہر

ان کے در سے ہوا جو وابستہ
اس کو اپنا بنا گئے طاہر

گلشن غوث ہے در طاہر
غوثیہ مے پلا گئے طاہر

جو چلا نقش پائے طاہر پہ
اس کے دل کو لبھا گئے طاہر

کرو قائم نماز اے لوگو
راہ جنت دکھا گئے طاہر

رکھ دیا اپنے قلم کو صابر نے
کیا تھا، اور کیا بنا گئے طاہر

تجمیل درانی صابر

Marfat.com

شہزادہ غوث الوریٰ

جاں نثار مصطفیٰ طاہر علاؤالدین تھے
نائب غوث الوری طاہر علاؤالدین تھے
نور چشم مصطفیٰ طاہر علاؤالدین تھے
خون حسن مجتبی طاہر علاؤالدین تھے
قلزم فضل خدا طاہر علاؤالدین تھے
سرتاپا علم ھدی طاہر عطاؤالدین تھے
ظلمت افکار کے اس دور ناہنجار میں
دین قیم کی ضیاء طاہر علاؤالدین ہے
خرمن الحاد پر برق خدا و مصطفیٰ
دین کے پرچم کشا طاؤ علاؤالدینؒ، تھے
عشق کا معیار اور جس عمل کی آبرو
حلم کی سچی ادا طاہر علاؤ الدین تھے

سید کون و مکان کا ہاشمی اعلان تھے
اور یزیدوں کے لئے شبیر کا ایقان تھے

Marfat.com

حضرت طاہر علاؤالدینؒ کی یاد میں

اگرچہ نورانی ہستیوں کا مقام
ہم سے بلند تر ہے
اگرچہ خوشبو کے راستہ میں
کوئی رکاوٹ نہ کام آئے
اگرچہ انسانیت کے رنگوں کو جو نکھارے
وہی جہاں تاب زندگی کا امین ٹھہرے
مگر میں کیسے یقین کر لوں
کہ روشنی کے حسین محور کی دلکشی ماند پڑ گئی ہے
ہماری روحوں کی تیرگی کو اجالنے والے رہنما نے
حیات کی بے کراں فضاء میں
نجات کی مہر دمہ کو جو بھی وقار بخشا
وہ اب بھی قائم ہے
وہ رہے گا ہمیشہ قائم
وقار انساں
عظم رہبر۔ عظیم طاہر
وہ شاہراہ روحانیت کے علاؤالدین تھے
ہمارے اجڑے دلوں کی نگری میں
شفقتوں کی محبتوں کی ہزاروں کرنوں کو بانٹتے تھے
وہ آخرت کے سفر پہ آخر ہوئے روانہ
کہ یہ سفر تو ادائے سنت ہے
پھر بھی محسوس ہو رہا ہے
ہمارے سانسوں کی
آمد و رفت میں ابھی تک
انہی کے دست کرم کی خوشبو رچی ہوئی ہے

آثم مرزا

Marfat.com

منقبت قدوۃ الاولیاء حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین علیہ الرحمہ

حضرت طاہر علاؤالدین مرد باخدا
رہبرو پیر طریقت' شیخ کامل' رہنما

کوئی بھی نسبی طہارت میں نہ ہمسر آپ کا
سید السادات' وہ شہزادہ غوث الوری

ظلمت دوراں میں وہ اک استعارہ نور کا
پیکر رشدو ہدایت' چشمہ صدق و صفا

مرقد حضرت کے باعث رشک عالم بن گیا
ساکنان خطہ لاہور کا بخت رسا

قرن اول کا نمونہ طاعت و ایمان میں یوں
ان کا چہرہ دیکھتے ہی یاد آتا تھا خدا

خیرو نیکی اور خشیت سے عبارت زندگی
سربہ سر زہدو ورع' تقوی' عبادت بے ریا

باعث صد افتخارو ناز ملت کے لئے
سبط آں فاطمہؓ مولا علیؓ شیر خدا

وارث سرمایہ غوث جلیؒ ہے ان کی ذات
ان کے فیضان کا ابد تک چشمہ جاری ہو گیا

ان کے فیض زندگی آثار سے مردہ وجود
پائیں گے لحظہ بہ لحظہ اک حیات نو سدا

دل کے آئینوں پہ نیر ضوفگن ہو گی مدام
حضرت والا کے مرقد سے جو پھوٹے گی ضیاء

ضیاء نیر

Marfat.com

منقبت بحضور قبلہ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین قادری الگیلانی

طاہر علاؤالدین ہیں ولیوں کے کامل پیشوا
عقبیٰ کی مجھ کو فکر کیا یہ ہیں میرے مشکل کشا

اے باغ پنجتن کی کلی اے دلبر مولا علی
اے وارث غوث جلی اے شموں کے بادشاہ

حسنین کی اولاد ہیں ابن شہ بغداد ہیں
سنتے سب کی فریاد ہیں بس چاہئے ان کی رضا

غوث الورا کے لاڈلے طاہر علاؤالدین ہیں
سیدنا طاہر علاؤالدین ہادی و کامل راہنما

سرکار کے قدموں میں حاضر ہے محمود قادری
بھر دیجئے دامن میرا خالی نہ جائے یہ صدا

محمود احمد قادری راولپنڈی

Marfat.com

بیادسیدنا طاہر علاؤ الدین رحمتہ اللہ علیہ

وہ طاہرو مطہرو اطہر چلا گیا وہ کاروان شوق کا رہبر چلا گیا
فقرو غنا کو جس کی ولایت پہ ناز ہے درویش چل دیا' وہ قلندر چلا گیا
فہم و ذکا کو جس کی بصیرت پہ فخر ہے اقلیم معرفت کا وہ افسر چلا گیا
صبرو رضا کو جس کی رفاقت سے پیار ہے وہ علم عبدیت کا سمندر چلا گیا
بندوں کو جس نے بخش دیا ہے خدا کا خوف وہ فکرو ذکرو شکر کا خوگر چلا گیا
دیدار جس کا دیدہ بینا کا ہے نکھار وہ چشم اشکبار کا محور چلا گیا
جس کی عطا سے ایک زمانہ نہال ہے لاکھوں شہنشہوں کا وہ یاور چلا گیا
کیوں نہ بے قرار ہو اس کے فراق میں ہر جان دردمند کا دلبر چلا گیا
اب گوہر مراد طلب کس سے ہم کریں وہ قلزم کرم کا شناور چلا گیا
افسوس! ہم نہ اس کی وصیت کو سن سکے افسوس! کیوں وطن سے وہ باہر چلا گیا
دنیا تو اس کے واسطے اک قید خانہ تھی آیا تھا وہ جہاں سے اسی گھر چلا گیا
باطن میں اب بھی حجلہ دل میں ہے جلوہ گر ظاہر میں گو زمین کے اندر چلا گیا
کیسے کہوں! وہ حسن کا مخزن' نہیں رہا کیونکر لکھوں! وہ عشق کا مصدر چلا گیا

حسن و جمال اس کی نظر کے مرید ہیں
فیضان وہ کمال کا پیکر چلا گیا

فیض الرسول فیضان

Marfat.com

سرزمین لاہور کا اعزاز

لاہور اپنے بخت رسا پہ تو ناز کر
گنج گراں بہا تری جھولی میں آ جا
آرام گاہ حضرت والا کی شکل میں
فیضان غوثیہ کا ہے مرکز تجھے وہ
دریا کرم کا' جوش میں اپنے ہے موج موج
جاری عطائے بیکراں کا سلسلہ ہو
تشنہ لبوں کی پیاس بجھانے کے واسطے
ابر مطہر سر پہ بہر سمت چھا گیا
آقا کی ہیں عنایتیں بے حدو بے حساب
ہم پہ کریم کی ہے سخاوت کا در کھلا
نیر خوشا نصیب کہ ہے مل گیا ہمیں
طاہر علاؤالدینؒ سا روحانی پیشوا

ضیاء نیر

Marfat.com

چمکے چاند ستارے تیری یادوں کے

لوح دل پر نقشے تیری یادوں کے
ہونٹوں پر ہیں نغمے تیری یادوں کے

ہم تنہائی کی کالی راتیں ہیں
ساز دل پر نغمے تیری یادوں کے

جب بھی ہم نے ہنستے دیکھا لوگوں کو
آنسو آنکھ سے چھلکے تیری یادوں کے

کون یہ کہتا ہے کہ رات اندھیری ہے
چاند ابھی، کب گہنے تیری یادوں کے

صحراؤں کی دھوپ نے جب مجبور کیا
سر پر اوڑھے سائے تیرے یادوں کے

میری تنہائی کی کالی راتوں میں
چمکے چاند ستارے تیری یادوں کے

کافی ہیں بے نام مری زندگانی کو
بس اے جان سہارے تیری یادوں کے

عابد اپنی اس معصوم جوانی میں
کتنے درد اتارے تیری یادوں کے

غلام مصطفیٰ عابد علوی

Marfat.com

ہمیں خدا آشنا بنایا حضور قدوۃ الاولیاء نے

حضور حق سے ہمیں ملایا حضور قدوۃ الاولیاء نے
گرے پڑوں کو گلے لگایا حضر قدوۃ الاولیاء نے

وہ علم و حکمت کے بحر اعظم ہمارے مونس ہمارے ہدم
ہمیں خدا آشنا بنایا حضور قدوۃ الاولیاء نے

وہ رحمت مصطفیؐ کی ندیاں وہ چہرہ مصطفیؐ کے جلوے
وہی نظارا ہمیں دکھایا حضور قدوۃ اولیاء نے

قسم خدا کی نظر نہ ٹکتی تھی ان کے مکھڑے کی تابشوں پر
سراپائے غوثیت دکھایا حضور قدوۃ اولیاء نے

ولایتوں کے سفیر ہیں وہ قسم سے بدر منیر ہیں وہ
جہالتوں سے ہمیں بچایا حضور قدوۃ اولیاء نے

وہ شہر بغداد کی نشانی مری عقیدت کی راجدھانی
مجھے تو انسان ہے بنایا حضور قدوۃ اولیاء نے

ہیں میری نس نس میں ان کی یادیں مرے تصور میں ان کے جلوے
ہمیں وفا آشنا بنایا حضور قدوۃ اولیاء نے

بروز محشر اے کاش مجھ کو پیام آ کر یہ دیں ملائک
چلو تمہیں نور ہے بلایا حضور قدوۃ اولیاء نے

نور احمد نور

Marfat.com

۷۸۶

۹۲

شجرۂ شریفہ قادریہ غوثیہ بغدادیہ بابرکت

معطیہ

پیر سید طاہر علاء الدین آفندی القادری الگیلانی

ابن مرحوم نقیب الاشراف سجادہ نشین دربار غوثیہ پیر حسام الدین

آفندی القادری الگیلانی بن روضہ اقدس حضرت غوث الاعظم شیخ الکل سلطان

الاولیاء السید الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ وارضا عنا

بغداد شریف عراق عرب

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ط

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ

هٰذِهٖ شَجَرَةُ نَسَبِیَ الْمُتَّصِلُ بِحَضْرَتِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ قُدِّسَ سِرُّهُ الْعَزِیْزِ وَمَثَلُ كَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِی السَّمَآءِ وَهٰذَا سَنَدِیَ الْمُتَّصِلُ بِحَضْرَتِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ قُطْبُ الْاَقْطَابِ سَیِّدُ الْاَبْدَالِ وَالْاَنْجَابِ مُلْحِقُ الْاَصَاغِرِ بِالْاَكَابِرِ اَبِیْ مُحَمَّدٍ مُحْیِ الدِّیْنِ السَّیِّدِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ الْحَسَنِیْ وَالْحُسَیْنِیْ قُدِّسَ سِرُّهُ النُّوْرَانِیْ وَاَنَا الْفَقِیْرُ اِلَیْهِ تَعَالٰی شَانُهٗ وَعَزَّ سُلْطَانُهٗ السَّیِّدُ طَاهِرُ عَلَاءِ الدِّیْنِ الْقَادِرِیُّ الْكِیْلَانِیْ اِبْنُ الْمَرْحُوْمِ السَّیِّدِ مَحْمُوْدِ حُسَامِ الدِّیْنِ الْكِیْلَانِیْ نَقِیْبُ الْاَشْرَافِ بَغْدَادِ الْعِرَاقِ الْمَحْمِیَّةِ عُفِیَ عَنْهُمَا رَبُّ الْبَرِیَّةِ

Marfat.com

مدح حضرتِ غوث رح

بدہ دستِ یقین اے دل بدستِ شاہ جیلانی | کہ دست او بود اندر حقیقت دستِ یزدانی

سگِ درگاہِ میراں شو چو خواہی قربِ ربانی | کہ بر شیراں شرف دارد سگِ درگاہِ جیلانی

امیر دستگیرے غوث الاعظم قطبِ ربانی | حبیبے سیدِ عالم نہے محبوب سبحانی

نشانِ شانِ بیچونی بیانِ سرِ مکنونی | بسیرت مثلِ پیغمبر بصورت مرتضےٰ ثانی

نیاز اندر جنابِ پاکِ او از قدسیاں باید | کہ آید جبرئیل از بہرِ کارِ زار دربانی

ایں نسبِ حضرت غوث الثقلین است | نقدِ کرم حیدر و نسلِ حسنین است

مادرش حسینی نسب است پدرِ او | زاد اولادِ حسن یعنی کریم الابوین است

بادشاہِ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است | سرورِ اولادِ آدم شاہ عبدالقادر است

آفتاب و ماہتاب و عرش و کرسی لوح و قلم | نورِ قلب از نورِ اعظم شاہ عبدالقادر است

فَکَمْ مِنْ مُنْکِرٍ اَمْسٰی بِکَیْدٍ | فَاَصْبَحَ وَالطَّرِیْقَۃُ مُرْتَضَاہُ

وَکَمْ مِنْ جَاھِلٍ اَبْدٰی عِتَابًا | فَلَمَّا ذَاقَ مَا ذُقْنَا اشْتَھَاہُ

وَکَمْ مِنْ زَائِرٍ بِصَفَاءِ قَلْبٍ | وَاِخْلَاصٍ مُنِحْنَاہُ مُنَاہُ

Marfat.com

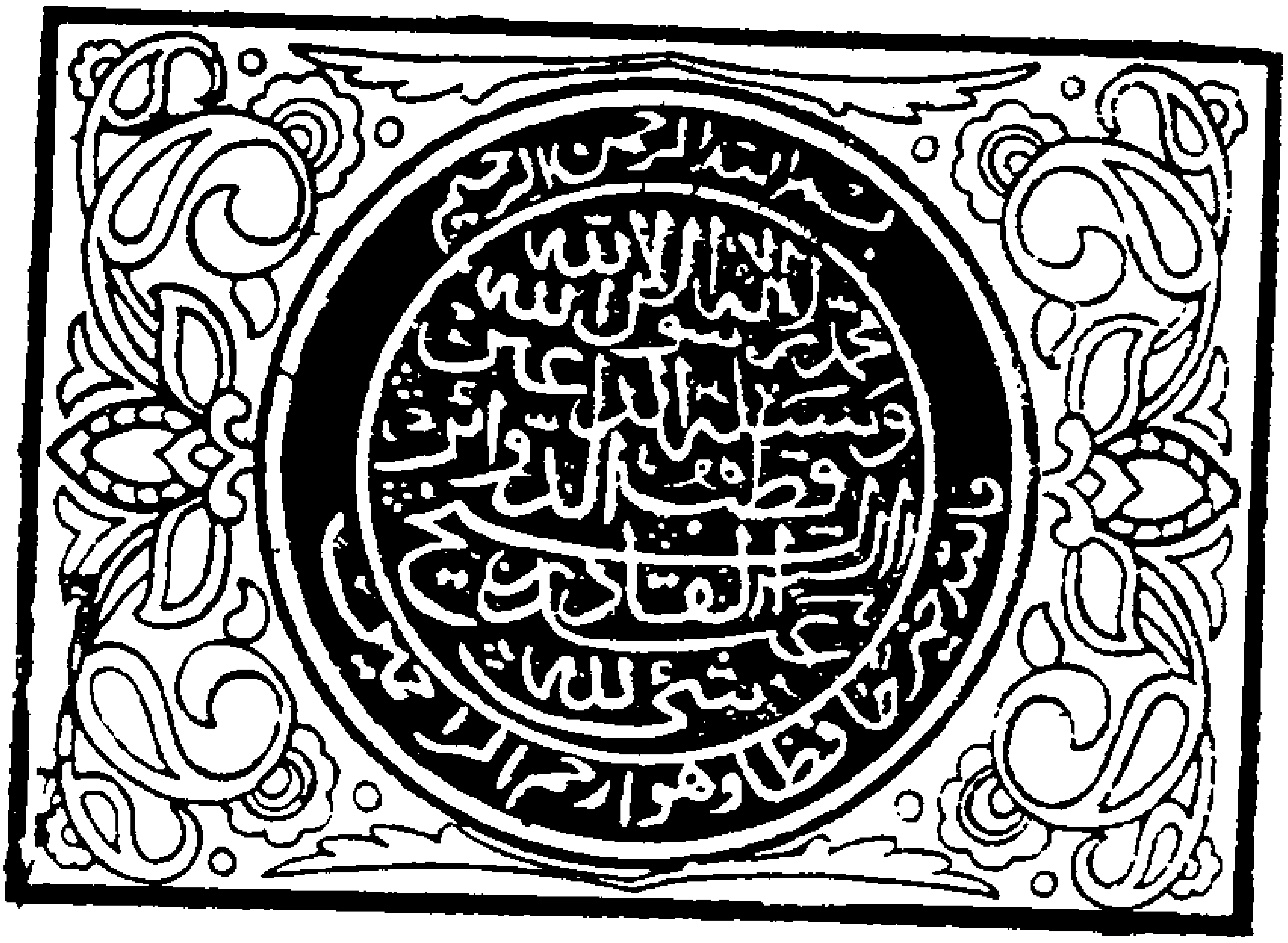

هٰذه شجرة أصلها أصيل وفرعها نبيل حاملها
رجل جليل أسأل الله تعالى أن يرزقه الاستقامة
بحرمة سيدنا محمد صلى الله تعالى عليه وسلم المهبط
عليه الوحي والتنزيل أمضيتها وأنفذتها وأنا
أفقر الورى وخادم الفقراء السيد طاهر علاء الدين
القادري شيخ سجادة جدي السيد الشيخ عبد القادر
الجيلاني قدس الله سره ببغداد۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاتِحِ اَقْفَالِ الْقُلُوْبِ بِذِكْرِہٖ وَكَاشِفِ
اَسْتَارِ الْغُيُوْبِ بِبِرِّہٖ وَرَافِعِ اَعْلَامِ الزِّيَارَةِ
لِلْقَآئِمِ بِشُكْرِہٖ اَحْمَدُہٗ عَلٰى اَنْ جَعَلَنَا مِنْ اَهْلِ
تَوْحِيْدِہٖ وَاَشْكُرُہٗ طَالِبًا بِفَضْلِہٖ وَمَزِيْدِہٖ وَ
اُصَلِّيْ وَاُسَلِّمُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ اَفْضَلِ اَنْبِيَآئِہٖ
وَعَبِيْدِہٖ وَعَلٰى اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الْحَائِزِيْنَ لِطَوِيْلِ
الْفَضْلِ وَمَدِيْدِہٖ اَمَّا بَعْدُ فَيَقُوْلُ الْعَبْدُ
الْفَقِيْرُ الْمُقِرُّ بِالْعَجْزِ وَالتَّقْصِيْرِ الرَّاجِيْ عَفْوَ
رَبِّہِ الْوَلِيِّ السَّيِّدِ طَاهِرُ عَلَاءُ الدِّيْنِ
الْقَادِرِيْ اِبْنِ السَّيِّدِ مَحْمُوْدِ حِسَامُ
الدِّيْنِ الْقَادِرِيْ اِبْنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ

Marfat.com

الْمَحْضِ ظَهِيْرِ الدِّيْنِ الْقَادِرِىْ اِبْنِ السَّيِّدِ
عَلِيِّ اِبْنِ السَّيِّدِ سَلْمَانِ اِبْنِ السَّيِّدِ مُصْطَفٰى
اِبْنِ السَّيِّدِ زَيْنِ الدِّيْنِ اِبْنِ السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ دُرْوِيْشِ
اِبْنِ السَّيِّدِ حِسَامُ الدِّيْنِ اِبْنِ السَّيِّدِ نُوْرُ الدِّيْنِ
اِبْنِ السَّيِّدِ وَلِيِّ الدِّيْنِ اِبْنِ السَّيِّدِ زَيْنُ الدِّيْنِ
اِبْنِ السَّيِّدِ شَرَفُ الدِّيْنِ اِبْنِ السَّيِّدِ شَمْسُ الدِّيْنِ
اِبْنِ السَّيِّدِ مُحَمَّدِ الْهَتَّاكِ اِبْنِ السَّيِّدِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ
اِبْنِ السَّيِّدِ السَّادَاتِ قُطْبُ الْوُجُوْدِ الدُّرَّةِ
الْبَيْضَآءِ مَالِكُ اَزِمَّةِ الْمُتَصَرِّفِيْنَ رَئِيْسُ
الْمَحْبُوْبِيْنَ الْاِمَامِ الْجَوْهَرِ الْفَرْدِ سَلَابِ الْاَحْوَالِ
قُطْبُ الْاَقْطَابِ الْغَوْثُ الْاَعْظَمِ الْجَامِعُ
بَيْنَ الْمَعْشُوْقِيْنَ مَحْبُوْبِ سُبْحَانِىْ الْبَازِىْ
الْاَشْهَبُ الْاِمَامِ السَّيِّدِ الشَّيْخِ عَبْدُ الْقَادِرِ

Marfat.com

الجِیلَانِی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنہُ اِبنُ الاِمَامِ
السَّیِّدِ اَبِی صَالِحٍ مُوسیٰ جَنگِی دُوستٍ مَعنُہَا
صَاحِبُ المُجَاھِدَۃ اِبنُ الاِمَامِ السَّیِّدِ عَبدِاللّٰہِ
الجِیلِیِّ اَوَّلِ مَن وُلِدَ فِی جِیلَانِ اِبنِ
الاِمَامِ السَّیِّدِ یَحییٰ الزَّاھِدِ اِبنِ الاِمَامِ السَّیِّدِ
مُحَمَّدِ اِبنِ السَّیِّدِ دَاؤدَ اِبنِ الاِمَامِ السَّیِّدِ مُوسیٰ
اِبنِ السَّیِّدِ عَبدُاللّٰہِ اِبنِ السَّیِّدِ مُوسیٰ الجَونِ
اِبنِ السَّیِّدِ عَبدُاللّٰہِ المَحضِ اِبنِ السَّیِّدِ حَسَنُ
المُثَنّیٰ اِبنِ الاِمَامِ الحَسَنِ اِبنِ الاِمَامِ اَمِیرِ
المُؤمِنِینَ عَلِیِّ اِبنِ اَبِی طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ
عَنہُ اِبنِ عَبدِ المُطَّلِبِ اِبنِ ھَاشِمِ اِبنِ
عَبدِ مَنَافِ اِبنِ قُصَیِّ اِبنِ کُلَابِ اِبنِ مُرَّۃَ اِبنِ
کَعبِ اِبنِ لُؤَیِّ اِبنِ غَالِبِ اِبنِ فِہرِ اِبنِ مَالِکٍ اِبنِ

Marfat.com

النَّضْرِ ابْنِ كِنَانَةَ ابْنِ خُزَيْمَةَ ابْنِ مُدْرِكَةَ ابْنِ
اِلْيَاسِ ابْنِ مُضَرَ ابْنِ نَزَارِ ابْنِ مَعَدِّ ابْنِ عَدْنَانِ
ابْنِ اُدِّ ابْنِ اُدَدِ ابْنِ الْهُمَيْسَعِ ابْنِ حَمَلِ ابْنِ نَبْتِ
ابْنِ قَيْدَارِ ابْنِ اِسْمَاعِيْلُ ذَبِيْحُ اللّٰهِ ابْنِ اِبْرَاهِيْمُ
خَلِيْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَعَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
اَفْضَلَ الصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ فَاَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ
الرَّجُلَ الصَّالِحَ الْمُقْبِلُ عَلٰى مَوْلَاهُ الْمُعْرِضِ
عَمَّنْ سِوَاهُ الرَّاغِبُ فِى الدَّارِ الْاٰخِرَةِ الدَّرْوِيْشِ
مِنَ الْمَحْسُوْبِيْنَ عَلَيْنَا وَعَلٰى حَضْرَةِ جَدِّهٖ
قُطْبُ الْعَارِفِيْنَ وَمُرْشِدُ السَّالِكِيْنَ السَّيِّدِ
الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِىْ قُدِّسَ سِرُّهٗ ثُمَّ

Marfat.com

زادنا وتشرف بخدمتنا وطلب منا تلقين كلمة التوحيد نلقنته كما اجازني بذلك شيخي و والدي السيد الشيخ محمود حسام الدين القادري عن ابيه وشيخه السيد الشيخ عبد الرحمن المحض القادري عن ابيه وشيخه السيد الشيخ علي عن شيخه وابن عمه السيد الشيخ ابي بكر عن ابيه وشيخه السيد الشيخ اسماعيل عن ابيه وشيخه السيد الشيخ عبد الوهاب عن ابيه وشيخه السيد الشيخ نور الدين عن ابيه وشيخه السيد الشيخ محمد درويش عن ابيه وشيخه السيد الشيخ حسام الدين عن شيخه وابن عمه السيد الشيخ ابي بكر عن ابيه وشيخه السيد الشيخ يحيى عن ابيه وشيخه السيد الشيخ نور الدين عن ابيه وشيخه السيد الشيخ ولي الدين عن ابيه

Marfat.com

وَشَيْخِهٖ السَّيِّدِ الشَّيْخِ زَيْنِ الدِّيْنِ عَنْ اَبِيْهِ وَشَيْخِهٖ السَّيِّدِ الشَّيْخِ شَرَفِ الدِّيْنِ عَنْ اَبِيْهِ وَشَيْخِهٖ السَّيِّدِ الشَّيْخِ شَمْسِ الدِّيْنِ عَنْ اَبِيْهِ وَشَيْخِهٖ السَّيِّدِ الشَّيْخِ مُحَمَّدِ الْهَتَّاكِ عَنْ اَبِيْهِ وَشَيْخِهٖ السَّيِّدِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَبِيْهِ وَشَيْخِهٖ قُطْبِ الْعَارِفِيْنَ وَمُرْشِدِ السَّالِكِيْنَ السَّيِّدِ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلَانِيْ قُدِّسَ سِرُّهٗ عَنْ شَيْخِهٖ اَبِيْ سَعِيْدِ الْمُبَارَكِ الْمَخْزُوْمِيْ عَنْ شَيْخِهٖ اَبِي الْحَسَنِ الْهَنْكَارِيْ عَنْ شَيْخِهٖ اَبِي الْفَرَجِ الطَّرْطُوْسِيْ عَنْ شَيْخِهٖ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِيْمِيْ عَنْ شَيْخِهٖ اَبِيْ بَكْرِ الشِّبْلِيْ عَنْ شَيْخِهٖ اَبِي الْقَاسِمِ الْجُنَيْدِ الْبَغْدَادِيْ عَنْ شَيْخِهٖ سَرِيِّ السَّقَطِيْ عَنْ شَيْخِهٖ مَعْرُوْفِ الْكَرْخِيْ عَنْ شَيْخِهٖ قِبْلَةُ الْبَاطِنِ اَبِي الْحَسَنِ عَلِيِّ ابْنِ مُوْسَى الرِّضٰى

Marfat.com

قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ مُوْسیٰ الْکَاظِمُ عَنْ اَبِیْہِ جَعْفَرُ الصَّادِقِ عَنْ اَبِیْہِ مُحَمَّدِ الْبَاقِرِ عَنْ اَبِیْہِ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ عَنْ اَبِیْہِ سَیِّدِ شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَقُرَّۃِ اَعْیُنِ اَھْلِ السُّنَّۃِ الْاِمَامِ الْحُسَیْنِ عَنْ اَبِیْہِ الْاِمَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْہُ قَالَ حَدَّثَنِیْ حَبِیْبِیْ وَقُرَّۃُ عَیْنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ جِبْرَائِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ سَمِعْتُ رَبَّ الْعِزَّۃِ جَلَّ جَلَالُہٗ یَقُوْلُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حِصْنِیْ فَمَنْ قَالَھَا دَخَلَ حِصْنِیْ وَمَنْ دَخَلَ حِصْنِیْ اَمِنَ مِنْ عَذَابِیْ وَبِالسَّنَدِ الْمُتَقَدِّمِ اِلَی الشَّیْخِ مَعْرُوْفِ الْکَرْخِیِّ عَنْ شَیْخِہٖ دَاؤٗدِ الطَّائِیِّ عَنْ شَیْخِہٖ

Marfat.com

حَبِیْبِ الْعَجَمِیْ عَنْ شَیْخِہٖ حَسَنُ الْبَصَرِیْ عَنْ شَیْخِہٖ
الْاِمَامِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیُّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ
اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ عَنْ جِبْرَآئِیْلَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ رَبِّ
الْعِزَّۃِ جَلَّ جَلَالُہٗ وَبَعْدَہٗ اَنْ لَقَنَّاہٗ کَلِمَۃَ
التَّوْحِیْدِ اَجَزْنَاہٗ بِتِلَاوَتِہَا عَقَبَ کُلِّ فَرِیْضَۃٍ
مِائَۃَ وَسِتَّۃَ وَسِتُّوْنَ مَرَّۃً وَفِیْ سَائِرِ
الْاَوْقَاتِ عَلٰی حَسْبِ مَا تَیَسَّرَ لَہٗ فَمَنْ نَکَثَ
فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عَاھَدَ
عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا وَصَلَّی
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی
اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ٥

Marfat.com

قصیدہ غوثیہ المعروف قصیدہ خمریہ

سقانی الحب کاسات الوصال ... فقلت لخمرتی نحوی تعالی
سعت ومشت لنحوی فی کؤوس ... فهمت بسکرتی بین الموالی
فقلت لسائر الاقطاب لموا ... بحالی وادخلوا انتم رجالی
وهیموا واشربوا انتم جنودی ... فساقی القوم بالوافی ملالی
شربتم فضلتی من بعد سکری ... ولا نلتم علوی واتصالی
مقامکم العلی جمعا ولکن ... مقامی فوقکم ما زال عالی
انا فی حضرة التقریب وحدی ... یصرفنی وحسبی ذو الجلال
انا البازی اشهب کل شیخ ... ومن ذا فی الرجال اعطی مثالی
کسانی خلعة بطراز عزم ... وتوجنی بتیجان الکمال
واطلعنی علی سر قدیم ... وقلدنی واعطانی سؤالی
وولانی علی الاقطاب جمعا ... فحکمی نافذ فی کل حال
ولو القیت سری فی بحار ... لصار الکل غورا فی الزوال
ولو القیت سری فی جبال ... لدکت واختفت بین الرمال
ولو القیت سری فوق نار ... لخمدت وانطفت من سر حالی
ولو القیت سری فوق میت ... لقام بقدرة المولی تعالی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وبہ نستعین

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد المرسل رحمۃ للعالمین وآلہ واصحابہ الطیبین الطاہرین اما بعد فالواقفون علی کتابنا ھذا وفقھم اللہ للعلم والعمل ان حامل ھذا الکتاب ____________

من الفقراء السالکین علینا قدم بعد اذن ارجدنا حضرات الغوث الاعظم قطب الاقطاب ومرشد السالکین ابی محمد محی الدین السید الشیخ عبد القادر الجیلانی رضی اللہ تعالی عنہ ونفعنا بعلومہ وبرکاتہ الشریف فبناء علی ذالک ینبغی لمن یرجو اللہ والیوم الاخر ان یحترمہ ویعینہ لان اللہ تعالی لا یضیع اجر من احسن عملا واللہ عون العبد ما دام العبد فی عون اخیہ ھذا والسلام

حرر فی یوم ____________ سنۃ

وظائف قادریہ

۱۔ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ اَحَدَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً سُوْرَۃَ فَاتِحَۃٍ وَ اَحَدَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً سُوْرَۃَ الْاِخْلَاصِ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا اَحَدَ عَشَرَۃَ اَحَدَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً صَلٰوۃِ عشاء کی نماز کے بعد گیارہ دفعہ سورۃ فاتحہ اور گیارہ دفعہ سورۃ اخلاص اور اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف۔

۲۔ بَعْدَ کُلِّ فَرِیْضَۃٍ صَلٰوۃٍ مَائَۃٌ وَسِتَّۃٌ وَّسِتُّوْنَ مَرَّۃً نَفِیٍ وَاِثْبَاتِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ قَبْلَھَا وَبَعْدَھَا اَحَدَ اَعَشَرَۃَ مَرَّۃً صلوۃ ہر نماز کے بعد اوقاتِ فراغت میں ایک سو چھیاسٹھ دفعہ نفی اثبات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف۔

۳۔ عِنْدَ اَوْقَاتِ الْفَرَاغَتِ تِلَاوَتُ ھٰذَا نُوْرُدِ مِائَتَہٗ وَّاَحَدَ اَعَشَرَۃَ مَرَّۃً۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَمَا شَآءَ اللّٰہُ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ط یہ وظیفہ فراغت کے وقت میں ایک سو گیارہ دفعہ پڑھیں۔

۴۔ بَعْدَ صَلٰوۃِ الْعِشَاءِ مِائَۃَ مَرَّۃً صَلٰوۃ عشاء کی نماز کے بعد ایک سو دفعہ درود شریف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ

Marfat.com

وَ صَحْبِہٖ وَ اَزْوَاجِہٖ وَ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَ تَابِعِیْنَ وَ تَبَعِ تَابِعِیْنَ بِاِحْسَانِکَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن۔

۵۔ قَبْلَ نَوْمِ سَبْعُوْنَ مَرَّۃً اِسْتِغْفَار سونے سے پہلے ستر بار استغفار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَیْہِ ؕ

صَلوٰۃُ الْمُنْجِیَۃ بَعْدَ صَلٰوۃِ الصُّبْحِ (صبح ۱ مرتبہ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلٰوۃً تُنْجِیْنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الْاَھْوَالِ وَ الْاٰفَاتِ وَ تَقْضِیْ لَنَا بِھَا جَمِیْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَھِّرُنَا بِھَا مِنْ جَمِیْعِ الذُّنُوْبِ الْاَمْرَاضِ وَ السَّیِّاٰتِ وَ تَرْفَعُنَا بِھَا عِنْدَکَ اَعْلَی الدَّرَجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِھَا اَقْصَی الْغَایَاتِ مِنْ جَمِیْعِ الْخَیْرَاتِ فِی الْحَیٰوۃِ وَ فِی الْمَمَاتِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّکَ سَرِیْعُ الْمُجِیْبُ الدَّعْوَاتِ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ؕ

وظائفِ خلوت

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۷۵ ہزار بار ۷۵ روز میں ختم کل یوم ۱۰۰۰ مرتبہ

اَللّٰہُ ۷۰ " " ۷۰ روز میں ختم

Marfat.com

ھُو	۷۵ ہزار بار	۷۵ روز میں ختم	کل یوم الف مرّہ	
حَیّ	۶۰ ہزار بار	۶۰ روز میں ختم		
حَیّ	۵۵ ہزار بار	۵۵ روز میں ختم		
قیّوم	۵۰ ہزار بار	۵۰ روز میں ختم		
صَمَد	۷۵ ہزار بار	۷۵ روز میں ختم		

عنوانی، پتہ خط وکتابت

آل الکیلانی السید الشریف طاہر علاء الدین القادری
النقیب الحضرۃ الکیلانیہ المقدسہ دربار غوث الاعظم
دستگیر محلہ باب الشیخ بغداد (العراق)
حال دربار غوثیہ شارع الکیلانی لٹن روڈ
کوئٹہ۔ پوسٹ بکس نمبر ۷۰ کوئٹہ (پاکستان)

محررہ یوم ________ تاریخ

Marfat.com

Marfat.com

النقیب الاشراف السید طاہر علاؤالدین [illegible]

پیران پیر دستگیر غوث الاعظمؓ سیدنا عبدالقادر جیلانی [illegible]

محمود حسام الدین کے فرزند ارجمند نقیب زادہ حضرت سیدنا [illegible]

بے شمار روحانی کمالات و تصرفات سے بہرہ مند تھے [illegible]

معرفت الٰہی اور اتباع مصطفوی ہے۔ آپ تقویٰ، طہارت [illegible]

روحانیت، جمال و جلال میں سیدنا غوث الاعظمؓ کے [illegible]

لاکھوں کی تعداد میں مریدین اور وابستگان آپ سے [illegible]

ماڈل ٹاؤن لاہور کے علاقے [illegible]

کا مزار شریف زیر تعمیر ہے [illegible]

پیران پیر دستگیرؓ سیدنا عبدالقادر جیلانی [illegible]

بنایا گیا ہے۔

مزار شریف کی مرکزی عمارات ایک ہال اور [illegible]

چبوترے پر مشتمل ہے۔ ہال کا رقبہ 3600 مربع فٹ ہے [illegible]

اونچائی چھت سے 40 فٹ بلند ہے۔ ہال کے چاروں اطراف [illegible]

فارم تعمیر کیا گیا ہے۔ مزار شریف کے احاطے میں [illegible]

کے مدرسے، وضو خانے، خواتین و حضرات کے لیے [illegible]

بھی تعمیر کئے جا رہے ہیں۔

مزار کے ارد گرد [illegible]

راہداریاں زیر تعمیر ہیں۔ اس کے چاروں طرف [illegible]

ضروریات مثلاً بجلی کے لئے علیحدہ [illegible]

ٹی سے انتظام کیا جا رہا ہے۔ مزار شریف [illegible]

Marfat.com